بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ

الکتاب للمستطاب

انوارِ مصطفیٰ
صلی اللہ علیہ وسلم

مؤلفہ

عالمِ بے بدل فاضلِ اجلّ حضرت مولانا الحاج

غلام رسول گوہر جماعتی نقشبندی

خطیب جامع مسجد کوٹ عثمان خاں - قصور (ضلع لاہور)

ناشر

مکتبۂ انوار الصوفیہ - قصور

(کوٹ عثمان خاں)

قیمت : چھ روپے

برائے مطالعہ
جناب محمد اقبال مجددی صاحب
ناچیز
محمد صادق قصوری
حسین خان والا
براہ قصور
10-6-77

Marfat.com

Collection of Prof. Muhammad Iqbal Mujaddidi
Preserved in Punjab University Library.

پروفیسر محمد اقبال مجددی کا مجموعہ
پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں محفوظ شدہ

Marfat.com

(جملہ حقوق محفوظ ہیں)

13712

نام کتاب	انوار مصطفےٰ
مطبع	[illegible]
ناشر	[illegible]
اہتمام	[illegible]
تعداد	ایک ہزار
قیمت	[illegible] روپے

Marfat.com

انتساب

میں اپنی اس نورانی کتاب "انوارِ مصطفےٰ" کو حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ صادق و متبع کامل اپنے شیخ و مرشد

زبدۃ العارفین قدوۃ السالکین مولانا الحاج الحافظ

پیر سید جماعت علی شاہ علی پوری

نور اللہ مرقدہٗ

کے نامِ نامی اور اسمِ گرامی کی طرف منسوب کرتا ہوں ——

گر قبول افتد زہے عزّ و شرف

اے کہ ذاتت درجہاں مشہور مثل آفتاب!
شاہ جماعت غوث اعظم معدن حلم و حیا
تیرے در پر آکے لاکھوں ہو گئے ہیں فیضیاب
گو ہر ذاتت و جانے دستے کیں خالی مجھ سا!

Marfat.com

مطلعِ انوار

اللہ تعالیٰ کے آخری رسول حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت آپ کی اتباع جزوِ ایمان ہے۔ اسی پر اسلام اور حق کی اساس ہے قرآن پاک میں جس حقیقت کو صراطِ مستقیم، دینِ قیم سے تعبیر کیا گیا ہے اس کی روح اور اصل سید دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ ستودہ صفات کی محبت ہے۔ میں گمان نہیں کرتا کہ جو شخص مسلمان ہے، خواہ عملی جہت سے کتنا بھی پست ہو وہ محبت سے خالی ہوگا اور اس کے قلب کے کسی بھی گوشہ میں عشقِ رسول کی چنگاری چھپی ہوئی نہ ہوگی اس لئے کہ اسلام حضور ہی کی محبت کا دوسرا نام ہے۔ اگر یہ نہیں تو وہ مسلمان نہیں۔ یہ دوسری بات ہے کہ اس سے محبت کا اعلان و اظہار نہیں ہو رہا، یا اس کا عمل اور کردار تقاضائے محبت کو پورا نہیں کر رہا۔ اس کے وجوہ و اسباب کچھ اور بھی ہو سکتے ہیں مگر مسلمان سے محبتِ رسول کی نفی ہرگز نہیں کی جا سکتی۔

میرے نزدیک کسی کو یہ کہنا کہ اس کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عشق نہیں، محبت نہیں، عقیدت نہیں تو وہ بے ادب ہے گستاخ ہے۔ یہ اس کے مترادف ہوگا کہ وہ بے ایمان ہے کافر ہے، مرتد ہے۔ اسلام میں اس کا کوئی حصہ نہیں۔

میں نے اپنی کتاب کے آغاز میں اس چیز کو مبرہن کر دیا ہے کہ ہر مسلمان سرکارِ دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم کا نعت خواں ہے۔ آپ کی نعت خوانی سے کوئی بھی فارغ نہیں۔ ہر پڑھا لکھا اور ان پڑھ، عالم و جاہل آپ کا مدّاح ہے اور آپ کی مدحت و ثنا خوانی سے ہی شجرِ ایمان اور گلشنِ اسلام کی آب یاری اور رکھوالی ہوتی ہے۔ رب العالمین کا قرب اور اس کی ولایت

Marfat.com

اسی سے حاصل ہوتی ہے۔ جذبہ محبت ہی ہے جس نے مجھ کو اس مبارک اور نورانی کتاب کے لکھنے پر جس کا میں نے "انوارِ مصطفٰے" نام رکھا، برانگیختہ کیا۔ اس کتاب میں میں نے اس محبت کے تابدار جواہرات کو بکھیرنے کی کوشش کی ہے جو میرے دل کے خزانے میں مستور تھے۔ محبت رسول کے جو ستارے میرے قلب کے آسمان میں، جب سے میں نے ہوش سنبھالا اور بزرگوں کی صحبت کا بالخصوص حضرت امیر ملت مولانا الحاج حافظ پیر سید جماعت علی شاہ قدس سرہٗ اور آپ کے فرزند اکبر فخر العلماء سید الفضلا رئیس الفقہا شیخ الحدیث والقرآن حضرت مولانا سراج الملت حافظ سید محمد حسین شاہ صاحب نور اللہ مرقدہ اور آپ کے دیگر برادران اعلیحضرت مولانا الحاج حافظ سید خادم حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور اعلیحضرت شمس الملت حافظ سید نور حسین شاہ صاحب دامت برکاتہم اور اس خانوادہ کے دیگر بزرگوں کی عقیدت اور ان کے آستانہ عالیہ کی جبہ سائی اور ان کی کفش برداری اور غلامی کا شرف حاصل ہوا ——— تاباں و درخشاں تھے، اور جن کا میں اکثر اپنے مواعظ میں تذکرہ کرتا، بلکہ اپنے کلام و وعظ کو انہیں محبت کے ستاروں اور انوار سے روشن کرتا تھا۔

شروع سے میری عادت رہی ہے کہ حضور نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے فضائل جن کتابوں کے مطالعہ سے جو پاتا، اس کو اپنی بیاض میں (جو اسی غرض کے لئے تھی) نوٹ کر لیتا۔ جس طرح کوئی شخص گلدستہ تیار کرنے کے لئے باغ سے مختلف خوش رنگ مہکتے ہوئے پھولوں کو چنتا ہے اور پھر ان کو ایک ترتیب سے جمع کر کے گلدستہ تیار کرتا ہے بالکل اسی طرح کا میرا طریق کار تھا۔ علماء اور بزرگوں کی کتب جو سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرت پاک اور آپ کے مدائح و فضائل میں لکھی گئی ہیں، مطالعہ کرتا ——— تو ان سے کوئی دیدہ زیب خوشنما، مہکتا ہوا، آپ کی نعت یا فضیلت کا پھول پاتا تو اس کو فوراً اپنی بیاض میں بغیر کسی ترتیب کے لکھ لیتا۔ جب وہ پھول ڈھیر سارے ہو گئے کہ ان سے ایک خوشنما گلدستہ تیار ہو سکتا ہے تو میں نے ان سب کو ایک جگہ جمع کر کے محبت کے دھاگے سے باندھ کر ایک گلدستہ تیار کیا اور انوارِ مصطفٰے کے گلدان میں اس کو سجایا۔

Marfat.com

انوارِ مصطفےٰ کو معرضِ تحریر میں لانے اور منصۂ شہود پر اس کی نمائش کرنے کا سبب موجودہ زمانہ کے پیشہ ور نعت خوان بھی ہیں۔ جن میں اخلاص و محبت نام کو نہیں مگر وہ نعت خوانی حطامِ دنیا جمع کرنے کے لئے کرتے ہیں۔ میں نے اکثر مجالس میں دیکھا ہے کہ وہ نعت خوانی تو کرتے ہیں اور منتخبہ اشعار کو خوش آوازی، لحن داؤدی، نغمہ و ترنم سے پڑھتے تو خوب ہیں اور ان کے پڑھنے کا ڈھب اور انداز بھی کچھ ایسا ہے کہ گویا وہی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ صادق ہیں اور یہی عشقِ رسول کی دولت سے مالا مال ہیں سامعین پر وہ اپنے نغمہ و ترنم سے کچھ ایسا اثر ڈالتے ہیں کہ ہر جانب سے نعرہ ہائے فلک شگاف بلند ہوتے ہیں اور لوگ نشۂ محبتِ رسول سے سرشار ہو کر سر دھنتے ہیں، اور بڑی وسعت اور فراخی سے نذرانہ پیش کرتے ہیں —— مگر افسوس سے کہنا پڑتا ہے اور بڑا دکھ ہوتا ہے کہ ان کی داڑھیاں منڈی ہوئی اور سر پر انگریزی بال ہیں۔ نماز اور جماعت کے تارک ہیں۔ علماء اور ان کی مجالس سے بیزار ہیں اور اپنے فن پر متکبر اور مغرور ہیں۔ بالخصوص علماء کو حقارت سے دیکھتے ہیں۔ اگر یہ لوگ واقعی "عشقِ رسول" کے دریا میں ڈوبے ہوئے ہیں تو پھر ان سے پوچھا جائے کہ سنتِ رسول (صلے اللہ علیہ وسلم) کی اتباع کیوں نہیں کرتے۔ فرائضِ خداوندی سے سرتابی کیوں ہے ——؟ مجالسِ خیر درس و تدریس سے بُعد کیوں ہے؟

میرے دل میں آیا کہ ان کی اصلاح کے لئے ایک مضمون لکھوں اور رسالہ انوار الصوفیہ میں شائع کروں —— دراصل میں ان کے کردار اور اخلاق کے خلاف تنقید کر کے اپنے دل کا بخار نکالنا —— اور اپنے دکھ کا (جو ان کی بے عملی سے ہے) مداوا کرنا چاہتا تھا — چنانچہ میں نے لکھنا شروع کیا اور پھر معاً یہ خیال بھی آیا کہ ان پیشہ ور نعت خوانوں پر تبصرہ کرنے سے: اول نعت خوانی، نعت گوئی اور نفسِ نعت کی اہمیت، اس کی خوبی، اس کی فضیلت کا بیان کرنا بھی ضروری ہے تاکہ صرف نعت خوانوں کی تنقید سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ —— اس ناچیز غلام رسول گوہر کو نعت سے ضد ہے، ہرگز ہرگز نہیں، میں خود نعت خواں اور نعت گو ہوں مگر اس منزل سے بھی

Marfat.com

جو عوام کا ہے۔ میرا اپنا معیار ہے جس کو "انوارِ مصطفیٰ" کے آغاز میں واضح کر دیا ہے۔
میری تنقید کا ہدف وہی نعت خواں ہیں جنہوں نے تمام کام چھوڑ کر روٹی کمانے کا ذریعہ
نعت خوانی کو بنایا ہے اور تارکِ سنت اور بے نماز اور متکبر و مغرور ہیں اور اکثر وہ جاہل
شعرا کا نعتیہ کلام پڑھتے ہیں جن میں اکثر اشعار اور مصرعے شریعت کے منطوق و مفہوم
کے خلاف ہوتے ہیں اور جو نعتیہ اشعار میں کسی اور دوسرے کے اشعار کی تضمین ۔ یا
پیوستگی کرتے ہیں جس کو پنجابی میں "دوہڑا" کہتے ہیں۔ وہ عموماً اس مرتبہ کے نہیں ہوتے ،
جس مرتبہ کے نعتیہ اشعار ہیں۔ میں نے بارہا اپنے مواعظ میں کہا ہے کہ اردو زبان میں
نعت گوئی میں اعلیٰ حضرت عظیم البرکت حضرت مولانا احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ
تعالیٰ علیہ اپنی مثال نہیں رکھتے اس لئے ان کا کلام یا کسی ایسے شاعر کا کلام پڑھا جائے
جو تقاضائے دین اور اس کی نزاکت کو جانتا ہو۔ نعت خوانی کے لئے بہت ضروری ہے
کہ اس کے منہ پر شریعت کے مطابق داڑھی ہو۔ امارد اور بے ریش لڑکوں کو نعت
خوانی کے لئے سٹیج پر نہ لایا جائے۔ نعت خوانی اخلاص و محبت سے ہو ، حطام دنیا کے
لئے نہ ہو اور اس کو ذریعہ معاش اور روزگار نہ بنایا جائے۔ نعت کے اشعار شریعت کے
خلاف نہ ہوں۔ نعت خواں جب نعت پڑھے تو باوقار اور کامل سکون سے پڑھے ۔
ایکٹروں یا ایکٹرسوں یا گانے والوں کی طرح حرکات نہ کرے۔ نعت کو پورا پڑھے ،
ادھورا نہ چھوڑے وغیرہ وغیرہ بہت آداب ہیں مگر یہ باتیں جو میں نے کہی ہیں ۔ ہر
نعت خواں کے لئے نہایت اہم اور ضروری ہیں۔ اللہ تعالےٰ ہمارے نعت خوانوں اور
سامعین کو عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

یہ بات بھی عرض کردوں جیسا کہ اس سے قبل اشارہ کیا گیا ہے کہ انوارِ مصطفیٰ کے
فضائل و محامد کو جیسا کہ مصنفین کی عادت ہے۔ بابوں اور فصلوں پر نہیں بانٹا گیا کہ
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہر فضیلت اور ہر شان کو اس کے مخصوص باب اور اسکی
فصل میں ذکر کردوں۔ میں آپ کے فضائل کو صفحۂ قرطاس پر لانے کے لئے اس قید کا
پابند نہیں ہوا۔ بلکہ جس طرح میں نے اپنی بیاض میں یہ پھول ایک ہی طرح کے اور ایک

Marfat.com

ہی درخت کے نہیں رکھے بلکہ کوئی پھول کسی نوع کا ہے اور کوئی کسی نوع کا ـــ اسی طرح میں نے ان سب کو انوارِ مصطفیٰ میں جمع کر دیا ہے۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں میرا یہ ہدیہ ابواب و فصول کی ترتیب کے بغیر صرف محامد و محاسن کا ہے۔ ان سب میں مدح رسول ہی قدر مشترک ہے۔ جس طرح ایک غزل کہنے والا شاعر اپنے محبوب کی مدح سرائی میں کسی خاص عنوان اور موضوع کا پابند نہیں ہوتا ہے ـــ اس کی غزل کا ہر شعر بلکہ ہر مصرعہ محبوب کی ایک نئی صفت اور شان کا آئینہ دار اور ترجمان ہوتا ہے یا آسمان پہ خلاق عالم، صناع ازل نے ستاروں کے چمکدار موتیوں کو ہار کے دانوں کی طرح نہیں پرویا بلکہ ان کو آسمان پر نثار کر دیا ہے ـــ بکھیر دیا ہے تو ان کے نثر اور بکھرنے میں ایک عجیب کیف پرور جمال نظر آتا ہے۔ ایک عارف باللہ جب رات کو نظر اٹھا کر دیکھتا ہے تو وہ پکار اٹھتا ہے: اے اللہ! تیری ذات پاک ہے تو نے جس روپ میں جس چیز کی تخلیق کی وہ حسن و جمال کا ایک شاہکار ہے اسی طرح میرا یہ ہدیہ "انوار مصطفیٰ" حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں آپ کی مدح سرائی ہیں آپ کے حضور میں ہدیۂ نعت پیش کرنے میں فضائل و کمالات محمدیہ کے تابناک منتشر اور بکھرے ہوئے موتی ہیں۔ قیمتی موتی منثور ہوں یا منظوم ان کی قیمت میں کوئی کمی نہیں آتی۔ محبوب کے دلکش اور حسین چہرے پر جو حسن و جمال کا ایک خوب صورت مرقع ہے کالی کالی زلفیں بکھری ہوئی ہوں تو تب بھی بھلی معلوم ہوتی ہیں اور ان میں حسن و جمال کا ایک کیف نظر آتا ہے اور اگر زلفیں سنواری ہوئی ہوں ـــ یعنی شانہ کر کے ایک خاص ترتیب سے ان کو سر پر سجایا گیا ہو تو پھر بھی وہ دل ربائی کا ایک خاص اور انوکھا پہلو اپنے اندر لئے ہوئے ہوتی ہیں ـــ ایسے ہی میرا یہ ہدیۂ انوارِ مصطفیٰ رُخِ محبوب پر اس کی بکھری ہوئی کالی کالی زلفیں ہیں جنہیں عشاق دیکھ کر بے اختیار کہہ اٹھتے ہیں، سبحان اللہ کیا خوب ہے ان کالی زلفوں کی جو میرے محبوب کے رُخِ انور پر بکھری ہوئی اور لہرا رہی ہیں کیا خوب فرمایا: عارف گولڑوی نے ؎

اس صورت نوں میں جان کہاں جانان کہ جان جہان کہاں

Marfat.com

سچ آکھاں تے رب دی شان کہاں جس شان توں شاناں سب بنیاں

اب دل چاہتا ہے کہ اپنے محب مخلص حضرت مولانا صابر براری مدظلہ العالی کی ایک نعت درج کردوں: لیجئے سنیئے!

خدائی کے بانی ہیں سرکارِ والا یہ وحدت نہیں تو پھر اور کیا ہے
دو عالم میں ان کی جلوہ نمائی یہ کثرت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے

ہے مداح خالق ملائک ثناخواں ہیں محکوم جن و بشر حور و غلماں
زمین و زماں ان کے ہیں زیر فرماں یہ شوکت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے

انہیں سے نمایاں ہوا نورِ وحدت انہی سے ہویدا ہوئی ساری کثرت
دو عالم میں جاری ہے ان کی شریعت یہ سطوت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے

کریں فقر و فاقہ سے خود تو گزارا مگر اہلِ حاجت پہ لطف و مدارا
سخاوت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے کرامت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے

ہراساں ہے کیوں خوفِ محشر سے صابرؔ یہی توشۂ آخرت ہوگا ناصر
ترا شغلِ نعتِ رسولِ الٰہی عبادت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی ارسل الینا رسولہٗ و حبیبہٗ محمداً بالھدیٰ لیظھرہٗ علے الدین کلہٖ و ختم بہٖ قصر النبوت وجعلہٗ اخر لبنہٖ وقال لنا فی کتابہٖ المجید ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین وامرنا ان لا نرفع اصواتنا فوق صوتہٖ ولا ندعوہ کدعاء بعضنا بعضاً وجعل لنا اتباعہٗ سببا لمحبوبیتہٖ تعالیٰ و مغفرت ذنوبنا وان کان مثل الجبال والصلوٰۃ والسلام علے نبیہٖ محمد الجامع بین الشریعۃ والطریقۃ الباھی علے الانبیا بکثرت امتہٖ یوم القیامۃ وعلیٰ الہٖ وصحبہٖ اجمعین ۔ اما بعد

اس سے قبل کہ میں نعت خوان اور نعت خوانوں کے حال پر تبصرہ کروں تاکہ دونوں کی اصلاح ہو مناسب سمجھتا ہوں کہ یہ واضح کروں کہ نعت خوانی نہایت نیک عمل اور اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کے قرب کا سبب ہے ۔ اسی طرح نعت خوان جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت پڑھتا ہے ، اس لائق ہے کہ اس کا احترام کیں ۔ تمام بزرگ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نعت خوانی کرتے رہے ہیں ۔ حضور صلے اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے اصحاب بھی آپ کے نعت خوان تھے ، یعنی آپ کے اوصاف جمیلہ وجلیلہ کو بیان کرتے تھے ۔

آپ کی نعت کے لئے نظم ونثر کی اور الحان وترنم اور نغمہ اور زبان کی کوئی قید نہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نعت ، نعت ، ہے خواہ وہ نظم میں ہو یا نثر میں ، خواہ عربی میں ہو یا غیر عربی میں دوسری زبانوں میں ہو ، الحان اور ترنم سے بھی نعت ہے اور بغیر ترنم کے بھی جیسے بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نعت پڑھیں وہ آپ کی نعت ہے ۔ اس جہت سے ہر مسلمان خواہ ادنیٰ ہو یا اعلیٰ — عالم ہو یا جاہل — شاعر ہو یا غیر شاعر — حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نعت خوان ہے ۔ اللہ تعالیٰ کی نعت خوانی کے چند اقتباسات مندرجہ ذیل ہیں ۔

(۱) اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنا محبوب بنایا : دلیل اس کی آیت :

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَ
يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ ہے

Marfat.com

"اے پیغمبر! آپ فرمائیں، اگر تمھیں اللہ سے محبت ہے تو میری اتباع کرو، اللہ تمھیں اپنا محبوب بنا لیگا اور تمھارے گناہ بخش ڈالے گا اور اللہ بہت بخشش کرنے والا مہربان ہے۔"

وجہ استدلال یہ ہے کہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اتباع اور آپ کی سچی غلامی سے آدمی اللہ تعالےٰ کا محبوب ہو جاتا ہے تو حضور کیوں نہ اللہ تعالیٰ کے محبوب ہوں گے۔ آپ کی اتباع مقام محبوبی تک پہنچاتی ہی اسی لئے ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے حقیقی محبوب ہیں اور محبوب کی اتباع محب ہی کی اتباع ہوتی ہے۔

(۲) وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ٥

"ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر تمام جہانوں کے لئے رحمت"

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے آپ کی دو نعتیں بیان فرمائیں:

(۱) ایک آپ کا رسول ہونا ، اور

(۲) دوسرے آپ کا رحمت للعالمین ہونا

(۳) وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ ٥

"ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر سب لوگوں کے لئے رسول"

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے آپ کی یہ نعت بیان کی کہ آپ پہلے پیغمبروں کی طرح کسی ایک قوم کے لئے پیغمبر نہیں ہیں بلکہ قیامت کے دن تک تمام انسانوں کے لئے پیغمبر ہیں خواہ وہ کہیں کے رہنے والے ہوں اور کسی بھی قوم اور قبیلہ سے وابستہ ہوں خواہ کوئی نسل اور کوئی رنگ ہو، جو بھی انسان ہے آپ اس کے لئے رسول ہیں آپ مسلمانوں کے بھی رسول ہیں اور کافروں کے بھی — اول الذکر آپ کی امت اجابت ہیں اور موخر الذکر آپ کی امت دعوت ہیں۔ امت اجابت جنت میں جائے گی جب کہ امت دعوت اگر اس نے کفر سے توبہ نہ کی اور اسی طرح مرگئی تو جہنم میں جائے گی اور وہاں ہمیشہ رہے گی

❖

Marfat.com

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ——— "محمد اللہ کا رسول ہے"

لَا تَجْعَلُوْا دُعَاءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَکُمْ کَدُعَاءِ بَعْضِکُمْ بَعْضًا ط

"تم رسول کا پکارنا ایسا نہ جانو، جیسا تم آپس میں ایک دوسرے کو پکارتے ہو"

اس کے دو معنی ہیں : ———

۱۔ ایک یہ کہ رسول جب پکارے تو اس کی اجابت واجب ہے، اور جب تم میں سے کوئی کسی کو پکارے تو اجابت واجب نہیں — یعنی اگر رسول کے پکارنے پر حاضر خدمت ہو کر تعمیل حکم نہیں کرو گے تو گنہگار ہو گے، اور اگر کوئی تم جیسا تمہیں پکارے اور تم جواب نہ دو، تو تمہارے اوپر گناہ نہیں : جیسا کہ سعد ابن معلےٰ کا واقعہ ہے کہ وہ مسجد میں نماز پڑھ رہے تھے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی مسجد کے ایک گوشہ میں جلوہ فرما تھے۔ آپ نے سعید ابن معلےٰ کو بلایا : وہ نماز سے فارغ ہو کر حاضر خدمت ہوا۔ آپ نے فرمایا :

" اللہ نے فرمایا : اِسْتَجِیْبُوْا لِلّٰہِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاکُمْ

" جب اللہ اور اس کا رسول تمہیں بلائے تو فوراً حاضر ہو جاؤ"

(اگرچہ نماز میں ہو)

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا : نماز کو چھوڑ کر حاضر ہونا واجب ہے آپ کی خدمت سے فارغ ہو کر نماز پڑھ لے ——— حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں : اس کی نماز فاسد نہیں ہوتی جتنا وقت خدمت رسول میں گزارا، وہ نماز ہی میں شمار ہوتا ہے۔ (مدارج النبوت)

۲۔ دوسرا معنی اس کا یہ ہے کہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پکارو تو آپس میں ایک دوسرے کو پکارنے کی طرح آپ کا نام لیکر یا محمد یا احمد کہہ کر مت پکارو، اس لئے کہ یہ خلاف ادب ہے بلکہ آپ کی بزرگ صفات سے : یا رسول اللہ یا نبی اللہ یا حبیب اللہ کہہ کر پکارو۔ اللہ تعالیٰ نے بھی

Marfat.com

تمام قرآن پاک میں آپ کو نام سے خطاب نہیں کیا۔ حالانکہ تمام انبیا و رسل کو ان کے ناموں سے مثلاً یا آدم، یا نوح یا ابراھیم یا موسٰی یا عیسٰی کہکر خطاب کیا ہے۔ لیکن جب آقائے نامدار فخر موجودات حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کو خطاب کرنے کا وقت آیا تو ــــ یَا اَیُّھَا النَّبِی ــــ یٰاَیُّھَا الرَّسُوْل ــــ یٰسٓ ــــ یَا اَیُّھَا الْمُزَّمِّل ــــ یَا اَیُّھَا الْمُدَّثِّر ــــ کہکر خطاب کیا۔

یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ ط

"اے ایمان والو! تم اپنی آوازوں کو نبی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی آواز پر بلند نہ کرو"

اور ایک آیت میں فرمایا:

وَلَا تَجْھَرُوْا لَہٗ بِالْقَوْلِ کَجَھْرِ بَعْضِکُمْ

"تم آپس میں جس طرح اونچی آواز سے بات کرتے ہو حضور علیہ السلام کی مجلس اور آپ کی خدمت میں اونچی آواز سے کلام نہ کرو"

اور کلام کرنے میں آپ پر سبقت اور تقدم کرنے سے بھی منع فرمایا:

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ

"اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو"

اس کا یہ مطلب ہے کہ چلنے میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے آگے ہو کر نہ چلو، اس لئے کہ یہ خلاف ادب ہے۔ آپ کے پیچھے پیچھے چلو۔ بیٹھنے میں بھی آپ کے زانو سے تمھارے زانو آگے نہ ہوں۔ مجلس میں تم آپ سے آگے ہو کر نہ بیٹھو۔ کھانا کھانے میں آپ پر سبقت نہ کرو، گفتگو میں بھی پہل نہ کرو، خاموش ہو کر بیٹھے رہو۔ آپ اذن دیں تو پھر بولو اور جب آپ سے کلام کرو تو پست آواز اور نرمی سے کرو۔

ثابت ابن قیس ابن شماس کے کان میں بہرہ پن تھا وہ اونچی آواز سے بولتے تھے

Marfat.com

اور ان کو اپنی آواز کا اندازہ معلوم نہیں ہوتا تھا ــــ وہ اس خوف سے کہ میری آواز آپ سے اونچی نہ ہو جائے اپنے گھر میں بیٹھ گئے ۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تفقد فرمایا ۔ عرض کی گئی : حضور وہ اس لئے حاضر نہیں ہوتا کہ کہیں لاشعوری میں اس کی آواز آپ کی آواز سے اونچی نہ ہو جائے ، آپ نے اس کو بلایا ــــ اور مہربانی اور شفقت سے فرمایا : تو بے ادبوں سے نہیں ہے اور بشارت دی کہ کیا تو خوش نہیں ہوتا کہ تو نیکی سے جئے گا اور شہید ہو کر مرے گا اور جنت میں داخل ہوگا ۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی : یا رسول اللہ ! میں آپ سے کلام نہیں کیا کروں گا مانند اس شخص کے کہ جو راز دار ہوتا ہے کہ وہ نہایت پست اور نرم آواز سے بات کرتا ہے ۔ اسی طرح حضرت عمر بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے راز دار کی طرح اتنی پست آواز سے کلام کرتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے سننا دشوار ہو گیا تھا ، اور آپ بار بار فرماتے : " کیا کہا ، کیا کہا "

آپ کو کسی ایسے لفظ سے بھی پکارنا منع ہے جس میں بے ادبی کا شائبہ ہو

یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا

" اے ایمان والو ! تم آپ کو راعنا نہ کہو اور لیکن تم کہو ہم پر نظر عنایت فرمایئے "

آپ کو راعنا کہنے سے مسلمانوں کو اس لئے روکا گیا کہ یہ لفظ یہود کی زبان میں گالی تھا جب مسلمان آپ کو راعنا کہتے جس کے معنی عربی میں "ہماری رعایت کیجئے" کے ہیں ، تو وہ خوش ہوتے اس لئے کہ ان کی زبان میں یہ گالی تھا اور یہودی بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایمان داروں کی تقلید میں گالی کی نیت سے راعنا کہتے تھے ۔ اللہ تعالیٰ نے اس سے منع فرما دیا کہ میرے محبوب کو ایسے لفظ کے ساتھ بھی مت پکارو ، جس کے دو معنوں میں سے ایک معنی گستاخی اور بے ادبی کا بھی حامل ہو ۔ اس کی بجائے ہدایت فرمائی کہ آپ کو انظرنا

Marfat.com

کہا کرو۔

محبوب کی خاکِ پا کی قسم کھائی

لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ وَاَنْتَ حِلٌّ بِهٰذَا الْبَلَدِ

"اے محبوب اس شہر (مکہ) کی قسم کھاتا ہوں اس حال میں کہ آپ اس شہر میں نزول فرما ہیں"

یعنی اس شہر کی خاک کی قسم اس لئے کھاتا ہوں کہ چلنے کے وقت یہ آپ کے پاؤں کو چومتی ہے یا آپ کا پاؤں اس سے چھوتا ہے: حالانکہ خاک مکہ اور آپ کے پاؤں کے مابین آپ کے نعلین مبارک کا ایک واسطہ بھی ہے، یعنی آپ کا پاؤں جوتے کو اور جوتا خاک کو مس کرتا ہے۔ تو جو چیز آپ کے پاؤں کو ایک واسطہ سے مس کرتی ہے اس کی قدر اللہ کے نزدیک یہ ہوئی کہ قرآن میں اس کی قسم کھائی تو کیا شان ہوگی نعلین مبارک کی جو بلا واسطہ آپ کے پاؤں سے متصل ہے۔

اسی قرب و اتصال کی بدولت محدثین اور جید علما نے فرمایا کہ خاک کا وہ قطعہ جو اس وقت حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جسم اطہر سے پیوستہ ہے، عرش معلےٰ سے بھی افضل ہے حالانکہ وہ قطعہ خاک چٹائی یا صف سے جو آپ کے نیچے بچھائی ہوئی ہے متصل ہے اور چٹائی کفن سے اور کفن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جسم اطہر سے پیوستہ ہے۔ سبحان اللہ! جب خاک کے ان ذرات کی جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جسم سے دو واسطوں سے ملے ہوئے ہیں۔ یہ شان ہے تو کیا شان ہوگی اس چیز کی جو بلا واسطہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جسم اطہر سے ملی ہوئی ہے۔

آپ کے رُخِ انور اور زلفِ سیاہ کی قسم

وَالضُّحٰى وَالَّيْلِ اِذَا سَجٰى

"قسم ہے چاشت کے وقت کی اور رات کی جب کہ وہ چھا گئی"

بعض مفسرین کا قول ہے کہ چاشت سے مراد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا رخ انور اور رات سے مراد آپ کی کالی زلفیں ہیں، اور اس کے چھا جانے سے مراد

Marfat.com

رخ انور پر ان کا بکھرنا ہے۔ کہو نعرہ تکبیر : اَللّٰہُ اَکْبَرُؕ
نعرہ رسالت : یَا رَسُوْلَ اللّٰہؕ

روح البیان میں ہے :

" باشارتست بروشنی وروئے حضرت مصطفیٰ علیہ السلام
وکنایتست از سیاہی موئے وی "

؎ والضحیٰ رمزے ز روئے ماہ مصطفیٰ
معنیٔ واللیل گیسوئے سیاہ مصطفیٰ

ملا علی قاری نے شرح شفا میں فرمایا :

والانسب بھذا المقام فی تحقیق المرام ان یقال
ان فی الضحی ایماء الی وجھہ صلی اللہ علیہ وسلم
کما ان فی اللیل اشعارا الی شعرہ علیہ الصلوۃ و
السلام او الی حالیہ اشارۃ فیھما الی صبح الوصال
ولیل الفراق او ایماء بھما الی حالیہ من مقامی القبض
والبسط او الفناء والبقاء

" مقصود کی تحقیق اس مقام کے لائق یہ ہے کہ کہا جائے " ضحیٰ " میں آپ
کے رخ انور کی طرف اور لیل میں آپ کے بالوں کی طرف اشارہ ہے۔ یا ان
دونوں میں آپ کے دو حال صبح وصال اور لیل فراق کا ذکر ہے یا آپ کے دو
مقام قبض اور بسط یا فنا اور بقا کا بیان ہے "

اسی طرح والعصر ان الانسان لفی خسر میں حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام
کے زمانہ نبوت کی جو ازمنہ سابقہ کے مقابلے میں بمنزلہ عصر کے ہے، باقی دن کے مقابلہ
میں قسم کھائی۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کی عمر اور بقا کی قسم کھائی :

ولعمرك انھم لفی سکرتھم یعمھون ، محبوب یزمی

Marfat.com

حیات کی قسم ہے کہ وہ اپنی مستی میں حیران و سرگردان ہیں"

آپ کے کلام کی قسم کھائی:

وقیلہ یارب ———— "آپ کے یارب کہنے کی قسم کھائی"

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے:

ما خلق اللہ تعالیٰ وما ذرأ وما برأ نفسا اکرم علیہ من محمد صلی اللہ علیہ وسلم وما سمعت اللہ تعالیٰ اقسم بحیاۃ احد غیرہ

"نہیں پیدا کیا اللہ تعالیٰ نے کسی شخص کو جو اس کے نزدیک محمد صلے اللہ علیہ وسلم سے زیادہ فضیلت والا ہو، اور میں نے اللہ تعالیٰ سے نہیں سنا کہ اس نے آپ کے سوا کسی اور کی قسم کھائی ہو"

آپ کی قسم اس نے کھائی ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کی تمام مخلوق سے اعلیٰ و افضل ہیں۔ اعلیحضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی نے اپنے نعتیہ کلام میں کیا ہی خوب فرمایا:

ہے کلام الٰہی میں شمس و ضحیٰ ترے چہرہ نور فزا کی قسم
قسم شب تار میں راز یہ تھا کہ حبیب کی زلف دوتا کی قسم
ترے خلق کو حق نے عظیم کیا تری خلق کو حق نے جمیل کیا
کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہوگا شہا ترے خالق حسن و ادا کی قسم
وہ خدا نے ہے مرتبہ تجھ کو دیا نہ کسی کو ملے نہ کسی کو ملا
کہ کلام مجید نے کھائی شہا ترے شہر و کلام و بقا کی قسم
ترا مسند ناز ہے عرش بریں ترا محرم راز ہے روح امیں
تو ہی سرور ہر دو جہاں ہے شہا ترے شہر و کلام و بقا کی قسم
یہی عرض ہے خالق ارض و سما وہ رسول ہیں تیرے میں بندہ ترا
مجھے ان کے جوار میں دے وہ جگہ کہ ہے خلد کو جس کی صفا کی قسم

Marfat.com

تو ہی بندوں پر کرتا ہے لطف و عطا ہے تجھی پہ بھروسہ تجھی سے دعا
مجھے جلوہ پاک رسول دکھا تجھے اپنے ہی عز و عطا کی قسم
مرے گرچہ گناہ ہیں حد سے سوا مگر ان سے امید ہے تجھ سے رجا
تو رحیم ہے ان کا کرم ہے گواہ وہ کریم ہیں تیری عطا کی قسم
یہ کہتی ہے بلبل باغ جناں کہ رضاؔ کی طرح کوئی سحر بیاں
نہیں ہند میں واصف شاہ ہدیٰ مجھے شوخی طبع رضا کی قسم

آپ کی ذات کو اللہ تعالیٰ نے ساری مخلوق سے نفیس تر ــــ اور اعلیٰ و افضل پیدا کیا ــــ

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ ۔ "بیشک آیا تمہارے پاس رسول تمہاری جانوں سے یعنے تمہاری جنس اور نوع سے۔"

یعنے آپ کو اللہ تعالیٰ نے دیگر انبیاء و رسل کیطرح بنی آدم کی طرف مبعوث فرمایا تاکہ بنی آدم کے لئے آپ سے تعلیم و تربیت کا حاصل کرنا سہل اور آسان ہو اور جو علوم نبویہ تشریعیہ آپ اللہ تعالیٰ کیطرف سے لیکر آئے ان کا حاصل کرنا بنی آدم کے لئے ممکن ہو ــ اگر اللہ تعالیٰ بنی آدم کیطرف ملائکہ یا کسی اور مخلوق سے نبی مبعوث کرتا تو بنی آدم کے لئے اس کے پاس ٹھہرنا، اس کے سامنے آنا، اس سے ہم کلام ہونا اور اس سے تعلیم و تربیت کا حصول ناممکن ہوتا۔ نبی کا انسان ہونا نبوت کے منافی نہیں اور نہ ہی اس میں شانِ نبوت کی تنقیص ہے

اس معنی سے بھی اس آیت میں آپ کی مدح اور حسن ثنا ہے کہ اے مکہ والو! تمہاری طرف وہ عظیم المرتبت رسول کریم آیا جو تم میں سے ہے اور تم اس کو جانتے پہچانتے ہو اور اس کی مرتبت اور شان کی بلندی خاندانی حیثیت سے تمہارے آگے مخفی نہیں ہے۔ تم اس کی بلند ترین اور نہایت پاکیزہ صفات مثل صدق اور امانت کے جانتے ہو، اور تم جانتے ہو کہ اس نے ہر معاملہ اور ہر حال میں تمہاری بھلائی اور نیکی چاہی ہے اور کبھی اس نے تمہارے سامنے اپنی زبان پاک کو کذب اور جھوٹ سے آلودہ نہیں کیا ــ یہ سب کچھ اس لئے

Marfat.com

کہ اس کی ولادت اور پیدائش تمھارے شہر اور تمھارے اپنے خاندانوں میں سے ایک نہایت شریف اور اونچے خاندان میں ہوئی ہے، تم اس سے اجنبی نہیں ہو اور وہ تم سے اجنبی نہیں ہے۔ جب تم اس کی صداقت و امانت کا بارہا تجربہ کر چکے ہو تو اس کے اس قول میں شک وشبہ نہیں ہونا چاہیئے ۔۔ کہ وہ اللہ کا رسول ہے۔ جب کسی انسان کے حق میں اس نے کبھی جھوٹ نہیں بولا تو عقل باور نہیں کرتی کہ وہ رب تعالیٰ پر جھوٹ بولے۔

نسب وولادت کا واسطہ دعوت کے لئے نہایت اثر انگیز واسطہ ہوتا ہے اس لئے من انفسکم فرمایا گیا۔ اور قرأت بالفتح پر تو اس سے بھی زیادہ مدح ہے۔ کہ وہ رسول تم سب میں زیادہ اشرف ہے جیسا کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے جب مخلوق کو پیدا کیا تو اس کو دو فریق بنایا یعنے جن وانس تو مجھ کو ان میں سے افضل یعنی انس میں رکھا۔ پھر اس کو دو فریق بنایا، ان میں سے جو افضل فریق عرب تھا مجھ کو اس میں رکھا۔ پھر اس کو خاندانوں میں بانٹا، ان میں سے جو افضل خاندان بنی ہاشم کا تھا مجھ کو اس میں رکھا ۔۔ ایک حدیث میں اس طرح آیا کہ اللہ تعالیٰ نے اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے کنانہ کو چنا اور کنانہ سے قریش اور قریش سے بنی ہاشم کو، اور بنی ہاشم سے مجھ کو چنا، اس سے ثابت ہوا کہ آپ تمام کائنات اور موجودات سے برگزیدہ اور چنے ہوئے ہیں۔ آپ کے کمالات اور حسن وخوبی میں تحت الثریٰ سے لیکر عرش تک کوئی آپ کا نظیر و مثیل نہیں۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے بہت سے ناموں سے یاد کیا

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْكُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ۝

"بے شک تشریف لایا تمھارے پاس رسول تمہاری جانوں سے دشوار ہے اس پر جو چیز تم کو رنج پہنچائے حریص ہے تم پر اور ایمان والوں کے ساتھ بڑی شفقت کرنے والا بڑا مہربان ہے"

Marfat.com

اس آیت میں اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنہ سے آپ کو تین نام عطا ہوئے:

عَزِیْزٌ، رَءُوْفٌ، رَحِیْمٌ

علماء نے لکھا ہے: اللہ تعالیٰ نے آپ کے سوا کسی رسول کو اپنے دو نام ایک جگہ اپنی کسی کتاب میں ذکر نہیں کیا:

آپ کا اسم شریف "محمد" اور "احمد" بھی نعت ہے۔

مُحَمَّدٌ حمد سے ہے۔ اس کے معنی بہت تعریف کیا ہوا، اور احمد کے معنے بہت تعریف کرنے والا۔ آپ بیک وقت مُحَمَّد بھی ہیں اور احمد بھی — محمد آپ اس جہت سے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی تعریف کی اور بہت کی۔ جب سے اللہ تعالیٰ نے آپ کے نور کو پیدا فرمایا تب سے اللہ تعالیٰ نے آپ کی تعریف کی اور کر رہا ہے اور ہمیشہ کرتا رہیگا — اور احمد اس جہت سے ہیں کہ آپ نے اللہ تعالےٰ کی بہت تعریف کی اور قیامت کے دن بھی کریں گے۔ اللہ تعالیٰ کی تعریف سے آپ محمد ہیں اور اس لیے کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کی تعریف کی آپ احمد ہیں۔

محمد برائے جناب الٰہی   جناب الٰہی برائے محمد
بہم عہد باندھے ہیں وصل ابد کا   رضائے خدا اور رضائے محمد

اللہ تعالیٰ کی محبت اور ولایت حضور کی اتباع پر موقوف ہے

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَیَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝

"اے محبوب فرمائیں: اگر تمھیں اللہ سے محبت ہے تو میری اتباع کرو پھر تمھیں اللہ اپنا محبوب بنا لے گا اور تمھارے گناہ بخش ڈالے گا، اور اللہ بڑی بخشش کرنے والا مہربان ہے"

آپ کی اتباع تمام ایمان داروں پر فرض ہے۔ اس کے سوا کوئی بھی شخص اللہ

Marfat.com

کی دوستی اور محبت کا انعام نہیں پا سکتا۔ گویا اللہ تعالےٰ نے ان لوگوں کو جو اس کی محبت کے مدعی ہیں فرمایا! اگر مجھے پانا چاہتے ہو تو میرے محبوب محمد کے دامن اتباع کو تھام لو۔ اگر تم میری رضا کے شہر میں آنا چاہتے ہو تو محمد کے باب اتباع سے ہی اس شہر میں داخل ہو سکتے ہو۔ جب تک تم محمد کی غلامی اختیار نہیں کروگے تب تک تمہارے اوپر میری محبت اور قرب و وصل کے تمام دروازے بند ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی اطاعت کیساتھ اپنے محبوب کی اطاعت بھی فرض کی

• اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ : "تم اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول (حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم) کی اطاعت کرو"

اطاعت کے معنی حکم ماننا، اور اس کے مطابق اپنی زندگی کے ہر موڑ کو درست کرنا ہے جس طرح اللہ کا امر بجالانا اور اس کی نہی سے اجتناب کرنا واجب ہے، اسی طرح حضور نبیٔ اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا امر بجالانا اور آپ کی نہی سے اجتناب کرنا بھی ساری امت پر واجب ہے۔

جو اللہ اور رسول کی اطاعت کرے وہی ان لوگوں کیساتھ ہوگا جن پر اللہ کا انعام ہے

وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیْنَ انعم اللّٰہ علیھم من النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّھَدَآءِ وَالصّٰلِحِیْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیْقًا ؈

جنھوں نے اللہ اور رسول کی فرماں برداری کی پس وہ لوگ ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ کا انعام ہے: نبیوں سے صدیقوں سے شہیدوں سے اور صالحین سے یہ لوگ بہت اچھے ساتھی ہیں۔

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اصحاب میں سے ایک صحابی جس کا نام ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے حاضر خدمت ہوا۔ آپ نے فرمایا، تو بہت دبلا اور لاغر ہو رہا ہے۔ تیرے چہرے کا رنگ زرد ہے، تجھے کیا شکایت ہے؛ اس نے

Marfat.com

عرض کی: حضور مجھے کوئی تکلیف نہیں۔ سوا اس کے کہ میں رات دن سوچتا رہتا ہوں کہ قیامت کے دن جب آپ کا مقام اور درجہ بہت بلند اور اونچا ہوگا: آپ کو کیسے ہوں گا اور کیسے دیکھوں گا جبکہ یہاں اگر ایک پل بھی جدا ہوتا ہوں تو ماہیٔ بے آب کی طرح تڑپنے لگتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے اس پر اپنے پیارے محبوب پر یہ آیت نازل فرمائی کہ: تم میں سے جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت بجا لائے گا، وہ قیامت کے دن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ہوگا۔ یعنے آپ کو وہاں دیکھنا، اور آپ کے پاس جانا اس لیئے دشوار اور ناممکن نہ ہوگا کہ اطاعت شعار، نیکوکار، زیارت و ملاقات کے اعتبار سے نبیوں، صدیقوں اور شہیدوں اور صالحین کے ساتھ ہی ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیبؐ کے فعل کو اپنا فعل فرمایا:

وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی: اور نہیں پھینکا آپ نے (مشت خاک کا ذروں کی طرف) جب آپ نے پھینکا، لیکن اللہ نے پھینکا۔"

اللہ تعالےٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پھینکنے کو اپنا پھینکنا فرمایا۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْہِمْ

"وہ لوگ جو تم سے بیعت کرتے ہیں، وہ تو اللہ سے بیعت کرتے ہیں۔"

یہاں حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام سے بیعت کو اپنی ذات کیطرف منسوب کرکے فرمایا: "لوگ اللہ سے بیعت کرتے ہیں، ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے۔ حضور علیہ السلام کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ فرمایا؛ حالانکہ اللہ تعالےٰ ہاتھ سے پاک ہے۔

حضور علیہ الصّلوٰۃ والسلام کی رضا اللہ کی رضا ہے

وَلَنُوَلِّیَنَّکَ قِبْلَۃً تَرْضٰہَا

137127

Marfat.com

وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى : اور البتہ ہم تیرا منہ اس قبلہ کی طرف پھیر دیں گے۔ جس سے تو راضی ہے، اور تیرا رب تجھ کو اتنا دے گا کہ تو راضی ہو جائے گا۔"

تفصیل ان آیات کے مفہوم و منطوق کی یہ ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم ہجرت فرما کر مدینۃ المنورہ گئے تو حکم الٰہی ہوا کہ آپ بیت المقدس کی طرف منہ پھیر کر نماز پڑھیں آپ نے حکم الٰہی کی تعمیل کی اور ۱۶ یا ۱۷ مہینے آپ نے بیت المقدس کی طرف منہ پھیرا مگر دل سے آپ یہی چاہتے تھے کہ میرا اور میری امت کا قبلہ بیت اللہ شریف ہو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "اے محبوب غم نہ کر جو قبلہ آپ کو پسند ہے، ہم آپ کے لئے وہی قبلہ بنائیں گے۔" اس کے بعد حکم ہوا:

فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ : پس تو پھیر دا اپنا منہ مسجد حرام کی طرف"

اس وقت آپ بنی سلمہ کی مسجد میں اپنے اصحاب کے ساتھ جن میں عورتیں بھی تھیں، ظہر کی نماز ادا فرما رہے تھے۔ ابھی آپ نے دو رکعت ہی پڑھی تھیں کہ یہ حکم آگیا، آپ نماز میں ہی مسجد الحرام کی طرف گھوم گئے۔ مرد عورتوں کی جگہ پر آگئے اور عورتیں مردوں کی جگہ پر آگئیں۔ جس مسجد میں یہ واقعہ پیش آیا، اس کو مسجد ذو قبلتین کہتے ہیں۔ الحمد للہ! اس فقیر پُر تقصیر نے اس مسجد کی زیارت کی اور اس میں چند رکعات نفل بھی پڑھیں۔

دوسری آیت سورہ والضحیٰ کی ہے۔ اس کی وضاحت یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام امت کے لئے کہ کہیں دوزخ میں نہ چلی جائے بہت رویا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو خوش کرنے اور تسکین دینے کے لئے فرمایا: "اے محبوب! ہم تم پر امت کے بارے میں اتنی عطا کریں گے کہ تو خوش ہو جائے گا۔" آپ نے عرض کی! اے میرے رب اگر میری امت کا ایک آدمی بھی دوزخ میں رہ گیا، تو میں خوش نہیں ہوں گا۔ رب تعالیٰ نے فرمایا: دوزخ میں تیری امت سے کوئی ایک فرد بھی باقی نہیں رہے گا، سب کو نجات دوں گا اور جنت میں داخل کر دوں گا۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ نے آپ کو شفاعتِ عظمیٰ کا مقام عطا کیا

عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

"عنقریب تیرا رب تجھ کو مقامِ محمود عطا کرے گا"

مقامِ محمود سے مراد مقامِ شفاعت ہے۔ حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: میں وہاں اپنے رب کے آگے سجدے میں گروں گا۔ اور اس کی حمد بجا لاؤں گا کہ ایسی حمد نہ اس سے پہلے کسی نے کی اور نہ آئندہ کوئی کرے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) سر اٹھا، سوال کر جو سوال کرے گا وہ عطا ہوگا، شفاعت کر تیری شفاعت قبول ہوگی۔ پھر آپ گنہگارانِ امت کی شفاعت کریں گے۔

شفاعت کا مقام آپ کی ذات کے سوا اللہ نے اپنے پیغمبروں میں سے کسی کو عطا نہیں کیا: لَا یَشْفَعُ عِنْدَہٗ اِلَّا بِاِذْنِہٖ: اللہ کی بارگاہِ عالی میں اس کے اذن کے بغیر کوئی شفاعت نہیں کرے گا اور اذن آپ ہی کو حاصل ہوگا۔

حدیث میں مقامِ محمود کا نام وسیلہ بھی آیا ہے۔ حضور علیہ السلام والصلوٰۃ نے اذان کے متعلق فرمایا کہ اس کو سنو اور جب مؤذن فارغ ہو تو تم میرے لیے وسیلہ کی دعا کرو۔ پوچھا گیا یارسول اللہ! وسیلہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: وہ ایک اونچا مقام ہے کہ اللہ نے وعدہ کیا ہے کہ اپنے ایک بندے کو وہ مقام عطا کرے گا اور مجھے امید ہے کہ وہ بندہ میں ہی ہوں۔ آپ نے فرمایا: جو کوئی میرے لیے وسیلہ کی دعا مانگے گا، اس کی شفاعت میرے لیے واجب ہوگی۔

اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو معراج کا معجزہ اور فضیلت عطا کی

سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَی الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنْ اٰیٰتِنَا اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ہ پ۱۵ (سورہ بنی اسرائیل)

Marfat.com

"پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے (محمد) کو رات کے نہایت قلیل حصہ میں مسجد الحرام سے مسجد اقصیٰ تک سیر کرائی۔ جس کے گردا گرد کو ہم نے برکت دی ہے تاکہ ہم اس کو اپنی آیات سے دکھائیں، بے شک وہ سننے والا دیکھنے والا ہے۔"

اس آیت میں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ شان بیان فرمائی کہ ہم خارق عادت کے طور پر رات کے وقت براق پر سوار کر کے مسجد الحرام سے اپنے محبوب کو بیداری کی حالت میں ان کے جسم و روح کے ساتھ چشم زدن میں مسجد اقصیٰ میں لے گئے، وہاں آپ نے تمام پہلے پیغمبروں کی زیارت کی، وہ آپ کے خیر مقدم کے لئے پہلے سے وہاں حاضر تھے، آپ نے ان کو دو رکعت نماز پڑھائی - جبرائیلؑ نے اذان کہی - بعدازاں ہر ایک پیغمبر نے کھڑے ہو کر اللہ تعالےٰ کی حمد وثنا کے بعد تحدیث نعمت کے طور پر ان نعماء کا ذکر کیا جو اللہ نے انھیں عطا کیں - آخر میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حمد و ثنا کا خطبہ پڑھنے کے بعد فرمایا،

اَنَا حَبِیْبُ اللّٰہِ : میں اللہ کا حبیب ہوں

جب آپ نے یہ فرمایا تو تمام پیغمبروں نے آپ کی فضیلت اور شان کی برتری کو تسلیم کیا اور اپنی گردنوں کو خم کر دیا - بعدازاں آپ آسمانوں پر گئے اور وہاں کی سیر فرمائی - پھر سدرۃ المنتہیٰ پر گئے - جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام وہاں رہ گئے - آپ کے ساتھ اس سے آگے حق رفاقت ادا کرنے سے معذرت کی - یا رسول اللہ! یہ میرا مخصوص مقام ہے - اگر اس سے آگے جاؤں گا تو تجلیات سے جل جاؤں گا - آپ نے فرمایا: تیری ملکی طاقت یہاں ختم ہو گئی، اور میری طاقت اب شروع ہو رہی ہے اور اس کی انتہا کو رب ہی جانتا ہے چنانچہ عرش کی بلندیوں کو سمیٹتے ہوئے، مکان و زمان کی حدود کو روندتے ہوئے وہاں تک گئے جہاں تک آپ کا رب آپ کو لے گیا۔

Marfat.com

شبِ اسریٰ

(حافظ مظہر الدین چشتی)

شبِ اسریٰ تھا وہ اک نقطۂ آغازِ سفر
جس جگہ جلتے ہیں انوار سے جبریل کے پر:
فرش سے تا بہ سرا پردۂ اسرارِ قدیم
اک تجلی کدۂ نور تھا عالم یکسر
غیرتِ جلوۂ صد ماہِ درخشاں تھی یہ رات
جس کے جلووں پہ فدا سینکڑوں خورشید و قمر
پرتوِ نورِ محمدؐ تھا جمالِ حق تھا!
عالمِ قدس کا یہ دلکش و رعنا منظر
رازِ سربستۂ قدرت تھی ملاقاتِ حبیب
خلوتِ خاص میں ممکن نہیں غیروں کا گزر
دیدۂ شوق میں تھا حسن و جمالِ عربی
آئینہ دیکھ کے حیران تھا خود آئینہ گر
"ادن منی" کی صدائیں تھیں حریمِ حق میں
عشق کے دل پہ بھی تھا حسن کے جلووں کا اثر
سِرِ "قوسین" کو کیا سمجھے گی عقلِ محدود
رازِ معراج کو کیا پائے گا ادراکِ بشر

اللہ تعالیٰ نے آپ کو بے عیب پیدا کیا:

ولٰکِنَّ الظّٰلِمِیْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰہِ تعالیٰ یَجْحَدُوْنَ فَحَاشَاہ — اور

Marfat.com

لیکن ظالم اللہ تعالےٰ کی آیتوں کا انکار کرتے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے آپ کو بے عیب کیا۔"

حسان ابن ثابت نے کہا ہے

خلقت مبرأ من کل عیب کانک قد خلقت کما تشاء

"آپ ہر عیب سے پاک پیدا کئے گئے گویا آپ اس طرح پیدا کئے گئے جس طرح آپ نے چاہا"

بوقت ولادت آپ کے جسم پر عام بچوں کی طرح کوئی آلائش نہیں تھی، گویا آپ نہائے ہوئے ہیں — ناف آپ کی کٹی ہوئی تھی — آنکھوں میں سرمہ لگا ہوا تھا، سر مبارک کے بال چمک رہے تھے گویا تیل کی مالش کی گئی ہے۔

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شیر خوارگی کے عالم میں بستر پر پیشاب کیا نہ پاخانہ آپ اس عمر میں ننگے نہیں ہوتے تھے۔ جب آپ ننگا ہونے کے قریب ہوتے تو غیب سے ایک ہاتھ ظاہر ہوتا جو آپ کو ڈھانک دیتا۔ آپ کے جسم پر کبھی مکھی نہیں بیٹھی۔ آپ کے کپڑوں میں جوئیں نہیں پڑیں۔ آپ کے پسینہ سے خوشبو آتی تھی۔ جس راستے سے آپ کا گزر ہوتا وہ راستہ معطر ہو جاتا تھا۔ آپ کے جسم اقدس کا سایہ نہیں دیکھا جاتا تھا، آپ کا قامت نہ بہت لمبا تھا اور نہ بہت چھوٹا، بلکہ میانہ تھا۔ اور اگر کوئی لمبا آدمی آپ کے قریب کھڑا ہوتا تو آپ کا سر مبارک اس سے اونچا دکھائی دیتا۔ چہرہ مبارک نہ چونے کی طرح سفید اور نہ بالکل سرخ تھا، بلکہ سفید سرخی مائل تھا چودھویں رات کے چاند سے زیادہ روشن اور بھلا معلوم ہوتا تھا۔

جابر ابن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ، والسلام کو چاندنی رات میں دیکھا۔ اس وقت آپ نے سرخ رنگ کی چادر اوڑھی ہوئی تھی۔ آپ اس وقت نہایت خوبصورت اور بھلے دکھائی دے رہے تھے۔ میں کبھی چاند کو دیکھتا تھا اور کبھی آپ کے چہرے کو — تو آپ کا چہرہ میرے نزدیک چاند سے زیادہ حسین دکھائی دیا ہے

چاند سے تشبیہہ دینا یہ کیا انصاف ہے
اس کے منہ پر چھائیاں حضرت کا چہرہ صاف ہے

Marfat.com

۵ جب کبھی ذکر سلطان مدینہ آیا
مہ و خورشید کے ماتھے پہ پسینہ آیا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے زیادہ حسین کسی کو نہیں دیکھا۔ یوں معلوم ہوتا تھا کہ سورج آپ کے رخ انور میں سیر کرتا ہے۔ چلنے میں آپ اتنے تیز تھے کہ گویا زمین آپ کے قدموں کے نیچے سمٹتی چلی آتی ہے، ایک روایت کے مطابق آپ بے تکلف چلتے تھے اور لوگ آپ کے پیچھے دوڑ رہے ہوتے تھے۔ آپ کے سامنے کے دانتوں کے مابین فرق تھا جب کلام فرماتے تو یوں معلوم ہوتا کہ نور درخشاں ہوتا ہے۔ جب آپ مسرور ہوتے تو آپ کا چہرہ مبارک روشن ہو جاتا گویا وہ چاند کا ٹکڑا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی لڑکا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت کرتا تھا، آپ اس کی عیادت کے لئے اس کے پاس گئے۔ اس وقت اس کا باپ اس کے سرہانے بیٹھا ہوا تورات پڑھتا تھا۔ آپ نے اس کو کہا: اے یہودی! میں تجھے اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں جس نے موسیٰ علیہ السلام پر تورات نازل کی، کیا تورات میں تو میری نعت اور صفت اور میرے ظاہر ہونے کی خبر پاتا ہے۔ اس نے کہا: نہیں۔ اس کے لڑکے نے کہا: کیوں نہیں یا رسول اللہ! ہم آپ کی نعت اور صفت تورات میں پاتے ہیں اور آپ کے ظہور کی جگہ بھی، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک آپ اللہ کے رسول ہیں۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا: (اس کے باپ کو) اس کے سرہانے سے اٹھا دو اور اس کے کام کا خود ذمہ لو۔ (مشکوٰۃ)

اسی قصہ کو دوسری روایت میں خصائص الکبریٰ اور کئی دوسری کتابوں کے حوالہ سے اس طرح بھی نقل کیا گیا ہے

کہ ایک یہودی کا لڑکا حضور نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی مجلس پاک میں بیٹھا کرتا تھا، مگر اہل اسلام سے کچھ دور فاصلے پر، سو اس کے دل میں حضور علیہ

Marfat.com

الصلوٰۃ والسلام کی محبت تھی، وہ آپ کو ٹکٹکی باندھ کر دیکھتا رہتا تھا۔ ایک دن حضور نے اس سے اس دیکھنے کی وجہ پوچھی۔ اس نے عرض کی : میں آپ کے رُخِ انور کو دیکھتا ہوں اور لذت اٹھاتا ہوں، آپ خوش ہوئے اور اجازت فرما دی۔ ایک دو دن جب وہ نہ آیا تو آپ نے دریافت فرمایا، کسی نے عرض کی : حضور وہ تو بیمار ہے آپ اپنے اصحاب کی ایک جماعت لے کر اس کے گھر تشریف لے گئے، وہ آخری سانسوں پر تھا آپ اس کے قریب بیٹھ گئے اور محبت فرمانے لگے۔ آپ نے فرمایا، تو ایمان لا قیامت کے دن تو میرے ساتھ ہوگا۔ وہ متذبذب ہوا اپنے باپ کو دیکھنے لگا۔ باپ نے کہا :

یا بنی اطع ابا القاسم، بیٹا ! ابو القاسم نے جو بات کہی ہے مان لے
(ہمیں کوئی اعتراض نہیں)

اس کے بعد اس نے کلمہ پڑھا اور دنیا سے رخصت ہوا۔ آپ نے اپنے اصحاب کو اس کے نہلانے اور کفن پہنانے کا حکم دیا۔ جب جنازہ تیار ہوا تو حضور اپنے اصحاب کے ساتھ اس کا جنازہ لے کر جنت البقیع کو جا رہے تھے اور ایڑی مبارک اٹھا کر چل رہے تھے جیسے کہ بڑا انبوہ ہے۔ کسی نے یہ حالت دیکھ کر پوچھا : حضور آپ اس طرح کیوں چل رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا : میرے دوست کا جنازہ پڑھنے کے لئے اس قدر ملائکہ آئے ہیں کہ مجھ کو —— پاؤں رکھنے کے لئے کوئی جگہ نظر نہیں آتی۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس جگہ حضور پُر نور صلے اللہ علیہ وسلم کا سراپا جو حدیثوں میں منقول ہے درج کر دیا جائے جس کے پڑھنے سے عشاق کے سامنے حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نورانی صورت جلوہ ریز ہو، اس سے قبل کہ آپ کا حلیہ مبارک لکھوں جناب حافظ مظہر الدین صاحب کی جو عاشقِ رسول ہیں۔ ایک نعت پڑھ کر سناؤں :

نعت شریف

جب بھی ذکرِ رُخِ سلطانِ مدینہ آیا
مہ و خورشید کے ماتھے پہ پسینہ آیا

Marfat.com

ان کو دل دے کے مجھے دولتِ تسکین ملی
جان دے کر مجھے جینے کا قرینہ آیا
للہ الحمد غمِ دوریٔ منزل نہ رہا!
للہ الحمد نظر دل میں مدینہ آیا
ان کا فیضانِ نظر سینہ بہ سینہ پہنچا
ان کا فیضانِ نظر سینہ بہ سینہ آیا
لبِ جبریل نے سو بار ادب سے چوما
لبِ جبریل پہ جب نام مدینہ آیا
عقل کو لذتِ عرفانِ محمد نہ ملی
عشق کے ہاتھ یہ نایاب خزینہ آیا
نعت پڑھتا ہوا جب حشر میں مظہر پہنچا
غل ہوا واصفِ دربارِ مدینہ آیا

Marfat.com

حلیۂ مبارکہ

آنحضور پُر نور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت انس حضرت ابوہریرہ حضرت براء ابن عازب حضرت عائشہ حضرت ابوجحیفہ حضرت جابر بن سمرہ حضرت ام معبد حضرت ابن عباس حضرت معرض بن معیقیب حضرت ابوالطفیل حضرت عداء بن خالد حضرت حزیم بن فاتک حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہم راوی ہیں کہ:

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا رنگ مبارک چمکتا ہوا تھا۔ آپ کی پتلی نہایت سیاہ تھی۔ بڑی بڑی آنکھیں تھیں۔ آنکھوں میں سرخ ڈورے تھے۔ مژگانیں آپ کی دراز تھیں دونوں ابروؤں کے درمیان قدرے کشادگی تھی، ابرو خمدار تھے۔ بینی مبارک بلند تھی، دندان مبارک میں کچھ ریخیں تھیں، یعنی بالکل اُوپر تلے چڑھے ہوئے نہ تھے۔ چہرہ مبارک گول تھا۔ جیسا چاند کا ٹکڑا۔ ریش مبارک گنجان تھی کہ سینہ مبارک کو بھر دیتی تھی۔ شکم اور سینہ ہموار تھا۔ سینہ چوڑا تھا۔ دونوں شانے کلاں تھے۔ استخواں بھاری تھیں۔ دونوں کلائیاں اور بازو اسفل بدن (ساق وغیرہ) بھرے ہوئے تھے۔ دونوں کف دست اور قدم کشادہ تھے۔ سینہ سے ناف تک بالوں کا ایک باریک خط تھا۔ قد مبارک میانہ تھا نہ تو بہت زیادہ دراز اور نہ بہت کوتاہ کہ اعضاء ایک دوسرے میں دھنسے ہوتے ہوں اور رفتار میں ایک گونہ سرعت تھی مگر بے تکلف، آپ کا قامت قدرے درازی کیطرف نسبت کیا جاتا تھا (یعنے طویل تو نہ تھے مگر دیکھنے میں قد اونچا معلوم ہوتا تھا) بال قدرے بل دار تھے۔ جب ہنستے میں دندان مبارک ظاہر ہوتے تو جیسے برق کی روشنی نمودار ہوتی ہے اور جیسے اولے بارش کے ہوتے ہیں جب آپ کلام فرماتے تو سامنے کے دانتوں کے بیچ میں سے ایک نور سا نکلتا معلوم ہوتا تھا۔ گردن نہایت خوبصورت تھی چہرہ مبارک پھولا ہوا نہ تھا، اور نہ بالکل گول تھا (بلکہ مائل بہ مدوّر تھا) بدن گتھا ہوا۔

Marfat.com

گوشت ہلکا تھا، اور دوسری روایتوں میں ہے کہ آنکھوں میں سفیدی کے ساتھ سرخی تھی - جوڑ بند کلاں تھے - جب زمین پر پاؤں رکھتے تو پورا پاؤں رکھتے تھے - تلوے میں زیادہ گڑھا نہ تھا - یہ تمام کتاب شفا کے مضمون کا خلاصہ ہے،

اور ترمذی نے اپنے شمائل میں حضرت انس سے روایت کیا ہے کہ ہمارے حبیب صلے اللہ علیہ وسلم کے دونوں کف دست اور دونوں قدم پُر گوشت تھے - سر مبارک کلاں تھا - جوڑ کی ہڈیاں بڑی تھیں - نہ تو بہت طویل القامت تھے اور نہ کوتاہ قامت تھے کہ بدن کا گوشت ایک دوسرے میں دھنسا ہوا ہو - آپ کے چہرۂ مبارک میں ایک گونہ گولائی تھی - رنگ گورا تھا - اس میں سرخی جھلکتی تھی - سیاہ آنکھیں تھیں - مژگاں دراز تھیں شانے کی ہڈیاں اور شانے بڑے تھے - بدن مبارک بے مو تھا یعنے بدن پر بال نہ تھے البتہ سینے سے ناف تک بالوں کی ایک دھاری تھی - جب کسی (کروٹ) طرف دکی چیز) کو دیکھنا ہوتا تو پورا پھر کر دیکھتے - آپ کے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت تھی، اور آپ خاتم النبیین تھے -

اور حضرت جابر بن سمرہ کی روایت میں ہے کہ آپ کا دہن مبارک اعتدال کے طور فراخ تھا، ایڑیوں کا گوشت ہلکا تھا، آنکھوں میں سرخ ڈورے تھے جب تم آپ کی طرف نظر کرو تو یوں سمجھو کہ آپ کی آنکھوں میں سرمہ پڑا ہے حالانکہ سرمہ پڑا نہ ہوتا تھا - اور حضرت ابو الطفیل لیثی نے کہا ہے کہ آپ گورے میانہ قد تھے - حضرت انس سے روایت ہے کہ آپ میانہ قامت خوش اندام گندمی رنگ تھے - موئے سر دراز تھے بن گوش تک - آپ کا ایک سرخ (دھاری دار) جوڑا تھا - اور شمائل ترمذی میں حضرت انس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نہ بہت دراز تھے اور نہ کوتاہ قامت تھے اور نہ بالکل گورے چونہ کے سے تھے اور نہ سانولے تھے، اور موئے مبارک آپ کے نہ بالکل گھونگھر والے تھے اور نہ بالکل سیدھے (بلکہ کچھ کچھ پیچ دار تھے)

نشر الطیب ترجمہ سلیم الحبیب (ص ۳۳)
مطبوعہ تاج کمپنی لمیٹڈ لاہور

Marfat.com

سلام

بحضور سید الانام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

مہرِ چرخِ نبوت پہ روشن درود!
گلِ باغِ رسالت پہ لاکھوں سلام

شبِ اسریٰ کے دولہا پہ دائم درود!
نوشۂ بزمِ جنت پہ لاکھوں سلام

عرش کی زیب و زینت پہ عرشی درود
فرش کی طیب و نزہت پہ لاکھوں سلام

شہریارِ ارم، تاجدارِ حرم!
نوبہارِ شفاعت پہ لاکھوں سلام

صاحبِ رجعتِ شمس و شق القمر
نائبِ دستِ قدرت پہ لاکھوں سلام

عرش تا فرش ہے جس کے زیرِ نگیں
اس کی قاہر ریاست پہ لاکھوں سلام

اصلِ ہر بود و بہبود تخمِ وجود
قاسمِ کنزِ رحمت پہ لاکھوں سلام

فتحِ بابِ نبوت پہ بے حد درود
ختمِ دورِ رسالت پہ لاکھوں سلام

بے سہیم و قسیم و عدیل و مثیل
جوہرِ فردِ عزت پہ لاکھوں سلام

ماہِ لاہوتِ خلوت پہ لاکھوں درود
شاہِ ناسوتِ جلوت پہ لاکھوں سلام

پرتوِ اسمِ ذاتِ احد پہ درود
مقطعِ ہر سیادت پہ لاکھوں سلام

خلق کے داد رس سب کے فریاد رس
کہفِ روزِ مصیبت پہ لاکھوں سلام

جن کے آگے سرِ سروراں خم رہیں!
اس سرِ تاجِ رفعت پہ لاکھوں سلام

جن کے ماتھے شفاعت کا سہرا رہا
اس جبینِ سعادت پہ لاکھوں سلام

جن کے سجدے کو محرابِ کعبہ جھکی
ان بھووں کی لطافت پہ لاکھوں سلام

مجھ سے خدمت کے قدسی کہیں ہاں رضا
مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

([illegible])

Marfat.com

اللہ تعالیٰ نے آپ کو کوثر عطا کیا :

اِنَّآ اَعْطَیْنٰكَ الْكَوْثَرَ : "اے محبوب ہم نے آپ کو کوثر عطا کیا"
کوثر بروزن فوعل ہے اور یہ وزن مبالغہ کے لئے آتا ہے۔ لفظ کثرت تو خود فراوانی افزون کے معنی کے لئے ہے جب اسے بھی بروزن مبالغہ استعمال کیا گیا تو اس کے معنی کثرت بالائے کثرت اور فراوانی بیش از فراوانی بیش از افزونی ٹھہرے۔ ابوبشر نے سعید بن جبیر سے انہوں نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے کہ کوثر کے معنی وہ خیر کثیر ہے جو اللہ تعالیٰ نے خصوصیت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا فرمائی ہے۔ ابوبشر کہتے ہیں : میں نے سعید بن جبیر سے کہا کہ لوگوں کا گمان تو یہ ہے کہ کوثر ایک نہر کا نام ہے جو جنت میں ہے۔ سعید نے جواب دیا وہ جنت والی نہر بھی تو اسی خیر کثیر ہی سے ہے جو اللہ تعالیٰ نے خصوصیت سے حضور کو عطا فرمائی ہے۔ حوض کوثر کے وجود کی تصدیق صحیحین کی حدیث عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوتی ہے۔ لہٰذا حوض کوثر کے وجود اور عطیہ پر یقین رکھتے ہوئے بھی یہ تفسیر صحیح ہے کہ آیت رائیہ عنوان میں رب العالمین کی طرف سے انعامات لامتناہی اور عطیات غیر محدود کی آگاہی فرمائی گئی ہے۔

(رحمت اللعالمین جلد دوم ۳۸)

کوثر ایک نہر کا نام ہے جو جنت میں ہے اور اللہ تعالیٰ نے وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کی۔ کہا گیا ہے کہ کوثر قرآن عظیم ہے اور کہا گیا ہے کہ وہ نبوت اور کتاب اور حکمت ہے اور کہا گیا کہ وہ حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اتباع اور امت کی کثرت ہے اور کہا گیا کہ کوثر وہ فضائل کثیرہ ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے محبوب کو ساری مخلوق سے افضل کیا۔ کوثر نبوت، کتاب، حکمت، علم شفاعت حوض مورود مقام محمود

Marfat.com

کثرت اتباع اور اسلام اور اس کے اظہار اور غلبہ یہ اور اعداء دین پر مدد اور کثرت فتوح آپ کے زمانہ میں اور آپ کے زمانے کے بعد بھی قیامت تک، سب کو شامل ہے اور یہ تمام معانی اور حقائق اس کے مفہوم میں داخل ہیں۔ (خازن)

یہودیوں کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پہچان اپنے بیٹوں کی طرح ہے

اَلَّذِیۡنَ اٰتَیۡنٰہُمُ الۡکِتٰبَ یَعۡرِفُوۡنَہٗ کَمَا یَعۡرِفُوۡنَ اَبۡنَآءَہُمۡ۔

"بے شک وہ لوگ جن کو ہم نے کتاب دی وہ حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو پہچانتے ہیں جس طرح وہ اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں۔"

یہ پہچان ان کو اپنی کتاب سے حاصل ہوئی اس لئے کہ تورات میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نعت اور آپ کے اوصاف اور آپ کی ولادت کی جگہ، اور ہجرت کی جگہ مذکور ہے۔

روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عبداللہ ابن سلام کو کہا اللہ تعالےٰ نے اپنے نبی محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا:

الذین اتینا ھم الکتاب یعرفونہ کما یعرفون ابنا ھم۔

پس یہ معرفت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ان کو کس طرح حاصل ہوئی ؟ — عبداللہ ابن سلام نے کہا، اے عمر! میں نے آپ کو دیکھتے ہی پہچان لیا تھا کہ آپ ہی آخری نبی ہیں جس طرح مجھے اپنے بیٹے کی پہچان ہیں کوئی شبہ نہیں اسی طرح حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پہچان میں مجھے کوئی شبہ نہ ہوا، بلکہ مجھے حضور علیہ السلام کی پہچان اپنے بیٹے کی پہچان سے بھی زیادہ

Marfat.com

سخت اور روشن ہے۔ حضرت عمر نے پوچھا: کس طرح؟ عبداللہ ابن سلام نے کہا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے سچے رسول ہیں۔ آپ کے رسول ہونے میں کوئی شک اور شبہ نہیں، اور آپ کی نعت اللہ تعالیٰ نے ہماری کتاب تورات میں بیان کی ہے، اور میں نہیں جانتا کہ ہماری عورتیں درپردہ کیا کرتی ہیں۔ یعنی ہو سکتا ہے کہ وہ اپنی عصمت اور عزت و آبرو جو ان کے شوہر کی ان کے پاس امانت ہے اخیانت کریں، اور جو بیٹا ہم اپنا بیٹا گمان کرتے ہیں فی الواقع وہ ہمارا بیٹا نہ ہو مگر حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے رسول اللہ ہونے میں کوئی شک و شبہ نہیں۔ آپ کی رسالت آفتاب نیم روز کی طرح درخشاں و تاباں ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عبداللہ ابن سلام کے سر کو بوسہ دیا اور فرمایا: تو نے سچ کہا۔

کعب سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: تورات میں لکھا ہے۔

محمد رسول اللہ عبدی المختار لا فظ ولا غلیظ ولا سخاب فی الاسواق ولا یجزی بالسیئۃ السیئۃ ولکن یعفو و یغفر مولدہ بمکۃ و ھجرتہ بطیبۃ و ملکہ بالشام و امتہ الحمادون یحمدون اللہ فی السراء والضراء یحمدون اللہ فی کل منزلۃ و یکبرونہ علی کل شرف رعاۃ للشمس یصلون الصلوٰۃ اذا جاء وقتھا یتازرون علی انصافھم و یتوضؤن علی اطرافھم و منادیھم ینادی فی جو السماء صفھم فی القتال و صفھم فی الصلوٰۃ سواء لھم بالليل دوی کدوی النحل

(مشکوٰۃ ص۵۱۴)

محمد اللہ کا رسول میرا برگزیدہ بندہ ہے۔ بدمزاج اور بدخو نہیں بازاروں میں چلا کر بولنے والا نہیں۔ برائی کا بدلہ برائی سے نہیں

دے گا لیکن درگزر کرے گا اور بخش دیگا۔ اس کا مولد مکہ اور اسکی ہجرت کی جگہ طیبہ (مدینہ منورہ) ہوگی۔ اس کا پایۂ تخت ملک شام ہوگا اور اس کی امت بہت حمد کرنے والی ہوگی۔ فراخی اور تنگی میں خوشی اور غمی میں صحت اور مرض میں امن اور جنگ میں حمد کریں گے۔ جب کسی جگہ پر فروکش ہوں گے تو اس وقت حمد کریں گے اور جب بلندی پر چڑھیں گے تو اس وقت تکبیر پڑھیں گے (یعنے اللہ اکبر کہیں گے) سورج کے چڑھنے اور اس کے ڈوبنے کا انتظار کیا کریں گے تاکہ نمازوں کے وقت کی شناخت کریں اور وقت پر نماز پڑھیں گے۔ اپنی پنڈلی کے نصف تک اپنا تہبند باندھیں گے اور وہ وضو میں اپنے اطراف یعنے اعضاء کو دھویا کریں گے۔ ان کا مؤذن بلند جگہ پر کھڑے ہوکر اذان کہے گا۔ ان کی صفیں قتال میں اور نماز میں ایک جیسی ہوں گی۔ ان کی رات کی ہلکی آواز شہد کی مکھی کی آواز کے مانند ہوگی (یعنے رات کو نہایت پست اور آہستہ آواز سے تسبیح پڑھیں گے۔"

ایک روایت میں یہ صفات بھی مذکور ہیں کہ:

اللہ تعالےٰ ہرگز آپ کو دنیا سے نہیں لے جائے گا یہاں تک کہ آپ کے ساتھ ٹیڑی ملت کو سیدھا کرے اور وہ کہیں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ اور کھولے اس کلمہ کے ساتھ اندھی آنکھوں کو، اور بہرے کانوں کو اور تہ بہ تہ پردوں میں ڈھکے ہوئے دلوں کو"

اور جو آپ کی صفات قرآن پاک میں مذکور ہیں ان میں سے بعض توراۃ میں بھی مذکور ہیں مثلاً

یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاھِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا

Marfat.com

"اے نبی ہم نے آپ کو شاہد اور مبشر اور نذیر بنا کر بھیجا اور امیوں کے لئے جائے پناہ - تو میرا بندہ اور میرا رسول ہے میں نے تیرا نام متوکل رکھا۔"

اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذکر کو بلند کیا

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ط "اے محبوب! ہم نے آپ کے ذکر کو بلند کیا۔"

حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جبرئیل علیہ السلام سے سوال کیا اے جبرئیل! اللہ نے میرا ذکر کس طرح بلند کیا ہے - جبرئیل نے عرض کی۔ حضور مجھے پتہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دریافت کر کے عرض خدمت کروں گا۔ جبریل مقام وحی میں حاضر ہوا، اور جناب باری میں گزارش کی: اے میرے رب! تیرے محبوب نے سوال کیا ہے کہ تو نے اس کا ذکر کس طرح بلند کیا ــــ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

حيث ذكرتُ ذكرتَ : میرے محبوب کو کہو کہ:
"جہاں میرا ذکر کیا جائے گا وہاں تیرا بھی ذکر کیا جائے گا"

اذان میں ــــ تشہد میں ــــ خطبہ میں اللہ کا ذکر ہے تو اس کے ساتھ حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بھی ذکر ہے۔

معلوم ہوا کہ حضور کے ذکر کی بلندی کے معنے یہ ہیں کہ آپ کا ذکر ہر جگہ، ہر مقام میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہو رہا ہے اور قیامت تک ہوتا رہے گا۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ "

"اے محبوب نہیں بھیجا ہم نے آپکو مگر جہانوں کیلئے رحمت"

Marfat.com

آپ کی رحمت ہر چیز کے لئے عام ہے یہاں تک کہ آپ مومنوں کے لئے بھی رحمت ہیں اور کافروں کے لئے بھی - کافروں کے لئے اس طرح کہ ان کا عذاب قیامت تک مؤخر کر دیا - پہلی امتوں کی طرح جلدی عذاب نازل نہ ہوا -

اللہ تعالیٰ نے آپ کو نور فرمایا

قَدْ جَاءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ۙ

بے شک آیا تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور اور روشن کتاب "

اکثر مفسرین کا قول ہے کہ اس آیت میں نُور سے مراد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور کتاب مبین سے قرآن شریف مراد ہے - حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا : اول ما خلق اللہ نوری

"سب سے پہلے اللہ تعالےٰ نے میرے نور کو پیدا فرمایا"

ایک روایت میں جسکے راوی جابر بن عبداللہ انصاری ہیں — آیا ہے کہ انہوں نے حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سوال کیا — یا رسول اللہ ! سب سے اول اللہ تعالیٰ نے کیا پیدا کیا - آپ نے فرمایا - اے جابر سب سے اول اللہ نے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا -

ایک حدیث میں آیا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا - جب میری ولادت ہوئی تو میری والدہ کو یوں معلوم ہوا کہ میرے پیٹ سے نور نکلا ہے - اس نور میں میری والدہ نے مقام بصریٰ کے محلات کو دیکھا -

ایک آیت میں اللہ تعالےٰ نے آپ کو سراجاً منیرا فرمایا -

یایھا النبی انا ارسلنٰک شاھدًا و مبشرًا و نذیرًا و داعیا الی اللہ باذنہ و سراجا منیرًا ○

Marfat.com

"اے نبی بے شک ہم نے آپ کو بھیجا گواہ بنا کر اور خوش خبری سنانے والا اور ڈر سنانے والا اللہ کی طرف بلانے والا اس کے اذن سے اور روشن چراغ۔"

آپ کو سراج منیر کہنے کی وجہ شیخ عبدالحق محدث دھلوی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ فرمائی ہے کہ باوجود اس کے کہ شمس و قمر میں تشبیہ زیادہ ہے چراغ سے تشبیہ اس لیئے دی کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا وجود عنصری اور ارضی ہے اور اسلیئے بھی کہ چراغ کے لئے خلفا ہیں کہ ایک چراغ سے صد ہزار چراغ روشن ہوسکتے ہیں، بخلاف سورج اور چاند کے کہ وہ خلیفہ نہیں رکھتے ۔ ؎

یک چراغ است درین خانہ کہ از پرتو اس
ہر کجا مے نگری انجمنے ساختہ اند

بلکہ اگر کہا جائے کہ یہاں سورج سے تشبیہ مراد ہے تو یہ بھی بعید نہیں اس لیئے کہ اللہ تعالے نے قرآن پاک میں آفتاب کو سراج کہا:

وجعل فیہا سراجًا و قمراً منیراً ط

اور نیز فرمایا: سراجًا وھاجًا ط

شمس سے وجہ تشبیہ یہ ہے کہ جس طرح سورج عالم اجسام کو روشن کرتا اور اس سے ظلمت اور تاریکی دور کرتا ہے۔ اسی طرح حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام تمام نفوس بشریہ کے قلوب و بواطن کو انوار عقلیہ سے روشن کرتے ہیں۔

اللہ تعالے نے اپنی ذات بابرکات کو بھی نور کہا ہے۔ اس کی ذات پر نور کا اطلاق کوئی ایسا معنے لیئے بغیر جو اس کے لائق نہیں صحیح ہے —

اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

"اللہ نور ہے آسمانوں کا اور زمین کا"

اور حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالے کے اسم نور کے مظہر اتم

Marfat.com

ہیں - علماء نے نور کے کئی معنی بیان کئے ہیں مثلاً نور کے معنی : قوم کے رئیس اور سردار کے ہیں - اور اس کے معنی ہدایت کے بھی ، اور اس کے کسی چیز کے اصل اور جڑھ کے اور خالق کے ہیں ، اور اس کے معنی اس چیز کے بھی ہیں جو خود روشن ہو اور دوسرے کو روشن کرے - اللہ تعالیٰ کی ذات پر نور کا اطلاق بمعنیٰ ہادی، منور اور خالق کے جائز ہے اور اس معنی سے کہ نور ایک کیفیت ہے جسکا سب سے پہلے آنکھ ادراک کرتی ہے اور پھر اس کے واسطہ سے دیگر اشیاء کا ادراک ہوتا ہے ، اس کا اطلاق ذات باری پر جائز نہیں - اس لئے کہ اللہ کی ذات اس سے پاک ہے کہ کوئی اس کا ادراک کرے - یہی وجہ ہے کہ اللہ نور السمٰوٰت والارض کی تفسیر میں مفسرین نے نور بمعنی منور یا مبدع یا خالق لیا ہے - یہ بحث بہت لمبی ہے ہم اپنے اصل موضوع کی طرف لوٹتے ہیں کہ حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ سراپا نور ہیں - آپ کے نور ہونے میں کوئی شک و شبہ نہیں - جب اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں آپ کو نور اور قمر اور سورج اور روشن چراغ فرمایا - اور آپ نے بھی اپنی کئی احادیث میں اپنی ذات کو نور سے تعبیر کیا ہے تو پھر آپ کو نور کہنے میں کیا تامل ہو سکتا ہے -

آپ نے ایک حدیث میں دعا مانگی "اے میرے رب ! تو میرے بالوں کو میری ہڈیوں کو میرے پٹھوں کو میرے گوشت اور پوست کو میرے منہ اور کان اور ہاتھ پاؤں کو نور بنا دے —" تو کیا گمان ہے کہ آپ کی یہ دعا رب تعالیٰ نے قبول نہ فرمائی ہوگی یقیناً آپ کی دعا قبول ہوئی اور رب تعالیٰ نے سر سے پاؤں تک آپ کو نور بنا دیا -

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زمین پر سورج اور چاند کا روشنی

Marfat.com

میں سایہ نہیں دیکھا گیا اس لئے کہ آپ نور ہیں اور نور کا سایہ نہیں ہوتا
حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے متعلق منافقین اور بعض مسلمانوں نے بھی منافقین کے بہکانے سے نامناسب بات کہی۔ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے اصحاب سے اس معاملہ کی صفائی چاہی تو جملہ اصحاب نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کے حق میں طہارت کی شہادت دی اور اس کی ہر ایک نے ایک وجہ بیان فرمائی:
جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی باری آئی تو انہوں نے عرض کی، یا رسول اللہ! آپ کے جسم پر کبھی مکھی نہیں بیٹھی اس لئے کہ وہ نجاست پر بیٹھتی ہے تو جس رب نے آپ کو مکھی سے محفوظ کیا ہے کیا وہ رب پسند کرتا ہے کہ کسی ناپاک عورت کو آپ کے نکاح میں دے۔ حضرت عثمان نے عرض کی: اللہ تعالےٰ نے آپ کے سایہ کو زمین پر گرنے سے روکا تاکہ اس پر کسی کا پاؤں نہ آئے، تو کیا ایسا ممکن ہے کہ وہ آپ کو کسی ناپاک عورت کی مقاربت سے نہ بچائے۔ (مدارک)
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قول سے ثابت ہوا کہ آپ کا سایہ زمین پر نہ پڑتا تھا اور وجہ اس کی یہ بیان کی کہ اس پر کسی کا پاؤں نہ آئے سیرت کی کتابوں میں لکھا ہے کہ ایک بار حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جبرئیل سے پوچھا: جبرئیل تیری عمر کتنی ہے؟ جبریل نے کہا: ہم ملائکہ کی عمر بہت طویل ہے۔ اس کا کوئی اندازہ نہیں۔ آپ نے فرمایا تخمینہ۔ اور اندازے سے ہی کچھ بیان کر۔ جبریل نے کہا کہ زمین و آسمان کے پیدا ہونے سے قبل میں ایک ستارہ چوتھے حجاب میں دیکھا کرتا تھا اور وہ ستارہ ہر ستر ہزار برس کے بعد صرف ایک بار چڑھتا تھا۔ میں اس ستارے کو بہتر ہزار بار دیکھ چکا ہوں۔ آپ نے فرمایا: مجھ کو اپنے رب کی عزت کی قسم ہے وہ ستارہ میرا ہی نور چمکا کرتا تھا۔ کیا خوب فرمایا اعلیٰ حضرت

Marfat.com

بریلوی قدس سرہٗ نے :

شمع دل مشکوٰۃ تن سینہ زجاجہ نور کا !
تیری صورت کے لئے آیا ہے سورہ نور کا
میل سے کس طرح ستھرا ہے وہ پتلا نور کا
ہے گلے میں آج تک کورا ہی کرتا نور کا
تیرے آگے خاک، پر جھکتا ہے ماتھا نور کا
نور نے پایا ترے سجدے سے سیما نور کا
تو ہے سایہ نور کا ہر عضو ٹکڑا نور کا
سایہ کا سایہ نہ ہوتا ہے نہ سایہ نور کا
تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانا نور کا
نور کی سرکار سے پایا دوشالہ نور کا !
ہو مبارک تم کو ذوالنورین جوڑا نور کا
قرانور کہیئے یا قصر معلّیٰ نور کا !
چرخ اطلس یا کوئی سادہ سا قبہ نور کا

حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا شرح صدر

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ الَّذِیْ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ :

"اے محبوب کیا ہم نے آپ کا سینہ کشادہ نہیں کیا اور آپ کے اس بوجھ کو جس سے آپ کی کمر دبی جا رہی تھی نہیں اتارا"

موسیٰ علیہ السلام نے شرح صدر کی دعا کی :

Marfat.com

رب اشرح لی صدری ویسرلی امری واحلل عقدة من لسانی یفقھو قولی۔

"اے میرے رب میرا سینہ کھول دے اور میرا کام میرے لئے آسان کر اور میری زبان کی گرہ دور کر دے کہ لوگ میری بات سمجھ سکیں۔"

اللہ تعالےٰ نے اپنے پیارے محبوب کے سینہ کو ان کی دعا اور درخواست کے بغیر ہی کشادہ کر دیا یعنی فرائض رسالت و نبوت کو ادا کرنے کے لیے آپ کے حوصلہ کو بلند اور آپ کی ہمت کو مضبوط کر دیا اور دل میں وہ توانائی اور قوت روحانی و معنوی بھر دی جس سے آپ رب تعالیٰ سے وحی اور خصوصیات ربانیہ اور انعامات الٰہیہ اخذ کر لیں اور ملائکہ کو دیکھیں اور ان سے اپنے رب تعالیٰ کا پیغام حاصل کریں اور آپ عالم غیب اور شہادت کے احکام کے جامع ہوں اور خلق میں رہتے ہوئے اور ان کو سیدھا رکھنے کی تدابیر میں مصروف ہو کر بھی ایک لمحہ کے لئے اپنے رب سے محجوب نہ ہوں اور حق سے لو لگنے کے وقت آپ مخلوق سے بھی جدا اور ان کی ہدایت اور تعلیم و تربیت سے الگ نہ ہوں اور ان کے اندر افادہ اور استفادہ کا ملکہ پیدا ہو کہ آپ افادہ کریں اور مخلوق استفادہ کرے۔

ہادیٔ حق کا سینہ کشادہ ہی ہوتا ہے تو وہ حق کے خلاف دنیا والوں کا پروپیگنڈا اور شور و غل، چیخ و پکار سنتا ہے مگر ہراساں نہیں ہوتا، اور اپنے فرائض کے نبھانے میں لوگوں کی عداوت اور ان کے در پے آزار ہونے سے سست رفتار نہیں ہوتا۔ اس کا سینہ بحر بے کنار کی طرح کشادہ اور فراخ ہوتا ہے۔ اس میں ان گنت بغض و عداوت اور مخالفت کے پتھر پھینکے جائیں تو وہ گدلا نہیں ہوتا۔ ہزار لالچ دیا جائے وہ دھیان نہیں کرتا اس کو دھمکیاں دی جائیں، وہ خوف نہیں کھاتا، وہ ہر وقت

Marfat.com

سب لوگوں کو ایک ہی بات کہتا ہے کہ تم ایک اللہ کی عبادت کرو جس نے تم سب کو پیدا کیا۔ اس سے ڈرو اور میری اطاعت کرو اور تمام برائیاں ترک کر دو۔

حضور علیہ السلام کو کہا گیا کہ آپ ہمارے بتوں کو بُرا نہ کہیں۔ اس کے عوض اگر بادشاہ بننا چاہیں تو ہم ابھی آپ کے آگے سرِ تسلیم خم کرتے ہیں اگر آپ دولت چاہیں تو قبائل عرب ڈھیروں آپ کے لئے جمع کر دیں گے اگر آپ خوب صورت عورت چاہیں تو قبائل عرب کی دوشیزائیں آپ کے سامنے کی جائیں گی آپ ان میں سے جسکا انتخاب کریں وہ آپ کے حوالہ کی جائے گی ۔۔۔

آپ نے فرمایا: یہ کیا ہے، اگر تم چاند اور سورج اتار کر میرے دائیں اور بائیں ہاتھ پر رکھ دو تو میں پھر بھی، تم نے جو بات مجھے کہی ہے، نہیں مانوں گا۔ اس لئے کہ میرے رب نے مجھ کو تمہاری بات ماننے سے منع کیا ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے اصحاب پر اعداد دین کفار مکہ نے عرصۂ حیات تنگ کر دیا۔ ظلم و ستم کے پہاڑ توڑ دیئے۔ آپ کو اپنے جیسا ایک انسان کہا۔ شاعر و مجنون اور کاہن کہا۔ مگر آپ کے حوصلہ میں پستی نہ آئی اور ہمت مردانہ میں ضعف کا اثر پیدا نہ ہوا

شرح صدر کی اس تفسیر و تعبیر کے علاوہ صوری طور پر بھی آپ کے سینۂ بے کینہ کا تین بار شرح صدر ہوا ۔۔ ایک بار جب ایام رضاعت میں حلیمہ رضی اللہ عنہا کے پاس رہتے تھے۔ دوسری بار جب آپ پر نزول وحی کی ابتدا ہوئی، تیسری بار شب معراج میں براق پر سوار ہونے سے قبل، اور وہ اس طرح ہوا، کہ جبرئیل علیہ السلام نے حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سینۂ پاک کو اس کے اوپر کے حصہ سے لے کر ناف تک چیرا، اور قلب مبارک نکالا اور اس میں سے ایک سیاہ رنگ کی چیز نکال کر پھینک دی اور کہا، یہ شیطان کا

Marfat.com

حصہ ہے جو نکال کر پھینک دیا گیا ہے۔ بعد ازاں آبِ زمزم سے اسے دھویا گیا اور اس میں ایک نور کا تھال جو علم و حکمت سے بھرا ہوا تھا، انڈیل دیا۔ اس کے بعد جبرئیل علیہ السلام نے اپنا ہاتھ پھیرا اور آپ کا سینہ جوں کا توں ہو گیا۔ آپ نے فرمایا: اس میں مجھ کو مطلقاً کوئی الم یعنی درد نہیں ہوا۔

بعض روایات میں آیا ہے کہ آپ کے سینہ میں اس کے چیرنے کے بعد دوبارہ جڑنے کا اثر موجود تھا۔ عہدِ طفولیت میں شرحِ صدر اس لیے ہوا کہ بچپن اور جوانی میں آپ ان رذیل خصائل و عادات سے متنفر رہیں جو فطرتاً اور طبعاً بچوں اور جوانوں میں دیکھی جاتی ہے۔ وحی کے نزول سے قبل اس لئے ہوا کہ بارِ وحی کے آپ متحمل ہو جائیں اور معراج کی شب اس لئے ہوا کہ ملاءِ اعلیٰ کے مشاہدات کی توانائی اور قوت آپ میں آ جائے۔

نعت شریف

(انجم وزیر آبادی)

حبیبِ کبریا تم ہو رسولِ دوجہاں تم ہو
خدا کے بعد گویا مالکِ کون و مکاں تم ہو
برستی ہے زمین پر آسماں سے نور کی بارش
وہیں بارانِ رحمت ہے شہِ والا جہاں تم ہو
نظامِ بزمِ امکاں زیرِ دامانِ محبت ہے
محبت کے امیں تم ہو محبت کی اماں تم ہو
تمہارے دم قدم سے گلشنِ کونین تازہ ہے
بہارِ بے خزاں ایماں کی رُوحِ رواں تم ہو
تمہیں نے رحمتہ للعالمین کا ہے لقب پایا

Marfat.com

شفیع المذنبین تم ہو کفیلِ عاصیاں تم ہو
تمہارے فیض کا حاصل زمین کا ذرہ ذرہ ہے
وجودِ نوعِ انسانی کا باعث بے گماں تم ہو
تمہارے نور سے روشن ہیں خورشید و مہ و انجم
جبینِ صبح و شامِ زندگی میں ضوفشاں تم ہو!

آپ تمام انبیا و رُسل سے افضل ہیں:

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ مِنْهُمْ مَنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجَاتٍ ط

"وہ رسول ہیں کہ ہم نے ان کے بعض کو بعض پر فضیلت دی ان میں سے کوئی وہ ہے جس سے اللہ نے کلام کیا اور بعض ان کا وہ ہے جس کو تمام درجات دے کر اس کا مقام سب سے اونچا کر دیا"

وہ رسول حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جن کو [اللہ] تعالےٰ نے سوائے الوہیت کے رسالت کے تمام درجات عطا کئے، [او]ر آپ اتنے اونچے مقام پر متمکن ہوئے کہ آپ کی شان کی گرد کو بھی کوئی [نہ]یں پا سکتا۔

حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسٰے علیہ السلام تک جتنے [نبی] اور رسول دنیا میں تشریف لائے، ان سب سے اعلیٰ و افضل اور سب [کے] سردار آپ ہی ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ نے تخلیقِ عالم اور گلشن کون و مکان [کو عد]م سے وجود میں لانے کا ارادہ کیا تو سب سے اول اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے

Marfat.com

حبیب (صلے اللہ علیہ وسلم) کا نور پیدا کیا، اور سارے جہان کو آپ کے نور سے خلعتِ وجود عطا کی جو انبیاء و رسل آپ سے قبل تشریف لائے وہ آپ کی آمد کی بشارت اہلِ زمانہ کو دیتے چلے آئے اور آپ کی فضیلت اور عزت عظمت کا خطبہ سناتے رہے۔ چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام کے تذکرہ میں لکھا ہے کہ وہ حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود شریف بہت پڑھتے تھے اور اپنی اولاد کو بھی حکم دیتے کہ وہ آپ پر درود شریف بہت پڑھا کریں۔

حضرت شیث علیہ السلام نے جو حضرت آدم علیہ السلام کے صلبی صاحبزادے ہیں پوچھا کہ آپ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف بہت پڑھتے ہیں اور ان کو اپنے سے افضل بتلاتے ہیں۔ حالانکہ آخر زمانہ میں وہ آپ کے ابناءِ اولاد سے ہوں گے اور بیٹا باپ سے افضل نہیں ہوتا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا: بیٹا تو نہیں جانتا کہ یہ راز کیا ہے، آئیں تمہیں بتاؤں کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم باعتبار صورت اور جسد خاکی کے میرا بیٹا ہے اور میں اس کا باپ ہوں اور باعتبار معنی اور حقیقت کے محمد میرا باپ اور میں اس کا بیٹا ہوں اس لئے کہ رب تعالیٰ نے تمام کائنات سے قبل محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا نور پیدا کیا اور پھر اس نور سے آدم کو اور تمام کائنات کو پیدا کیا اور جو معنوی اور روحانی باپ ہوتا ہے وہ جسمانی اور صوری باپ سے افضل ہوتا ہے۔ جس طرح روح کو جسم پر فضیلت ہے۔ اسی طرح روح کی منسوبات بھی جسم کی منسوبات سے افضل ہوں گی۔

وانی وان کنت ابن ادم صورۃً

فلی فیہ معنیٰ شاھدٌ بابوتی

حضور علیہ السلام نے فرمایا: بظاہر اگرچہ میں آدم کا بیٹا ہوں لیکن مجھ میں ایک ایسا معنی یعنی خوبی ہے جو آدم کے لئے میرے باپ ہونے کی گواہ ہے حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

Marfat.com

انا یعسوب الارواح

"میں تمام روحوں کی اصل ہوں"

یعنی روحیں اور تمام اجسام، آپ کے نور شریف سے اللہ تعالےٰ نے پیدا کئے ہیں۔ علامہ بنانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتاب فتح اللہ فی مولد خیر خلق اللہ ص۲۹ مطبوعہ مصر میں لکھا ہے:

ترجمہ: جب اللہ نے تمام انبیاء سے قبل اپنے حبیب لبیب کا نور پیدا کیا تو وہ عالم ملکوت میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کے بازوؤں سے اللہ کی مشیت اور اس کے حکم سے سیر کرتا اور گھومتا تھا۔ اس وقت نہ لوح تھی نہ قلم نہ جنت۔ نہ نار نہ فرشتہ نہ آسمان نہ زمین نہ سورج نہ چاند نہ جنی نہ انسی۔ پھر جب اللہ تعالےٰ نے ارادہ کیا کہ وہ مخلوق پیدا کرے تو اس نور کے چار حصے کئے۔ اس کے ایک حصہ سے قلم دوسرے سے لوح، تیسرے سے عرش پیدا کیا، چوتھے حصے کو پھر چار اجزا میں بانٹا۔ اس کے ایک سے حملۃ العرش اور دوسرے سے کرسی۔ تیسرے سے باقی ملائکہ۔ اس کے چوتھے کو پھر چار حصوں میں کیا۔ اس کے ایک حصہ سے آسمان دوسرے سے زمین تیسرے سے جنت اور نار پیدا کی۔ چوتھے کے پھر چار حصے کئے اس کے ایک حصہ سے مومنوں کی آنکھوں کا نور دوسرے سے ان کے دلوں کا نور یعنے اللہ کی معرفت جو ان کے دلوں میں ہے اور تیسرے سے اپنے انس کا نور کہ وہ توحید ہے لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ) ایک حدیث میں ہے، کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اول ما خلق اللہ نوری: جو چیز اللہ نے پہلے پیدا کی وہ میرا نور ہے۔

Marfat.com

حدیث میں ہے کہ حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اے عمر! (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تو جانتا ہے کہ میں کون ہوں — میں وہ ہوں جس کا نور اللہ تعالیٰ نے ہر چیز سے پہلے پیدا کیا۔ سب سے اول میرے نور نے اللہ کو سجدہ کیا اور یہ فخر نہیں۔ پھر فرمایا، اے عمر تو جانتا ہے کہ میں کون ہوں؟ میں وہ ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے عرش کو اور کرسی کو اور لوح و قلم اور ایمان داروں کے دلوں میں نور معرفت کو میرے نور سے پیدا کیا، اور یہ فخر نہیں"

ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ راوی ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل علیہ السلام سے سوال کیا۔ اے جبرئیل! تیری عمر کتنی ہے۔ جبرئیل نے عرض کی: یارسول اللہ! مجھے اپنی عمر کا صحیح علم تو نہیں۔ ہاں اتنا جانتا ہوں کہ چوتھے حجاب میں ایک ستارہ ستر ہزار سال کے بعد طلوع کرتا تھا میں نے اس کو بہتر ہزار بار دیکھا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: مجھ کو اپنے رب کی عزت کی قسم ہے: یہ روایت اس سے پہلے بھی گذر چکی ہے۔

انا ذلک الکواکب

"وہ ستارہ میں ہی تھا"

یعنے میرا ہی نور چمکتا تھا جس کو تونے ۷۲ ہزار بار دیکھا ہے (انتہیٰ)

سلام

السلام اے نورِ آدم را سبب
السلام اے خلق عالم را سبب

السلام اے مظہرِ انوارِ حق! — السلام اے مصدرِ اسرارِ حق
السلام اے پیشوائے انبیاءؑ — السلام اے مقتدائے اولیا
السلام اے زبدۂ اربابِ علم — السلام اے قدوۂ اصحابِ علم

Marfat.com

السلام اے گوہرِ تاجِ قبول — السلام اے زیبِ معراجِ قبول
السلام اے قبلہ گاہِ اہلِ دیں — السلام اے بادشاہِ مرسلیں
السلام اے دستگیرِ بے کساں — السلام اے چارۂ دردِ نہاں!
السلام اے دردِ دل کے چارہ ساز — السلام اے خواجۂ بیکس نواز
السلام اے شاہِ عظمت السلام — السلام اے ماہِ رفعت السلام

السلام اے شاہ شاہاں السلام
السلام اے جانِ جاناں السلام (شہید)

مولد خیر خلق اللہ مطبوعہ مصر میں لکھا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت بابرکت میں عرض کی، یا رسول اللہ! رب تعالےٰ نے آپ کو کس چیز سے پیدا فرمایا، آپ نے تھوڑی دیر کے لئے اپنا سر جھکایا اور پھر فرمایا، اے علی تو نے آج مجھ سے سوال کیا ہے۔ ایک دن یہی سوال میں نے رب تعالیٰ سے کیا تو جواب ملا: اے میرے محبوب مجھ کو اپنی عزت کی قسم ہے اگر تو نہ ہوتا تو میں نہ آسمان پیدا کرتا نہ زمین نہ سورج نہ چاند، نہ جن نہ انسان، نہ جنت نہ نار، نہ فرشتے۔ میں نے پھر عرض کی۔ اسے میرے رب میری عرض اپنی خلقت سے ہٹ کر تو نے مجھے کس چیز سے پیدا کیا۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا، ایک نور سے جس کو میں نے اپنی قدرت اور حکمت سے پیدا کیا، اس کی صفائی اور چمک بڑی محبوب تھی۔ میں نے تمہیں پیدا کرنے کے لئے اس سے ایک حصہ جدا کیا پھر اس کو تین برابر حصوں میں تقسیم کیا۔ اس کے پہلے حصہ سے تجھ کو اور تیری اہل بیت کو پیدا کیا اور اس کے دوسرے حصے سے تیری ازواج اور تیرے اصحاب کو پیدا کیا اور اس کے تیسرے حصہ سے تمام مومنوں اور تیرے محبوں اور عاشقوں کو پیدا کیا۔

سیدنا کعب الاحبار فرماتے ہیں:

اللہ تعالےٰ نے آپ کے نور کو اسی صورت اور شکل پر پیدا کیا جو آپ کی

Marfat.com

عالم دنیا میں تھی - جب اللہ تعالیٰ نے آپ کی دنیوی صورت کے مطابق آپ کے نور کو پیدا فرمایا تو حکم ہوا کہ میرے پیارے محبوب کو آسمانوں اور زمینوں، جنت و نار پہاڑوں اور دریاؤں میں سیر کرائیں تاکہ ساری کائنات آپ سے متعارف ہو جائے - ایک روایت میں آیا کہ جبرئیل علیہ السلام ملائکہ کی ایک جماعت لے کر زمین پر آئے اور ایک مٹھی خاکِ پاک آپ کے مدفن کی لی اور اس کو تسنیم (ایک نہر کا نام ہے) کے پانی سے گوندھا، یہاں تک کہ وہ مٹی موتی کی طرح چمکنے لگی اور آئینہ کی طرح صاف ہوئی اور آفتاب کی طرح شعاع ریز ہوئی - پھر ملائکہ نے اس کو تمام آسمانوں اور زمینوں میں اور عرش و کرسی اور پہاڑوں اور دریاؤں میں پھرایا اور اعلان کیا: یہ وہ خاکِ پاک ہے جس سے حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی تخلیق ہوگی - تمام ملائکہ اور تمام مخلوق نے آپ کو پہچانا اور آپ کی عزت و قدر کا اعتراف کیا۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا:

"آپ کے جسد کی خاکِ پاک مکہ مکرمہ سے جو زمین کی ناف ہے اور یہیں سے زمین کو اس کے اطراف کی طرف پھیلایا گیا، لی گئی - سب سے اوّل حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور اور آپ کی حقیقت کو پیدا فرما کر عالم رنگ و بو میں آپ کو ہر چیز کی اصل ٹھہرایا۔

آپ نے ایک حدیث میں فرمایا: انا لعیون الارواح: میں تمام روحوں کی اصل ہوں" — یعنے تمام مخلوق ذی روح اور جاندار اپنی روح سے زندہ ہیں اور روح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے زندگی کا اکتساب کرتی ہے - آپ نہ صرف جانِ مخلوق ہیں بلکہ جانِ جاناں ہیں حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا ہے

اس صورت نوں میں جان آکھاں جانان یا جانِ جہان آکھاں!
سچ آکھاں تے رب دی شان آکھاں جس شان توں شاناں سب بنیاں

Marfat.com

صاحب عوارف المعارف نے کہا:

نوح (علیہ السلام) کے زمانہ میں طوفان نے موج مارتے ہوئے جب جھاگ کو زمین کے اطراف کی طرف پھینکا تو آپ کی خاک پاک آپ کے روضۂ مطہرہ کے محاذ میں آپڑی۔ اس وجہ سے آپ کی ایک نسبت مدینہ شریف سے ہوگئی اور آپ کا وصف مکی و مدنی ہوا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے فرمایا:

"آدم کے پیدا ہونے سے چار ہزار برس قبل میں ہی اپنی شکل و صورت سے اپنے رب کے سامنے فرائض عبودیت بجالاتا تھا"

ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

"اس جہت سے کہ رب تعالیٰ نے میرا نور سب نبیوں سے اول پیدا کیا، میں اول الانبیا ہوں اور اس جہت سے کہ عالم دنیا میں مجھ کو سب کے بعد مبعوث کیا میں آخرالانبیا اور ان کا ختم کرنے والا ہوں۔

ایک روایت میں ہے کہ جب آپ سے پوچھا گیا: یارسول اللہ آپ نبی کب ہوئے، آپ نے فرمایا کہ

"میں اس وقت نبی تھا جبکہ آدم علیہ السلام کو پیدا کرنے کے لئے ان کی مٹی میں پانی ڈالا جارہا تھا، یا اس کو گوندھا جارہا تھا"

اول خلق اللہ نور احمد
اصل الوریٰ سید کل سید
قد کان متنبا قبل طین الجسد
فھو ربّ لوالد وّ ولد
من قبل خلق آدم ولد

Marfat.com

حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مرضعہ یعنی دایہ حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ فرماتی ہیں :-

فما کنا نحتاج الی السراج من یوم اخذناہ لان نور وجہہ کان انور من السراج فاذا احتجنا الی السراج فی مکان جئنا بہ فتنورت الامکنۃ ببرکۃ صلی اللہ علیہ وسلم۔

جب سے ہم نے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو لیا ہم چراغ کے محتاج نہ ہوئے جب ہم کو چراغ کی کسی جگہ حاجت پڑتی تو ہم اس جگہ آپ کو لے جاتے اور وہ جگہ آپ کی برکت سے روشن ہو جاتیں۔ (تفسیر مظہری ص۵۲۸ پ۱۵)

آپ کی والدہ سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے روایت ہے :

رأیت فی المنام حین حملت بہ انہ خرج منی نورًا اضاء لہ قصور بصری من الشام ثم وقع حین ولدتہ انہ لواضع بالارض رافع رأسہ الی السماء (تفسیر مظہری ص۵۲۶)

"میں نے حمل کے ایام میں خواب دیکھا کہ مجھ سے نور نکلا ہے اور اس سے ملک شام میں مقام بصریٰ کے محلات روشن ہو گئے ہیں - پھر جب میں نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو جنا تو میں نے دیکھا کہ آپ زمین پر آئے اس حال میں ، کہ آپ نے اپنا سر مبارک آسمان کی طرف اونچا کیا ہوا ہے"

حافظ ابن حجر مکی نے کہا :

ان ام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رأت حین وضعتہ نورًا اضاءت لہا قصور الشام

Marfat.com

"بے شک رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ماں نے نور دیکھا
جب آپ کو جنا اور ان کے لیئے شام کے محلات روشن ہوگئے"
آپ موسم بہار دوشنبہ کے دن بارہ ربیع الاول سنہ عام الفیل مطابق ۲۲ اپریل
۵۷۱ء مطابق یکم جیٹھ سمت ۶۲۸ بکرمی مکہ معظمہ میں بعداز صبح صادق و قبل از
طلوع نیر عالم تاب پیدا ہوئے (رحمۃ للعالمین مؤلف قاضی سلیمان منصورپوری)
حضور نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم ظاہری حسن و جمال میں رب تعالے کی
صنعت و قدرت کا شاہکار تھے۔ آپ نے فرمایا:

مابعث اللہ نبیا الاحسن الوجہ حسن الصوت
وکان نبیکم احسنھم وجھا واحسنھم صوتا

"نہیں بھیجا اللہ تعالیٰ نے کوئی نبی مگر خوب صورت اور اچھی آواز
والا اور ہے تمہارا نبی سب نبیوں سے خوبصورت اور خوش آواز

آپ کی رسالت کو قسم کھا کر ثابت کیا:

یٰسٓ ۝ وَالْقُرْاٰنِ الْحَکِیْمِ ۝ اِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ۝
"اے محبوب! مجھے قرآن حکیم کی قسم ہے۔ بے شک آپ رسول ہیں
یاسین کے معنی یا سید کے ہیں یعنے "اے تمام پیغمبروں کے سردار!

جب کافروں نے آپ کو شاعر اور مجنون کہا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی مدافعت کی:

بَلْ جاء الحق وصدق الْمُرْسَلِیْنَ "شاعر و مجنون نہیں
بلکہ حق اور سچا پیغمبر آیا"
وما علمناہ الشعر وماینبغی لہ "اور ہم نے اس کو شعر
نہیں سکھایا اور نہ ہی وہ اس کے لائق ہے"

Marfat.com

جب کافروں نے کہا کہ اگر ہم چاہیں تو قرآن کی مثل کہہ سکتے ہیں یہ محض پہلے لوگوں کی کہانیاں ہیں تو اللہ نے آپ کی طرف سے انکی مدافعت فرمائی :-

وقل لئن اجتمعت الانس والجن علی ان یاتوا بمثل ھذا القرآن لا یاتون بمثلہ -

"اے محبوب ان کو فرمادیں : اگر انسان اور جن اکھٹے ہو کر اس قرآن کی مثل لانا چاہیں تو ہرگز اس کی مثل نہ لا سکیں گے"

کافروں نے کہا کہ اس رسول کو کیا ہوگیا ہے کہ کھانا کھاتا اور بازاروں میں چلتا ہے ان کم عقلوں کے نزدیک کھانا کھانا اور اپنی حاجت کے لئے بازار جانا رسالت کے خلاف تھا۔ اسی واسطے انہوں نے کہا : اگر یہ رسول ہوتا تو کھانا نہ کھاتا۔ یعنے فرشتہ ہوتا جو کھانا نہیں کھاتا۔ اور اگر یہ رسول ہوتا تو اس کے خدام ہوتے جو بازار سے اسکی حاجت کو خرید کر لاتے۔ یہ تو ایک معمولی انسان ہے جو عام انسانوں کے ساتھ صفات بشریہ میں شریک ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا رد فرمایا ، مگر یہ دونوں چیزیں شانِ رسالت کے منافی نہیں۔ اگر یہ شان رسالت کے منافی ہوتیں تو ان سے پہلے جتنے رسول آئے ہیں جن کو تم بھی مانتے ہو ، نہ کھاتے اور نہ بازار میں چلتے۔ حالانکہ وہ کھانا بھی کھاتے تھے اور بازار میں بھی جاتے تھے اور پھرتے تھے۔ جب ان کو ان صفات سے متصف ہونے کے باوجود رسول مانتے ہو تو حضرت محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو کیوں رسول نہیں مانتے۔

"وما ارسلنا قبلک من المرسلین الا انھم لیاکلون الطعام ویمشون فی الاسواق"

"اور ہم نے اے محبوب! نہیں بھیجا رسولوں کو مگر وہ طعام کھاتے تھے اور بازاروں میں (اپنی حاجت کے لئے) چلتے پھرتے تھے"

Marfat.com

کافروں نے اس لئے بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رسالت کا انکار کیا کہ آپ بشر ہیں۔ ان کے خیالات فاسدہ میں بشریت بھی رسالت کے منافی ہے۔ یعنے جو رسول ہے وہ بشر نہیں، اور جو بشر ہے وہ رسول نہیں کے قائل اور معتقد تھے۔ یہ بھی ان کی جہالت تھی، اس لئے کہ آدم علیہ السلام سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تک جتنے رسول مبعوث ہوئے از جنس بشر مبعوث ہوتے اور مقتضائے حکمت بھی یہی ہے کہ بنی آدم اور انسان کی طرف انسانی مبعوث ہو تاکہ دین اور شرائع ہیں وہ انکی رہنمائی کرے اور اس کا عمل و کردار بنی آدم کے لئے مثال اور نمونہ اور سنت ہو اور اس سے تعلیم و تعلم اور تربیت اور اکتساب ممکن اور میسر ہو۔ ورنہ اگر بنی آدم کی طرف کسی اور مخلوق سے نبی آتا تو اس سے علوم شرعیہ کا اکتساب ناممکن ہوتا اور اس کا عملی پہلو بنی آدم کے لئے قابل اقتدا نہ ہوتا اور پیغمبر کی اپنے پیروکاروں کے لئے کوئی سنت نہ ہوتی۔ اللہ تعالےٰ نے ان کو یوں جواب دیا:

لو کان فی الارض ملائکۃ یمشون مطمئنین لنزلنا علیھم من السماء ملکا رسولا۔

" اگر زمین میں فرشتے چلتے اور یہاں بستے تو ہم ان پر آسمان سے فرشتہ رسول اتارتے "

یعنے اگر تمھاری طرح یہاں زمین پر فرشتوں کی قوم آباد ہوتی تو ان کی رہبری کے لئے ہم آسمان سے فرشتہ رسول اتارتے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے فرمایا:

" یعنی تجانس موجب تو انس است و تخالف موجب تباین باید کہ مبعوث بملائکہ ملک باشد و باہل ارض بشر "

ہم جنس ہونا باہم انس کو واجب کرتا ہے اور ایک دوسرے کے خلاف ہونا باہم جدائی کا سبب ہے۔ چاہیئے کہ ملائکہ کی طرف ملک رسول مبعوث ہو اور اہل زمین کی طرف انسان۔

Marfat.com

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالےٰ نے رسالت عامہ عطا کی :

(۱) وما ارسلناک الا کافۃ للناس بشیرًا ونذیرًا ہ
"اور ہم نے نہیں بھیجا آپ کو مگر سب لوگوں کے لئے خوشخبری سنانے والا اور ڈر سنانے والا"

(۲) قل یا ایہا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعًا ہ
فرمادیں اے محبوب! اے لوگو بے شک میں تم سب کیطرف اللہ کا رسول ہو کر آیا ہوں"

آپ سے قبل انبیاء و رسل کو ان کی قوموں کی طرف بھیجا گیا۔ رسالت عامہ یعنی دنیا کی جمیع اقوام کے لئے ان سے کسی کو نہیں بھیجا صرف آپ کو اللہ تعالےٰ نے یہ شرف عطا کیا کہ دنیا کی ساری قوموں کیطرف آپ رسول ہو کر آئے ۔ شیخ محمد عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا :

" پس بحقیق تخصیص کرد رسل را بقوم ایشاں و فرستاد محمد را بکافۂ خلق چنانکہ فرمود بعثت الی الاسود والاحمر ۔ مراد باسود عرب اند کہ در رنگ ایشاں سبزی ہست" (مدارج) و باحمر عجم کہ سرخ سفیدی باشد" پس بیشک تخصیص کی رسولوں کی ان کی قوم کیساتھ اور بھیجا محمد کو ساری مخلوق کی طرف جیساکہ آپ نے فرمایا میں کالے اور گورے کی طرف بھیجا گیا ہوں ۔ کالے سے مراد عرب کے رہنے والے ہیں کہ ان کے رنگ میں سبزی ہوتی ہے اور احمر سے مراد عجم والے کہ انکا رنگ سرخ و سفید ہوتا ہے ۔

شیخ محمد عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لکھا ہے کہ :

" حضور کی نبوت صرف انہیں لوگوں کے لئے مخصوص نہیں جو آپ کے

Marfat.com

زمانہ سے لے کر قیامت تک ہیں بلکہ جو لوگ آپ کے زمانہ سے پہلے ہوتے ہیں آپ ان کے لئے بھی رسول ہیں"

" بلکہ تناول است آں کساں را نیز کہ پیش از وے بودند و اخذ میثاق برائے وی برانبیا برائے آں کردند کہ تا معلوم کنند کہ وی صلے اللہ علیہ وسلم مقدم و معظم است برایشاں و وی نبی و رسول ایشاں است پس نظر کن اے طالب صادق بانصاف بایں تعظیم مرایں نبی کریم را از پروردگار وی وچوں شناختی ایں را دانستی کہ نبی محمد است و وی نبی انبیا است صلے اللہ علیہ وسلم و اینجا ظاہر شود کہ در آخرت آدم و جز او تحت لواء او باشد "

(مدارج النبوت ج ا ص۶)

بلکہ ان لوگوں کو بھی آپ کی نبوت شامل ہے جو آپ سے پہلے ہوئے اور آپ کے لئے انبیاء سے میثاق (عہد) اس لئے لیا کہ وہ جانیں کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم ان سے مقدم اور معظم ہیں۔ اور وہ ان کے بھی نبی ہیں۔ پس نظر کر اے طالب صادق انصاف کیساتھ کہ اس نبی کریم کو اس تعظیم کے ساتھ جو اس کو اس کے پروردگار سے عطا ہوئی اور اس جگہ سے ظاہر ہوا کہ آخرت میں آدم اور اس کا غیر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جھنڈے تلے ہوگا۔ جیسا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

آدم ومن دونہ تحت لوائی

آدم اور جو شخص جو اس کے سوا ہے میرے لوا (جھنڈے) کے نیچے ہوگا"

اگر بالفرض انبیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمان خیریت نشان میں ہوتے۔ تو سب آپ پر ایمان لاتے اور آپ کی اتباع کرتے اور دین میں وہ آپ کے

Marfat.com

معاون و مددگار ہوتے جیسا کہ آپ نے فرمایا :

ولو کان موسیٰ حیًّا لما وسعہ الّا اتباعی

" اور اگر موسیٰ زندہ ہوتا تو اس کو میری اتباع کے بغیر چارہ نہ ہوتا "

اسی لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب آخیر زمانہ میں آسمان سے نزول فرمائیں گے تو وہ آپ کی شریعت اور سنت پر عمل کریں گے حالانکہ وہ خود نبی ہیں ، اور اپنی نبوت پر باقی ہیں ۔

اللہ تعالیٰ نے حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بھی فرشتہ کے واسطہ کے بغیر کلام کیا ۔

منھم من کلم اللہ " ان رسولوں سے بعض رسولوں کے ساتھ اللہ نے بلا واسطہ کلام کیا "

اگرچہ اس سے کئی مفسرین نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مراد لیا ہے مگر شیخ محمد عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا :

" یہ آیت موسیٰ علیہ السلام کی تخصیص کے لئے ان کے اللہ تعالیٰ سے کلام کرنے کے حق میں نص نہیں جب کہ ثابت ہے کہ سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شب معراج میں بے واسطہ ملک حق تعالیٰ سے کلام فرمایا ۔ "

اللہ تعالیٰ اور اس کے ملائکہ آپ پر درود شریف پڑھتے ہیں :

" بے شک اللہ اور اس کے ملائکہ نبی پر درود شریف پڑھتے ہیں اے ایمان والو پڑھو تم آپ پر درود شریف اور سلام بھیجو خوب اچھی طرح "

Marfat.com

آیت مذکورہ میں اللہ تعالیٰ نے ایمان داروں کو اپنے پیارے محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات ستودہ صفات پر صلوٰۃ وسلام پڑھنے کا حکم دیا، اور امر جبکہ سوائے وجوب کے کوئی قرینہ نہ ہو۔ وجوب کے لئے ہوتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر بصیغۂ امر صلّوا۔ وسَلِّمُوا تَسْلِيمًا : صلوٰۃ وسلام پڑھنا واجب ہے۔ جو چیز واجب یا فرض ہو۔ اس کا قدر متعین ہوتا ہے۔ اس لئے سوال پیدا ہوتا ہے کہ صلوٰۃ کتنا اور کب واجب ہے اس کا صحیح جواب یہ ہے کہ جب بھی کوئی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام پاک زبان سے لے یا کوئی سننے والا سنے تو اس پر ایک بار نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صلوٰۃ (درود) پڑھنا واجب ہے۔ اگرچہ بعض نے کہا۔ ساری عمر میں ایک بار پڑھنا واجب ہے۔ اس سے زائد بار ہمیشہ پڑھنا اور کثرت سے پڑھنا اور اس کو اپنے اوراد و وظائف میں شامل کرنا مستحب اور موجب حصول برکات اور باعث نزول رحمت ہے اور اس کی کثرت سے گناہوں کی مغفرت اور دعا کی اجابت اور مشکلات کا حل اور امراض کا دفعیہ اور اللہ تعالےٰ کا قرب اور حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت متوقع بلکہ یقینی امر ہے۔

صلوٰۃ کے معنی

صلوٰۃ کی نسبت اللہ اور ملائکہ کی طرف ہے اور ایمان داروں کو بھی صلوٰۃ پڑھنے کا حکم ہے۔ اس لحاظ سے ایک صلوٰۃ اللہ کا ہے اور ایک صلوٰۃ ملائکہ کا اور ایک صلوٰۃ ایمان داروں کا — ان تینوں کے معنے جدا جدا ہیں اللہ کی صلوٰۃ کے معنی اس کا اپنے پیارے محبوب کی فرشتوں میں ثنا، اور تعظیم کرنا ہے اور ملائکہ کی صلوٰۃ، حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے دعا کرنا، اور رب تعالےٰ کے آگے آپ کی عزت و حرمت کی رفعت

Marfat.com

اور بلندی کا سوال کرنا ہے اور مومنوں کی صلوٰۃ کے معنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے برکت و رحمت کی زیادتی کا چاہنا ہے یعنے یہ کہنا کہ اے مولیٰ تو اپنے حبیب پاک پر اپنی رحمت زیادہ کر اور آپ کے مدارج پہلے سے بھی زیادہ کر ـــــ

مقاتل نے کہا کہ اللہ کی صلوٰۃ اس کی مغفرت ہے اور ملائکہ کی صلوات استغفار یعنے طلب مغفرت ہے۔ ضحاک نے کہا: اللہ کی صلوٰۃ اسکی رحمت ہے اور ملائکہ کی صلوٰۃ دعا کرنا ہے۔ کہا گیا ہے کہ اللہ کی صلوٰۃ اپنی مخلوق پر خاص اور عام ہے۔ اس کی صلاۃ انبیا پر ان کے حال کے مناسب ثنا و تعظیم ہے خصوصاً حضور نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ جو تمام پیغمبروں کے سردار ہیں۔ تمام پیغمبروں کی صلوٰۃ سے افضل و اعلے اور اخص ہوگی ـــــ حلیمی نے کہا: کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ کے معنی آپ کی تعظیم کے ہیں۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کے معنی ہوں گے: اے اللہ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کی تعظیم کر دنیا میں آپ کے ذکر کی بلندی اور دین کے اظہار اور شریعت کے بقا کے ساتھ اور آخرت میں ایصال ثواب اور امت کی شفاعت اور مقام محمود میں اقامت کے ساتھ۔ (اس کے سوا اور بھی کئی معانی علماء نے بیان کئے ہیں)

حضور نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من ذکرت عندہ فلم یصل علی فمات دخل النار

(اخرجہ ابن حبان عن حدیث ابی ھریرۃ)

"جس کے پاس میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر درود شریف نہ پڑھے تو داخل ہوگا وہ نار میں"

ایک دوسری حدیث میں جسکو طبرانی نے نقل کیا ہے، آیا ہے:۔

"بدبخت ہے وہ جس کے پاس میرا ذکر ہو اور اس نے مجھ پر درود شریف نہ پڑھا"

Marfat.com

حضور نے فرمایا! "جس نے شام کو یا صبح کو میرے اوپر خواب سے بیدار ہوکر دس بار درود شریف پڑھا وہ قیامت کو میری شفاعت پائے گا" حضور نے فرمایا:- "جب تمھیں کوئی چیز بھول جائے تو تم میرے اوپر درود شریف پڑھو بھولی ہوئی چیز تمہیں یاد آجائے گی" حضور نے فرمایا:- "جس نے میری قبر کے قریب درود شریف پڑھا، میں اس کو خود سنتا ہوں، اور جو دور سے پڑھے، درود شریف بواسطہ ملائکہ میری طرف پہنچایا جاتا ہے"

عن محمد بن عبد الرحمان ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من منکم من احد سلم علی اذا مت الاجاءنی جبریل فقال جبرئیل یا محمد ھذا فلان بن فلان یقرئک السلام فاقول علیہ السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

"محمد بن عبد الرحمان سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں تم میں سے کوئی جو میرے مرنے کے بعد مجھ پر سلام بھیجے مگر آتا ہے میرے پاس جبرئیل اور کہتا ہے: اے محمد! یہ فلاں بن فلاں ہے۔ تیرے اوپر سلام پڑھتا ہے پس میں کہتا ہوں اس پر سلام، اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہوں"

اس حدیث میں حضور نے اپنی ظاہری حیات میں عالم برزخ کی زندگی کے حال کو بیان فرمایا۔ معلوم ہوا حضور روضۂ مطہرہ میں زندہ ہیں مکمل زندگی کے ساتھ جو کوئی آپ پر سلام پڑھتا ہے آپ کو پہنچایا جاتا ہے اور آپ اس کا جواب دیتے ہیں اچھے جواب کے ساتھ کہ اس کے ساتھ رحمۃ اللہ وبرکاتہ بھی زیادہ کرتے ہیں۔

سعید ابن مسیب رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ دعا زمین اور آسمان کے مابین لٹکتی رہتی ہے۔ یہاں تک کہ آپ پر درود شریف پڑھا جائے اس سے ثابت ہوا کہ دعا کی اجابت درود شریف کے پڑھنے سے ہوتی ہے۔

Marfat.com

دعا مانگنے والے کے لئے لازم ہے کہ دعا کے شروع اور اس کے آخر میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود شریف پڑھے۔

انس ابن مالک رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہ جمعہ کا دن تھا، حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام منبر پر چڑھے اور آپ نے فرمایا: آمین پھر چڑھے تو آپ نے فرمایا: آمین - پھر چڑھے تو آپ نے فرمایا: آمین - معاذ ابن جبل رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! آپ نے منبر پر چڑھتے ہوئے تین بار آمین فرمائی ہے۔ اس کی وجہ اور حکمت سے ہمیں بھی آگاہ فرمائیں۔ آپ نے فرمایا:

اتانی جبرئیل فقال یا محمد من ادرک رمضان فلم یغفرلہ فمات فدخل النار فابعدہ اللہ قلت آمین: وقال من ادرک ابویہ او احدھما فلم یبرھما فمات فدخل النار فابعدہ اللہ قلت آمین: قال ومن ذکرت عندہ فلم یصل علیک فمات فدخل النار فابعدہ اللہ قلت آمین۔

"میرے پاس جبرئیل آیا: اس نے کہا جس نے رمضان کو پایا اور اس کے گناہ نہ بخشے گئے اور پھر وہ مر گیا اور نار میں داخل ہوا پس دور کرے اس کو اللہ اپنی رحمت سے میں نے کہا آمین۔ اس نے کہا جس نے اپنے ماں باپ کو یا ان میں سے کسی ایک کو پایا اور نہ بھلائی کی اس نے ان سے، پھر وہ مر گیا اور نار میں داخل ہوا، پس دور کرے اس کو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے میں نے کہا۔ آمین۔ اس نے کہا: وہ شخص کہ اس کے پاس آپ کا ذکر ہوا، اور اس نے آپ پر درود شریف نہ پڑھا۔ پھر وہ مر گیا اور نار میں داخل ہوا پس دور کرے اس کو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے میں نے کہا آمین"

Marfat.com

اس حدیث کو شیخ نصر بن محمد بن ابراہیم سمرقندی نے تنبیہہ الغافلین میں اور شیخ محمد عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مدارج النبوت میں نقل کیا ہے۔

جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جس شخص نے میرے اوپر ایک سو بار درود شریف پڑھا اللہ تعالےٰ اس کی سو حاجتیں پوری فرمائے گا۔ ان میں سے ستر آخرت میں اور تیس دنیا میں"

سعید ابن عمیر انصاری بدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

من صلی علی من امتی مخلصا من قلبہ صلوٰۃ واحدۃ صلی اللہ علیہ عشر صلوات و رفع لہ عشر درجات و محا عنہ عشر سیأت۔

"جس نے میری امت سے مجھ پر ایک بار خلوص قلب سے درود شریف پڑھا، اللہ اس پر دس بار درود شریف پڑھتا ہے اور اس کے دس درجے بلند کرتا ہے اور اس کے دس گناہ محو کرتا ہے۔"

خلوص قلب سے درود شریف پڑھنے کی بڑی فضیلت اور شان ہے، اور اس کی صورت یہی ہے کہ اخفا کے ساتھ پڑھے ورنہ جہر اور پھر ہمارے زمانہ کا جہر ریا سے خالی نہیں ہے۔

ایک واقعہ:

سفیان ثوری فرماتے ہیں: کہ میں نے طواف کرتے ہوئے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ قدم قدم پر درود شریف پڑھتا ہے۔ میں نے کہا: اے شخص تو تسبیح اور تہلیل نہیں پڑھتا اور ہر جگہ پر درود شریف ہی پڑھتا ہے اس کی کیا وجہ ہے اس نے کہا، تو کون ہے؟ میں نے کہا میں سفیان ثوری ہوں۔ اس نے کہا اگر تو مسافر نہ ہوتا تو یہ راز میں ہرگز تیرے اوپر ظاہر نہ کرتا۔ اس کے بعد اس نے

Marfat.com

کہنا شروع کیا کہ میں اور میرا والد گھر سے حج کے لیے نکلے۔ جب ہم ایک جگہ پہنچے تو میرا والد بیمار ہوگیا۔ میں اس کی دیکھ بھال کرتا رہا مگر وہ تندرست نہ ہوا اور فوت ہوگیا اور ساتھ ہی اس کا چہرہ بھی سیاہ ہوگیا۔ میں نے یہ حال دیکھا تو اناللہ وانا الیہ راجعون پڑھا، اور اس کے منہ کو کپڑے سے ڈھانک دیا اور سوگیا۔

میں نے خواب میں، ایک نہایت حسین وجمیل آدمی کو دیکھا کہ ایسا حسین اور خوش شکل آدمی میں نے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ اس کے کپڑے نہایت پاکیزہ اور صاف تھے اور اس سے خوشبو آتی تھی۔ وہ چلتے چلتے میرے باپ کے قریب آیا اور اس کے چہرہ سے کپڑا ہٹایا اور اس کے منہ پر ہاتھ پھیرا۔ میرے باپ کا چہرہ سفید ہوگیا، سیاہی جاتی رہی۔ پھر وہ آدمی لوٹنے لگا تو میں نے اس کے دامن سے لپٹ کر پوچھا، آپ کون ہیں؟ جنہوں نے میرے والد پر اس تنہائی اور سفر کی حالت میں احسان عظیم فرمایا۔ انہوں نے فرمایا: کیا تو مجھ کو پہچانتا نہیں؟ "میں محمد ابن عبداللہ صاحب القرآن ہوں" سن! تیرا والد بہت گنہگار تھا، لیکن میرے اوپر درود شریف بہت پڑھا کرتا تھا۔ جب اس پر یہ مصیبت نازل ہوئی تو اس نے میرے آگے فریاد کی اور میں فریادی کا فریاد رس ہوں"۔

اس خواب کے بعد جب میں بیدار ہوا تو میں نے دیکھا کہ میرے والد کا چہرہ روشن اور سفید ہے۔

عمرو بن دینار عن ابی جعفر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من نسی الصلوٰۃ علی فقد اخطاء طریق الجنۃ۔

عمرو بن دینار ابی جعفر سے نقل کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو کوئی مجھ پر درود شریف پڑھنا بھول گیا وہ جنت کا راستہ بھول گیا۔

ثابت ہوا کہ حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات ستودہ صفات پر درود شریف پڑھنا جنت کا موجب ہے اور جس نے اس سے غفلت اور سستی برتی اور کبھی حضور علیہ الصلاۃ والسلام پر آپ کا نام نامی اور اسم گرامی سنکر بھی اعنن کو

Marfat.com

درود شریف پڑھنا یاد نہ آیا تو وہ گویا جنت کا راستہ بھول گیا۔ (تنبیہ الغافلین)

حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے چار آدمیوں کو بے وفا اور ظالم قرار دیا ہے ایک وہ جو کھڑے ہو کر پیشاب کرتا ہے ——

دوم وہ جو نماز سے فارغ ہونے سے پہلے اپنے ماتھے کو پونچھتا ہے۔

سوم وہ جو آذان کو سنتا ہے اور جو کلمات مؤذن کہتا ہے وہ اس کے ساتھ نہیں کہتا۔

چہارم وہ جو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا نام نامی سنتا ہے اور آپ پر درود شریف نہیں پڑھتا۔ (تنبیہ الغافلین)

ابوھریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"مجھ پر درود شریف پڑھو اس لئے کہ یہ تجھ کو تمہارے گناہوں سے پاک کرتا ہے اور میرے لئے اللہ تعالےٰ سے وسیلہ کا سوال کرو۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ وسیلہ کیا ہے۔ آپ نے فرمایا: جنت میں ایک درجہ ہے وہ صرف ایک ہی آدمی کو عطا ہوگا اور مجھے امید ہے کہ وہ آدمی میں ہی ہوں" (تنبیہ الغافلین)

فقیہہ نصر بن محمد سمرقندی نے کہا اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت کے سوا درود شریف کا کوئی اور ثواب نہ بھی ہوتا تو حضور کی شفاعت ہی اور اس سے گناہوں کی مغفرت جو حاصل ہوتی ہے کافی تھی مگر اللہ تعالےٰ کا احسان عظیم ہے ہم غلامانِ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم پر کہ حضور کی شفاعت کے علاوہ اور ثواب بھی عطا کرتا ہے۔

درود شریف تمام عبادات سے افضل ہے!

وجہ اس کی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے ملائکہ ہر وقت حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود شریف پڑھتے ہیں جیسے کہ اس نے فرمایا:

ان اللّٰہ وملٰئکتہ یصلون علے النبی یاایھا الذین

Marfat.com

امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما ہ

"بے شک اللہ اور اس کے ملائکہ نبی پر درود شریف پڑھتے ہیں
اے مومنو! تم آپ پر درود شریف پڑھو اور سلام بھیجو۔ سلام
سلام بھیجنا" تمام عبادات میں اللہ نے صرف بندوں کو حکم فرمایا ہے ۔ اور
درود شریف وہ چیز ہے جسکو اللہ تعالےٰ بھی پڑھتا ہے اور بندوں کو بھی حکم
دیتا ہے کہ وہ پڑھیں۔
اس سے ثابت ہوا کہ درود شریف افضل العبادات ہے۔

بلغ العلیٰ بکمالہٖ
کشف الدجیٰ بجمالہٖ
حسنت جمیع خصالہٖ
صلوا علیہ وآلہٖ

حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

"جس نے فرض حج کیا اور اس کے بعد اس نے کافروں سے غزا (لڑائی) کی تو اس کی یہ غزا چار سو حج کے برابر لکھی جاتی ہے آپ کے اس فرمان سے ان لوگوں کے دل ٹوٹ گئے جو جہاد پر قادر نہیں تھے۔ اللہ تعالےٰ نے ان کی تسکین کے لئے اپنے محبوب پر وحی فرمائی کہ جو کوئی آپ پر درود شریف پڑھے گا اسکو چار سو غزا کا اور ہر غزا کا چار سو حج کے برابر ثواب عطا کروں گا۔" (نزہتہ المجالس)

بحوالہ تحفۃ الحبیب فیما زاد علی الترغیب والترھیب جابر ابن عبد اللہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

ایک آدمی کو ایک اونٹ کی چوری میں پکڑ کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس لایا گیا۔ لوگوں نے اس پر شہادت دی کہ اس نے یہ اونٹ چرایا ہے ۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شہادت سنکر اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم سنایا جب اس کو وہاں سے لے کر چلنے لگے تو اس کو دیکھا کہ وہ اپنے منہ میں کچھ

Marfat.com

پڑھ رہا ہے۔ جس کی برکت سے اونٹ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں بصد ادب اور احترام عرض کی :

"اس شخص نے مجھے نہیں چرایا ۔ یہ بیچارا یونہی شبہ میں پکڑا گیا ہے"

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کو واپس لانے کا حکم دیا، اور اس کو پوچھا : اے شخص! تو نے ابھی کیا پڑھا تھا ۔ اس نے عرض کی : میں نے آپ پر یہ درود شریف پڑھا تھا :

"اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ حَتّٰی لَا یَبْقٰی مِنْ صَلٰوتِکَ شَیْءٌ" ۔

حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : یہی وجہ ہے کہ میں نے دیکھا کہ آسمان سے اس قدر فرشتے نازل ہوئے جو مدینہ کے بازاروں اور گلیوں میں گھومتے ہیں اور قریب تھا کہ وہ میرے اور تیرے درمیان حائل ہو جائیں ۔ پھر آپ نے اس کو چھوڑ دیا اور فرمایا قیامت کے دن تو صراط پر اس حال میں آئے گا کہ تیرا چہرہ چودھویں رات کے چاند سے زیادہ روشن ہوگا ۔

درُود شریف کی برکت

کتاب مفید العلوم و مبید الہموم میں ابو حامد قزوینی نے لکھا ہے ۔ ایک آدمی اپنے بیٹے کے ساتھ سفر میں تھا ۔ کہ اچانک راستے میں فوت ہو گیا اور اس کا سر خنزیر کے سر کی طرح ہو گیا ۔ اس کا بیٹا اپنے باپ کا یہ حال دیکھ کر بہت رویا، اور اللہ کے آگے اس ناگہانی بلا کے دور ہونے کے لئے بہت گڑگڑایا ۔ یہاں تک کہ اس کو نیند آگئی ۔ کسی کہنے والے نے اس کو خواب میں کہا : تیرا باپ سود خوار تھا ۔ اس کے لئے حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے شفاعت کی ہے، جو قبول فرمائی گئی ہے اس لئے کہ یہ جب بھی حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا نام نامی اور اسم گرامی سنتا تھا ۔ آپ پر درود شریف پڑھتا تھا ۔ ہم نے اس کو پہلی صورت پر کر دیا ہے ۔ جب وہ بیدار ہوا تو اس نے اپنے باپ کو اپنی صورت پر پایا ۔

Marfat.com

سبحان اللہ! درود شریف کی کتنی فضیلت ہے کہ سو خوست ایک موت کے وقت دنیا میں جو عذاب نازل ہوا۔ اللہ تعالےٰ نے اسکو اٹھا لیا اور اس سے یہ بات بھی واضح ہوئی کہ جو کوئی حضور صلے اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھتا ہے۔ اس پر جب کوئی بلا یا مصیبت دنیا میں نازل ہوتی ہے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس کا علم ہوتا ہے اور آپ اس کی دستگیری فرماتے ہیں۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کو اس کا علم ہوتا ہے

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اے عمار! اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ ایسا پیدا کیا ہے جو تمام مخلوق کی آوازوں کو سنتا ہے۔ جب میری رحلت ہوگی تو وہ میری قبر پر قیامت تک کھڑا رہیگا اور جو بھی کوئی میری امت سے درود شریف پڑھے گا وہ فرشتہ اس کا نام اور اس کے باپ کا نام لے کر میرے پاس اس کا درود شریف پہنچاتے گا۔ اللہ تعالےٰ درود شریف پڑھنے والے پر ایک بار درود شریف پڑھنے کے بدلے دس بار درود شریف پڑھے گا۔

درُود شریف کی وجہ سے ایک اعرابی کی عزت افزائی

روض الافکار میں صحابہ کی ایک جماعت سے نقل کیا گیا ہے کہ ہم حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس مسجد میں حاضر تھے کہ ایک اعرابی آیا، اور اس نے کہا السلام علیکم یا اھل العز الشامخ والکرم الباذخ۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کو اپنے سامنے بٹھایا۔ ابوبکر صدیق نے عرض کی: یارسول اللہ! میں نہیں جانتا کہ روئے زمین پر آپ کو مجھ سے زیادہ کوئی محبوب ہو۔ پھر آپ نے اس اعرابی کو اپنے سامنے بیٹھنے کی جگہ عطا فرمائی ہے اس میں مزید کوئی راز ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ جبرئیل علیہ السلام نے مجھ کو بتایا ہے کہ یہ شخص آپ پر ایسا درود شریف پڑھتا ہے جو اس سے پہلے کسی نے نہیں پڑھا۔ ابوبکر صدیق نے عرض کی: حضور وہ درود شریف کیا ہے۔ آپ نے فرمایا وہ یہ ہے:

Marfat.com

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ فِی الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ وَ فِی الْمَلَاءِ الْاَعْلٰی اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ ۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! اسکا ثواب کیا ہے آپ نے فرمایا: ابو بکر ثواب کیا بتاؤں، اگر سمندر اور دریا روشنائی ہو جائیں، اور تمام درخت قلموں کی صورت اختیار کر لیں اور ملائکہ لکھنے والے ہوں تو سیاہی ختم ہو جائے، قلمیں ٹوٹ جائیں مگر اس درود شریف کا ثواب نہ لکھا جاسکے گا۔

درود شریف آپ کی خدمت میں پلک جھپکنے سے پہلے پہنچ جاتا ہے۔

ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: مَامِنْ عَبْدٍ صَلّٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ مَرَّۃً وَّاحِدَۃً اِلَّا بعث اللہ ملکا یبلغ تلک الصلوٰۃ اسرع من طرفۃ عین و یقول ان فلان ابن فلان اقرأک الصلوٰۃ و السلام فیقول بلغہ عنی عشرا و قل لو کانت لک واحدۃ من ھذہ العشرۃ لدخلت الجنۃ معی کالسبابۃ والوسطی ثم یصعد الملک حتی ینتھی الی العرش فیقول اللہ تعالیٰ بلغہ عنی عشرا و قل لہ لو کانت لک واحدۃ من ھذہ العشرۃ لما مستک النار ابدا ثم یقول عظموا صلوٰۃ عبدی علی نبی واجعلوا ھا فی علیین

نہیں کوئی بندہ جو حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایک بار درود شریف پڑھے مگر بھیجتا ہے اللہ تعالےٰ فرشتہ جو پہنچاتا ہے وہ درود شریف بہت جلد آنکھ جھپکنے سے اور کہتا ہے بے شک فلاں ابن فلاں نے آپ پر درود شریف اور سلام پڑھا ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں اس کو میری طرف سے دس بار درود شریف پہنچا دو۔ اور اس کو کہو کہ اگر ان دسوں سے تیرے

Marfat.com

پاس ایک بھی ہوا تو جنت میں داخل ہوگا۔ اور میرے ساتھ جنت میں سبابہ اور وسطیٰ انگلیوں کی مانند ہوگا۔ پھر وہ چڑھتا ہے یہاں تک کہ پہنچتا ہے عرش تک اور کہتا ہے: اے میرے رب! فلاں ابن فلاں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک بار درود شریف پڑھا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اس کو میری طرف سے دس درود شریف پہنچا اور کہہ کہ اگر تیرے پاس ان دس میں سے ایک بھی ہوتا تو تجھے آگ نہیں چھوٹے گی۔ پھر اللہ تعالیٰ فرشتوں کو فرماتا ہے کہ میرے بندے کے درود شریف کی عزت کرو اور اس کو علیین میں رکھو۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ اس کے درود شریف کے ایک ایک حرف سے ایک ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے۔ جسکے تین سو ساٹھ سر اور ہر سر میں اتنے ہی چہرے اور ہر چہرے میں اتنے ہی منہ اور ہر منہ میں اتنی ہی زبانیں ہوتی ہیں۔ وہ فرشتہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح پڑھتا رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کا ثواب اس شخص کے اعمال نامہ میں لکھتا ہے۔ جس شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھا۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جب تم اللہ سے کسی حاجت کا سوال کرو تو پہلے درود شریف پڑھ لیا کرو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات بہت کریم ہے اس سے کہ اس سے دو حاجتیں طلب کی جائیں اور وہ ایک حاجت پوری کرے اور دوسری پوری نہ کرے یعنی جب وہ درود شریف قبول کرے گا تو اس کے ساتھ دعا بھی قبول ہو جائے گی۔

ایک حدیث میں آیا ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا "جس شخص نے مجھ پر درود شریف پڑھا، اور آواز کو بلند کیا اس کے لیے پتھر اور ڈھیلا اور ہر تر اور خشک چیز شہادت دے گی۔ اور فرمایا: اللہ تعالیٰ نے میری قبر پر دو فرشتے مقرر فرمائے ہیں۔ جب کوئی شخص میرا نام سنکر میرے اوپر درود شریف نہ پڑھے تو وہ کہتے ہیں خدا تجھے نہ بخشے۔ اللہ تعالیٰ کے ملائکہ کہتے ہیں، آمین

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

نے فرمایا: "سب سے زیادہ بخیل وہ شخص ہے جس کے سامنے میرا ذکر ہوا اور اس نے میرے اوپر درود شریف نہ پڑھا" آپ نے یہ بھی فرمایا کہ: قیامت کے دن وہ مجلس آدمی پر حسرت و ندامت ہوگی جس میں میرا ذکر ہوا اور درود شریف نہ پڑھا گیا۔ اگرچہ وہ جنت میں چلا بھی جائے لیکن داغ ندامت سے نجات نہیں پائیگا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کیطرف وحی کی گئی: اے موسیٰ! کیا تو چاہتا ہے کہ میں تیری طرف تیرے کلام سے تیری زبان اور تیری روح اور تیرے بدن اور تیری آنکھ کے نور سے بھی زیادہ تیری طرف قریب ہوں — موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی ہاں یا اللہ! — اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

أَكْثِرْ مِن صَلوٰةٍ عَلٰى مُحَمَّدٍ "محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف بہت پڑھا کر"

ایک روایت میں ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے دریا پہ اپنا عصا دس بار مارا مگر وہ نہ پھٹا اور بنی اسرائیل کے لئے راستے نہ بنے۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا: "عصا بھی مار اور میرے محبوب پیغمبر آخر الزمان پر درود شریف بھی پڑھ" حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب درود شریف پڑھا اور عصا مارا تو دریا فوراً پھٹ گیا اور بنی اسرائیل کے لیئے بارہ راستے پیدا ہو گئے۔

جبرئیل نے دس ہزار سال درود شریف پڑھا:

جبرئیل علیہ السلام نے حضور نبی اکرم علیہ السلام کی خدمت میں ذکر کیا: یا رسول اللہ جب اللہ نے مجھ کو پیدا فرمایا تو میں نے دس ہزار سال تک نہ جانا کہ میرا نام کیا ہے اس کے بعد رب تعالیٰ نے مجھ کو پکارا: یا جبرئیل! اس سے مجھے معلوم ہوا کہ میرا نام جبرئیل ہے۔ میں نے کہا: لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ - اللہ نے فرمایا: میری تقدیس پڑھ! میں نے دس ہزار سال اللہ کی تقدیس پڑھی۔ پھر حکم ہوا میری

Marfat.com

تجید پڑھو - میں نے دس ہزار سال اللہ کی تجید پڑھی - پھر حکم ہوا میری حمد کر۔ میں نے
دس ہزار سال تک اللہ کی حمد کی - پھر میرے لیے عرش کی ساق لینے اس کا پایہ
کھولا گیا اس پر میں نے ایک سطر میں لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ
لکھا ہوا دیکھا - میں نے عرض کی : اے میرے رب !

من محمد رسول اللہ

"محمد رسول اللہ کون ہے ؟"

اللہ تعالےٰ نے فرمایا :

لولا محمد ما خلقتك بل لولاه ما خلقت جنة
ولا نارًا ولا شمسا ولا قمرًا یا جبرئیل صل علی
محمد فصلیت علیه عشرة الاف سنة

" اگر محمد صلے اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو میں تجھے پیدا نہ کرتا - بلکہ
نہ میں جنت کو پیدا نہ کرتا اور نہ نار کو اور نہ سورج کو پیدا کرتا
اور نہ چاند کو تو محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) پر درود شریف پڑھ
پھر میں نے آپ پر دس ہزار سال تک درود شریف پڑھا"

الشفا بتعریف حقوق المصطفےٰ میں ہے :

عن زید ابن الحباب سمعت النبی صلی اللہ علیه
وسلم یقول من قال اللّٰھم صل علے محمد وانزله
المنزل المقرب عندك یوم القیامة وجبت له
شفاعتی -

زید بن حباب سے روایت ہے کہ میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے
سنا - آپ فرماتے تھے جس نے کہا : اللّٰھم صل علی محمد الی آخرہ
اس کے لیے میری شفاعت واجب ہو گئی - درود شریف مذکور کا ترجمہ یہ
ہے " اے اللہ ! تو محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر رحمت بھیج اور آپ کو اس

Marfat.com

منزل میں اتار جو تیرے نزدیک قیامت کے دن مقرب ہے۔

عن ابن مسعود اولی الناس بی یوم القیامۃ اکثرھم علی صلوٰۃ

"ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ قیامت کے دن میری طرف سب لوگوں سے زیادہ قریب ہو گا جو مجھ پر زیادہ درود شریف پڑھنے والا ہے"

عامر ابن ربیعہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

"جب تک کوئی شخص میرے اوپر درود شریف پڑھتا رہتا ہے تب تک ملائکہ اس پر درود شریف پڑھتے رہتے ہیں"

اب پڑھنے والے کی مرضی ہے کہ وہ زیادہ پڑھے یا کم یعنے اگر زیادہ پڑھے گا تو فرشتے بھی اس پر زیادہ درود شریف پڑھیں گے اور اگر کم پڑھے گا تو فرشتے بھی کم پڑھیں گے۔

ابی ابن کعب نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں عرض کی یا رسول اللہ! میں آپ پر درود شریف بہت پڑھتا ہوں۔ آپ میرے لیے اس کی کوئی مقدار مقرر فرما دیں کہ اس قدر درود شریف پڑھا کروں۔ آپ نے فرمایا جتنا چاہے پڑھ! ابی ابن کعب نے عرض کی۔ دیگر وظائف کے مقابلے ایک چوتھائی قدر پڑھا کروں۔ آپ نے فرمایا جو تو چاہے کر۔ اگر تو زیادہ پڑھے گا تو تیرے لیے بہتر ہے اس نے عرض کی: ایک تہائی قدر مقرر کر لوں گا۔ آپ نے فرمایا۔ تیری مرضی ہے۔ اگر تو اس سے بھی زیادہ پڑھے گا تو تیرے لئے اچھا ہے۔ ابی ابن کعب نے عرض کی۔ ایک نصف قدر پڑھ لیا کروں گا۔ آپ نے فرمایا۔ تیری اپنی مرضی ہے اگر اس سے بھی تو زیادہ کرے گا تو تیرے لئے نہایت اچھا ہے۔ ابی ابن کعب نے عرض کی: یا رسول اللہ

فَاَجْعَلُ صَلوٰتِی کلھا لک قال اذاً تکفی و یغفر ذنبک

Marfat.com

یا رسول اللہ! میں اپنا وظیفہ آپ پر درود شریف پڑھنا ہی بناؤں گا یعنی میرا کل وظیفہ درود شریف پڑھنا ہی ہوگا۔ آپ نے فرمایا:

"تو وہ تیرے لئے تمام وظائف و اوراد سے کافی ہوگا اور تیرا گناہ بخشا جائے گا۔" (مشکوٰۃ)

جابر ابن عبد اللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس نے اذان سنکر کہا:

اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّامَّۃِ وَالصَّلٰوۃِ الْقَائِمَۃِ اٰتِ مُحَمَّدَنِ الْوَسِیْلَۃَ وَالْفَضِیْلَۃَ وَابْعَثْہُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَانِ الَّذِیْ وَعَدْتَّہٗ۔

اس کے لئے میری شفاعت حلال ہوئی۔ ترجمہ اس دعا کا یہ ہے:

"اے اللہ! اس دعوت تامہ (اذان) اور نماز قائم کے رب (محمد صلے اللہ علیہ وسلم) کو مقام وسیلہ اور فضیلہ عطا کر اور اس کو مقام محمود پر اٹھا جس کا تو نے اس سے وعدہ کیا ہے۔"

اکثر امام اور کئی کتابوں میں بھی یہ دعا جو اذان کے بعد پڑھی جاتی ہے اس سے جتنی کہ حدیث میں منقول ہے زیادہ ہے۔ وہ زیادتی حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے منقول نہیں بلکہ کسی عالم نے زیادتی کی ہے۔ اگرچہ اس زیادتی کے ساتھ دعاء مذکور کا پڑھنا جائز ہے لیکن مستحسن اسی انداز سے پڑھنا ہے جو زبان نبوت سے منقول ہو کر ہم تک پہنچی ہے۔ یہی وجہ ہے میں شروع سے اسی منقول دعا ماثور پر ہی اکتفا کرتا ہوں۔ اور یہی قول ہے۔ میرے دوست حضرت مولٰنا حافظ محمد عبد العزیز صاحب نقشبندی مرتضائی قصوری کا۔ اور اس کی تائید میں میں نے بعض دیگر علماء کے اقوال کو بھی ان کی بعض تصانیف میں پڑھا ہے۔

ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم امحق للذنوب من

Marfat.com

الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم امحق للخطايا من الماء البارد للنار والسلام عليه افضل من عتق الرقاب

نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھنا گناہوں کو زیادہ محو کرنے والا ہے۔ ٹھنڈے پانی سے واسطے آگ کے اور آپ پر سلام پڑھنا غلاموں کو آزاد کرنے سے افضل ہے۔"

یعنے ٹھنڈا پانی اس قدر آگ کو بجھانے میں اثر نہیں رکھتا جس قدر درود شریف گناہوں کی آگ بجھانے میں اثر رکھتا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا — "جس نے میری قبر (روضہ مطہرہ) کے قریب مجھ پر درود شریف پڑھا اس کو میں خود سنتا ہوں اور جس نے دور سے پڑھا وہ میری طرف (بواسطہ ملائکہ) پہنچایا جاتا ہے۔"

ابن مسعود نے فرمایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اللہ کے فرشتے ہیں جو سیر کرتے ہیں زمین میں وہ مجھ کو میری امت کا سلام پہنچا دیتے ہیں۔

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے "تم اپنے نبی پر سلام بہت پڑھو ہر جمعہ میں اسلئے کہ اس کو تم سے لایا جاتا ہے ہر جمعہ میں" یعنی حضور کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے

اور ایک روایت میں ہے کہ تم سے نہیں درود شریف پڑھتا کوئی — مگر اس کا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے جب وہ فارغ ہوتا ہے اس سے۔

حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

حیثما کنتم فصلوا علی فان صلوٰتکم تبلغنی

"تم جہاں کہیں ہو مجھ پر درود شریف پڑھو اس لیے کہ تمہارا درود شریف مجھ کو پہنچ جاتا ہے۔"

بعض بزرگوں اور محدثوں نے ذکر کیا ہے کہ جب کوئی درود شریف پڑھتا ہے تو اس کا نام حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے عرض کیا جاتا ہے۔ قابلِ رشک

Marfat.com

ہے وہ خوش نصیب جس کا نام حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں پیش کیا جائے اور آپ اپنے کان مبارک سے سنیں اور خوش ہوں کہ میرے فلاں امتی نے آپ کو صلوٰۃ و سلام کا تحفہ بھیجا ہے۔

حسن ابن علی رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: تم میرے گھر (روضہ مطہرہ) کو میلہ نہ بناؤ (کہ سال کے بعد تم وہاں آؤ یا لغویات اور بے ہودہ کام وہاں کرو جیسے تم اپنے میلوں ٹھیلوں میں کرتے ہو) اور اپنے گھروں کو قبریں نہ بناؤ (کہ وہاں درود شریف اور نماز نہ پڑھو) اور مجھ پر درود شریف پڑھو جہاں کہیں تم ہو، اس لئے کہ تمہارا درود مجھ کو پہنچتا ہے جہاں کہیں تم ہو۔ بعض روایات میں ہے کہ پہنچایا جاتا ہے اور بعض میں ہے کہ پہنچتا ہے ـــ اپنے ذوق کے مطابق مطلب نکال لیجے۔

سلیمان ابن سحیم سے روایت ہے کہ میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ لوگ آپ کے پاس یعنی روضہ مطہرہ پر حاضر ہوتے ہیں اور آپ کو سلام عرض کرتے ہیں کیا آپ ان کا سلام سمجھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ہاں! میں ان کو سلام کا جواب دیتا ہوں۔

ابن شہاب سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم لیلۃ الزھرا اور یوم ازھر میں یعنے جمعہ کی رات کو اور جمعہ کے دن کو مجھ پر بہت درود شریف پڑھا کرو۔ اس لئے کہ یہ دونوں تمہاری جانب سے مجھ کو پہنچا دیتے ہیں: وان الارض لا تاکل اجسام الانبیاء: "اور بے شک زمین نبیوں کے اجسام کو نہیں کھاتی ـــ اور نہیں کوئی سلام پڑھنے والا مگر اٹھاتا ہے اس کو ایک فرشتہ یہاں تک کہ اس کو لے آتا ہے میرے پاس اور اس کا نام لیتا ہے اور اس کے باپ کا نام لیتا ہے۔ مثلاً وہ کہتا ہے۔

"آپ کے غلام آپ کے امتی غلام رسول گوھر بن مولوی فضل کریم نقشبندی نے آپ پر اتنا اور اتنا درود شریف اور سلام پڑھا ہے۔"

Marfat.com

جذب القلوب الی دیار المحبوب میں شیخ محمد عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ
سے نے حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ کا مندرجہ ذیل ایک عجیب واقعہ لکھا ہے :

شبلی رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ :

ایک دن حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو بکر مجاھد کے پاس گئے۔ ابو بکر مجاھد ان کی تعظیم کے لئے اٹھ کر کھڑے ہوئے اور معانقہ کیا اور ان کی ہر دو آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا۔ اقتسی نے جو اس واقعہ کا راوی ہے اور حضرت ابو بکر مجاہد کا شاگرد ہے کہا۔ حضور آپ نے شبلی کا اتنا ادب واحترام کیا۔ حالانکہ جو کوئی بغداد میں ہے وہ اس کو مجنون اور دیوانہ کہتا ہے۔ ابو بکر مجاھد نے فرمایا :

" میں نے یہ معاملہ ادب واحترام والا خود نہیں کیا، بلکہ وہی کیا جسکو میں نے خواب میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو شبلی کے ساتھ کرتے دیکھا ہے۔ میں نے دیکھا کہ شبلی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوا، اور آپ اس کو دیکھتے ہی کھڑے ہوئے اور اس کو بغل میں لیا اور اس کی آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا۔ میں نے عرض کی ' یا رسول اللہ! آپ نے شبلی پر بڑا کرم فرمایا، آپ نے فرمایا۔ ہاں ' شبلی نماز کے بعد یہ آیت پڑھتا ہے : لقد جاءکم رسولٌ من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمومنین رؤف رحیم۔ اور اس کے بعد میرے اوپر درود شریف پڑھتا ہے"

درود شریف کی برکت سے عذاب قبر سے نجات !

شبلی قدس سرہٗ سے منقول ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ایک مرد ہمارے ہمسایوں سے مرگیا ہے۔ میں نے اس کو خواب میں دیکھا اور اس کو کہا۔ خدا تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا اس نے کہا تو کیا پوچھتا ہے۔

Marfat.com

عجیب ہول اور خوف میرے اوپر گزرے اور منکر نکیر کے سوال کے وقت تو میں بڑا ہی پریشان اور تنگ تھا۔ میں نے دل میں سوچا۔ شاید میں اسلام پر نہیں مرا۔ غیب سے آواز آئی کہ یہ عذاب تیرے اوپر اس لئے مسلط ہوا ہے کہ تو نے دنیا میں اپنی زبان کو بیکار رکھا تھا اس کے بعد عذاب کے فرشتے میری طرف بڑھے کہ مجھے عذاب دیں۔ اس وقت ایک خوب صورت آدمی جس سے خوشبو آتی تھی، آیا۔ اور ان کے اور میرے درمیان حائل ہو گیا اور مجھ کو ایمان کی حجت یاد دلائی۔ یعنی اس نے کہا کہ یہاں فرشتوں کو کہوں کہ میرا خدا اللہ ہے اور میرا نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور میرا دین اسلام ہے۔ جب میں نے یہ کہا تو عذاب کے فرشتے نے مجھے چھوڑ دیا اور چلے گئے۔ اور میری قبر میرے لئے جنت کا باغ بن گئی۔ میں نے اس آدمی کو کہا خدا تیرے اوپر رحم کرنے تو کون ہے؟ اس نے کہا: میں وہ شخص ہوں جس کو اللہ درود شریف کی کثرت سے جو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر پڑھا کرتا تھا پیدا کیا ہے اور مجھ کو حکم ہے کہ میں ہر شدت اور کربیہ میں تیری مدد کروں۔

ایک روایت میں مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرمایا: اے موسیٰ تو چاہتا ہے کہ قیامت کے دن تو پیاس کی شدت اور تنگی سے محفوظ ہو موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی: ہاں اے میرے رب! اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر درود شریف بہت پڑھا کر:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ؛ دو مسلمان جو وقت ملاقات ایک دوسرے سے مصافحہ کریں اور مجھ پر درود شریف پڑھیں ان کے تمام اگلے پچھلے گناہ بخشے جاتے ہیں۔ اس سے پہلے کہ وہ ایک دوسرے سے جدا ہوں۔

درود شریف خضری:

محمد بن عبداللہ قیام سمرقندی سے منقول ہے۔ اس نے کہا کہ میں ایک بار مغارہ کعبہ میں گیا، اور راستہ بھول گیا۔ اچانک میں نے وہاں ایک مرد کو دیکھا

Marfat.com

جو مجھ کو کہہ رہا تھا کہ میرے ساتھ آ۔ میں اس کے ساتھ ہو گیا۔ میں نے گمان کیا ہو سکتا ہے کہ یہ آدمی جس کے ساتھ میں جا رہا ہوں اور وہ میری رہنمائی کر رہا ہے : خضر ہو۔ میں نے اس کو کہا : تیرا نام کیا ہے۔ اس نے کہا۔ خضر بن ایشا ابو العباس اور اس کے ساتھ ایک آدمی اور بھی تھا۔ میں نے کہا اس کا نام کیا ہے۔ اس نے کہا الیاس بن شام۔ میں نے کہا خدا تم دونوں پر رحم فرمائے۔ تم نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہو گا؛ انہوں نے کہا ہاں دیکھا ہے۔ میں نے کہا۔ تم کو اللہ کی عزت اور قدرت کی قسم ہے۔ بتاؤ مجھ کو وہ بات جو تم نے ان سے سنی ہے تاکہ میں اس کو تم سے روایت کروں انہوں نے کہا۔ ہم نے سنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے۔ آپ نے فرمایا جو کوئی کہے صلی اللہ علیٰ محمد۔ پاک کیا جاتا ہے اس کا دل نفاق سے جیسا کہ پاک کیا جاتا ہے کپڑا ساتھ پانی کے اور اسی اسناد کے ساتھ یہ بھی مذکور ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا : جو کوئی کہے صلی اللہ علیٰ محمد۔ تحقیق وہ کھولتا ہے اپنے اوپر ستر دروازے رحمت کے اور یہ بھی آیا ہے کہ جو کوئی بیٹھے کسی مجلس میں اور کہے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم وصلی اللہ علیٰ محمد حق تعالےٰ اس پر ایک فرشتہ مؤکل کرتا ہے جو اس کو غیبت سے روکتا ہے۔ اور مذکور ہے کہ جب صبح سویرے اٹھو تو کہو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم صلی اللہ علیٰ محمد اللہ تمام دن لوگوں کو تمہاری غیبت کرنے سے روکے گا۔

حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت ہو

ایک شخص سرکار دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی : یا رسول اللہ ! میرا باپ بوڑھا اور کمزور ہے اور نابینا ہے اور یہاں سے بہت دور رہتا ہے لیکن اس کے باوجود اس کی خواہش ہے کہ وہ حضور کو دیکھے۔ آپ نے فرمایا : اس کو کہو رات کو سونے کے وقت صلی اللہ علےٰ محمد کہے مجھ کو وہ

Marfat.com

خواب میں دیکھے گا اور اس کو میری طرف سے اس حدیث کو روایت کرنے کی بھی اجازت ہے۔ اس نے یہ درود شریف سونے کے وقت پڑھا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت سے مشرف ہوا۔

اب بھی اگر کوئی باطہارت رات کو سونے کے وقت یقین کامل سے پڑھیگا تو انشاءاللہ وہ بھی حضور کی زیارت سے مشرف ہوگا۔ لیکن یقین کامل شرط ہے۔ حدیث میں درود شریف مذکور پڑھنے کی تعداد مذکور نہیں چونکہ اس شخص کو آپ نے فرمایا تھا، اس لئے اس کے لئے تو ایک بار ہی پڑھنا کافی ہوگیا ہوگا۔ اس پر ہم اپنے آپ کو قیاس نہیں کرسکتے۔ اس کا عہد بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عہد مبارک کے ساتھ متحد تھا اور آپ کے عہد اور زمانہ کی خیر و برکت کا احصا اور احاطہ نہیں کیا جاسکتا۔ اب اگر کوئی اس مقصد کے لئے وہی درود شریف جو اوپر مذکور ہوا رات کو اتنی بار پڑھے کہ پڑھتا پڑھتا سو جائے اور کم ازکم یہ عمل متواتر ایک ہفتہ تک کرے تو کامیابی کی امید ہے۔

درُود شریف کے بعض فوائد

درود شریف کی کثرت اور اس کے ساتھ شغف اور دلی لگاؤ رکھنے سے جو فوائد صوری و معنوی دنیوی و اخروی پڑھنے والے کو حاصل ہوتے ہیں۔ حسب ذیل ہیں:

۱۔ جس دن درود شریف پڑھا۔ اس دن تمام امور میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کے حامی و مددگار ہوتے ہیں اور اس کے گناہوں کی مغفرت ہوتی ہے۔ اور اس کی حاجتیں پوری ہوتی ہیں اور اس کے کئی گناہوں کا کفارہ ہوتا ہے اور ایک قول کے مطابق جو نمازیں فوت ہوگئی ہیں اور نہ وہ پڑھی گئیں اور نہ ان کی قضا دی گئی ان کی طرف سے درود شریف کافی ہوجاتا ہے اور درود شریف صدقہ کے قائم مقام بلکہ ایک قول کے مطابق اس سے بھی افضل ہے۔

Marfat.com

درود شریف ہے حسینی کرب و بلا اور غم و اندوہ کو دور کرتا اور بیماریوں سے شفا بخشتا ہے۔ اگر کسی پر جھوٹی تہمت لگی ہو تو درود شریف اس سے خلاصی دلاتا ہے۔ اعداء اور دشمنوں کے مقابلہ میں مدد کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کی محبت کے حصول کا باعث ہے۔ عمل اور مال میں برکت اور اس کے بڑھنے کا سبب ہے۔ تمام امور میں برکت حاصل ہوتی ہے اور دل کو اطمینان اور سکون نصیب ہوتا ہے۔ اس کے پڑھنے سے قیامت کے دن اس کے ہول سے نجات ملے گی مرنے کے وقت سکرات موت میں آسانی اور تخفیف ہوگی۔

درود شریف دنیا کی خطرناک جگہوں سے بچاتا اور رزق کی تنگی کو دور کرتا ہے۔ جس مجلس میں درود شریف پڑھا جائے اللہ تعالیٰ اس کو پاک کرتا ہے اور اس میں بیٹھنے والوں کو اللہ تعالیٰ کی رحمت ڈھانک لیتی ہے اور قیامت کے دن جب پل صراط پر گزر ہوگا تو درود شریف کی برکت سے گزرنے والے کے آگے روشنی بہت ہوگی۔ جس سے اس پر گزرنا بہت آسان ہوگا۔ قیامت کے دن درود شریف پڑھنے والے سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مصافحہ فرمائیں گے اور خواب میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کا شرف حاصل ہوگا۔

درود شریف کے فوائد سے یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ تین دن تک ملائکہ کو اس کے اعمال نامہ میں گناہ لکھنے سے روک دیتا ہے اور قیامت کے دن اس کو عرش کے سایہ میں جگہ ملے گی اور اس کے ترازو میں اعمال بھاری ہوں گے اور پیاس سے امن میں ہوگا۔ جنت میں اس کی ازدواج لیئے بیویاں بہت ہوں گی۔ دنیا اور آخرت کی مصلحتوں میں اس کو رشد و ہدایت حاصل ہوگی۔ (جذب القلوب)

درود شریف شیخ کامل کا کام دیتا ہے۔

بعض مشائخ سے منقول ہے کہ جب شیخ کامل اور مکمل نہ ملے جو تزکیہ باطن اور حصول قرب حق میں اس کی تربیت اور رہنمائی کرے تو درود شریف کی

Marfat.com

پابندی اور اس کی کثرت شیخ کامل اور مکمل کے قائم مقام ہو کر نہایت اچھے اخلاق نبویہ اور اشرف اخلاق محمدیہ کے ساتھ اس کی تربیت کرے گا اور کمال کی بلند تر چوٹی اور بلند محل تک جو اللہ تعالیٰ کے قرب کا نشان ہے پہنچائے گا۔

(جذب القلوب)

درود شریف پڑھنے کے مواقع

۱- شفا میں ہے کہ ایک آدمی نے نماز میں دعا مانگی اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود شریف نہ پڑھا۔ آپ نے فرمایا اس نے جلدی کی پھر آپ نے اس کو بلایا اور فرمایا۔ جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو چاہیئے کہ وہ اللہ کی حمد و ثنا سے شروع کرے پھر نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھے پھر دعا کرے جو چاہے۔

دیگر حدیثوں میں آیا ہے کہ دعا زمین و آسمان کے درمیان معلق یا محجوب ہے جب تک درود شریف نہ پڑھا جائے۔ ایک حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ درود شریف دعا کے اول اور وسط اور آخر میں پڑھا جائے ایک حدیث میں آیا ہے جو دعا دو درودوں کے درمیان ہو ، رد نہیں کی جاتی یعنی وہ ضرور اور یقیناً قبول ہوتی ہے۔

۲- جب حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام نامی اور اسم گرامی لے یا سنے تو آپ پر درود شریف پڑھے۔ آپ نے فرمایا، اس آدمی کی ناک خاک آلود ہو جس کے پاس میرا ذکر ہو اور اس نے مجھ پر درود شریف نہ پڑھا

۳- جمعہ کے دن بہت درود شریف پڑھیں۔ اسکی احادیث میں بڑی فضیلت آئی ہے جیسا کہ اس سے پہلے ذکر ہوا۔

۴- جب مسجد میں داخل ہو تو درود شریف پڑھے اور اس کے بعد یہ کہے :- اللھم اغفرلی ذنوبی وافتح لی ابواب رحمتك ، اور جب نکلے تو درود شریف پڑھے اور دعا میں رحمتك کی بجائے فضلك کہے۔

Marfat.com

۵- جب گھروں میں جاؤ تو گھر والوں کو سلام کہو اور اگر وہاں کوئی نہ ہو تو کہو :
السلام علی النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ السلام علینا
وعلی عباد اللہ الصالحین السلام علی اہل البیت و
رحمۃ اللہ برکاتہٗ -
ابن عمر نے فرمایا : کہ گھروں سے مراد مسجدیں ہیں - نخعی نے کہا - اگر مسجد
میں کوئی نہ ہو تو کہے :
السلام علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اور اگر گھر میں کوئی نہ ہو تو کہے :
السلام علینا وعلی عباد الصالحین -

۶- جنائز پر درود شریف پڑھیں - یعنی جب میت کی نماز جنازہ پڑھیں تو اس میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھیں

۷- درود شریف کے مواطن اور جگہوں سے یہ بھی ہے کہ کوئی خط یا چھٹی لکھنے اور اس کے ختم کرنے کے وقت درود شریف پڑھیں - حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا - جس نے مجھ پر کتاب میں درود شریف لکھ کر پڑھا جب تک وہ تحریر موجود رہے گی تب تک ملائکہ اس پر اس کے لئے بخشش مانگتے رہیں گے -

۸- اذان کے وقت درود شریف پڑھنا چاہیئے - یعنی اذان سنکر پہلے درود شریف پڑھیں اور پھر دعا وسیلہ مانگیں -

حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کے لئے :

نشر الطیب صـ۲۳۶ : شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب ترغیب اہل السعادت میں لکھا ہے کہ شب جمعہ میں دو رکعت نماز نفل پڑھے اور ہر رکعت میں گیارہ بار آیۃ الکرسی اور گیارہ بار قل ہو اللہ اور

Marfat.com

بعد سلام سو بار یہ درود شریف پڑھے۔ انشاءاللہ تین جمعہ گزرنے پائیں گے کہ زیارت نصیب ہوگی۔ وہ درود شریف یہ ہے :

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَ اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ وَسَلِّمْ۔

دیگر: شیخ موصوف نے لکھا ہے کہ جو شخص دو رکعت نماز پڑھے ہر رکعت میں بعد الحمد کے ۲۵ بار قل ھو اللہ اور بعد سلام کے یہ درود شریف ہزار مرتبہ پڑھے، دولت زیارت نصیب ہو وہ یہ ہے

صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ ؕ

دیگر: نیز شیخ موصوف نے لکھا ہے کہ سوتے وقت ستر بار اس درود شریف کو پڑھنے سے دولت زیارت نصیب ہو۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ بَحْرِ اَنْوَارِکَ مَعْدِنِ اَسْرَارِکَ ولِسَانِ حُجَّتِکَ وعُرُوسِ مَمْلَکَتِکَ وامامِ حضرتِکَ وطرازِ مُلْکِکَ وخزائنِ رَحْمَتِکَ و طَرِیْقِ شَرِیْعَتِکَ المتلذذ بتوحیدکَ انسانِ عینِ الوجودِ والسببِ فی کلِ موجودٍ عینِ اعیانِ خلقِکَ المتقدمِ من نورِ ضیائِکَ صلوٰۃً تدوم بدوامِکَ وتبقی ببقائِکَ لا منتھٰی لھا دون علمِکَ صلوٰۃً ترضیکَ وترضیہ وترضٰی بھا عنا یاربَّ العٰلمین ؎

Marfat.com

سلام بحضورِ خیر الانام

(ادیب سیمابی ملتان)

خاتم مرسلاں تم پہ لاکھوں سلام
نازشِ دو جہاں تم پہ لاکھوں سلام
دونوں عالم کی جاں تم پہ لاکھوں سلام
قبلۂ مرشیاں تم پہ لاکھوں سلام
کعبۂ انس و جاں، تم پہ لاکھوں سلام
کل کے روح رواں تم پہ لاکھوں سلام
راحتِ عاشقاں، تم پہ لاکھوں سلام
رحمتِ جاوداں، تم پہ لاکھوں سلام
شافعِ عاصیاں، تم پہ لاکھوں سلام
حامیٔ بے کساں، تم پہ لاکھوں سلام
حق تمھارا بیاں تم پہ لاکھوں سلام!
تم خدا کی زباں تم پہ لاکھوں سلام!

Marfat.com

حافظ مظہر الدین

(کالم نویس "نشان راہ کوہستان - راولپنڈی)

ان کی صورت ان کی سیرت پر سلام!
مصطفیٰ جانِ محبت پر سلام

جلوۂ حق نورِ وحدت پر سلام! — شاہکارِ دستِ قدرت پر سلام
آمنہ کے لال پر لاکھوں درود — خاتمِ دورِ رسالت پر سلام
سیدہ کے باپ پر بے حد درود — ان کی رافت ان کی رحمت پر سلام
معصیت کاروں کے والی پر درود — شافعِ روزِ قیامت پر سلام
جن کا دردِ ہجر بھی ہے کیف زا — ان سے ملنے والی لذت پر سلام
جن سے حق کی ذات پہچانی گئی — ان کی محبوبانہ عظمت پر سلام
فخر ہے جن کا معیشت ہر دو کون — ان کی غربت انکی عسرت پر سلام
جلوۂ زیبائے اول پر درود! — آخری برہان و حجت پر سلام
ان کے یاروں پر درودِ بے حساب — ان کی آل اور ان کی عترت پر سلام
جس میں خواجہ نے چرائیں بکریاں — اس جبل اس دشت رحمت پر سلام
واصلانِ بابِ عالی پر درود! — مقبلانِ بزمِ حضرت پر سلام
جن کا سینہ عشق سے معمور ہے — ان محبانِ رسالت پر سلام

الغرض جن کو بھی نسبت ان سے ہے
ہو اسی اندازِ نسبت پر سلام

Marfat.com

زبدۃ العارفین قدوۃ السالکین حضرت مولانا معین الملت پیر سید حیدر حسین شاہ صاحب دامت برکاتہم نے مندرجہ ذیل سلام مؤرخہ ۲۱ جنوری ۱۹۷۶ء بروز پیر مدینۃ المنورہ سے اپنے ایک مکتوب میں بھیجا۔ تبرکاً ہم اس کو ذیل میں درج کرتے ہیں :-

بھیجتی ہے حضور پر چاند کی چاندنی سلام!
پڑھتی ہے کہکشاں دُرود تاروں کی دلکشی سلام

شمس و قمر بھی صبح و شام کہتے ہیں یا نبی سلام
دربارِ رسولِ پاک میں پڑھتا ہے حیدرؔ بھی سلام

Marfat.com

رسالتِ عامہ

آپ کے فضائل سے یہ بھی ہے کہ آپ حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر قیامت کے قائم ہونے تک تمام ادوار زمانہ میں تمام لوگوں کی طرف رسول ہیں۔ آپ کی رسالت عام ہے بخلاف انبیاء سابقین کے کہ وہ ایک محدود زمانہ کے لئے ایک خاص قوم کیطرف مبعوث ہوتے رہے۔ تمام سابقہ پیغمبروں کے حق میں اللہ تعالےٰ نے ان کی بعثت کو ان کی قوم کے ساتھ مخصوص فرمایا مثلاً نوح علیہ السلام کے حق میں فرمایا:

لقد ارسلنا نوحًا الی قومہ۔ "بے شک بھیجا ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف۔"

اس کے بعد فرمایا:

ثم انشانا من بعدھم قرنا اٰخرین ٥ فارسلنا فیھم رسولاً منھم ان اعبدوا اللّٰہ مالکم من الٰہ غیرہ افلا تتقون ٥

"نوح کی قوم کے غرق طوفان ہونے کے بعد ہم نے کئی اور قومیں عالم دنیا میں پیدا کیں پھر ہم نے انہیں سے ان میں رسول بھیجے کہ تم اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارے لئے کوئی معبود نہیں کیا تم اس کے عذاب سے ڈرتے نہیں ہو۔"

ثم ارسلنا موسٰی واخاہ ھارون باٰیاتنا وسلطانٍ مبین ٥ الٰی فرعون وملائہٖ فاستکبروا وکانوا قومًا عالین ٥

Marfat.com

"پھر ہم نے موسیٰ اور اس کے بھائی ہارون کو اپنی آیات اور روشن دلیل
کے ساتھ فرعون اور اس کے درباریوں کی طرف بھیجا۔ پس انہوں نے
تکبر کیا اور وہ سرکش قوم تھی"

اس آیت میں بھی موسیٰ اور ہارون کی بعثت کو فرعون اور اس کے درباریوں کے ساتھ مختص کیا گیا۔ ان کی اپنی قوم بنی اسرائیل کا ذکر آیۃ میں اس لئے نہیں فرمایا کہ ان کی طرف آپ کی بعثت بالکل ظاہر تھی۔ جب قرآن میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت و رسالت کا ذکر فرمایا تو ایسے الفاظ سے فرمایا جو تمام بنی آدم کو عام ہیں۔ مثلاً فرمایا:

وما ارسلنٰک الا رحمۃ للعالمین۔ "اے محبوب ہم نے آپ کو
نہیں بھیجا مگر تمام جہانوں کی رحمت"

عالمین کا لفظ جن و انس اور ملائکہ بلکہ کل اجرام علوی اور سفلی کو شامل ہے۔ اس لئے کہ عالمین کا واحد عالم ہے اور عالم ہر ماسوی اللہ کو کہتے ہیں۔ اس سے ثابت ہوا کہ اللہ کے ماسوا جو کچھ بھی کائنات سے ہے، آپ سب کے لئے رحمت یعنی رسول ہو کر آئے ہیں اور سب پر آپ کی اطاعت اور تعظیم واجب ہے اور آپ کا اعجاز تصرف اور قبضہ سب پر مسلط ہے۔ نیز فرمایا:

وما ارسلنٰک الا کافۃ للناس۔ ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر
سب لوگوں کی طرف"

آپ نے فرمایا: انی بعثت الی احمر واسود۔ میں سب کی طرف خواہ کالا ہو یا گورا۔ مبعوث ہوا ہوں"

نسیم الریاض صـ۲۴۲ ج (۱) میں ہے کہ سبکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتاب التعظیم والمنۃ میں آیۃ کریمہ لتومنن بہ ولتنصرنہ کے معنی کو بیان کرتے ہوئے لکھا ہے:

فی ھٰذہ الآیۃ من التنویہ صلی اللہ علیہ وسلم وتعظیم قدرہ

Marfat.com

العلیٰ مالا یخفیٰ وفیہا مع ذالک انہ علی تقدیر مجیئہ صلی اللہ علیہ وسلم فی زمانہم یکون مرسلاً الیہم فتکون نبوتہٗ ورسالتہ عامۃ لجمیع الخلق من ادم علیہ السلام الی یوم القیامۃ وتکون الانبیاء وامہم کلہم من امتہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ویکون قولہٗ بعثت الی الناس کافۃ لا یختص بالناس من زمانہ الی یوم القیامۃ بل یتناول من قبلہم ایضاً

اس آیۂ کریمہ میں سرکار دوعالم صلے اللہ علیہ وسلم کی جو عزت وعظمت اور قدر و منزلت کی رفعت بیان کی گئی ہے وہ پوشیدہ نہیں اور اس میں اس کے ساتھ یہ بھی ہے کہ حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سب رسولوں کا اور ان کی امت کا پیغمبر ہونا اس تقدیر پر ہے کہ آپ ان کے زمانہ میں تشریف لاتے۔ تو ان سب کی طرف رسول ہوتے۔ یعنی آپ کی نبوت اور رسالت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تمام اولاد کی طرف ہے۔ قیامت کے دن تک تمام انبیا اور ان کی امتیں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی امت ہیں اور آپ کا قول وبعثت الی الناس کافۃ آپ کے زمانہ کے لوگوں کے ساتھ قیامت کے دن تک خاص نہیں، بلکہ شامل ہے۔ ان لوگوں کو بھی جو آپ سے پہلے ہیں اس سے آگے اسی کتاب میں لکھا ہے جس کا ترجمہ یہ ہے۔

"اس توضیح کے بعد حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قول کنت نبیا وادم بین الروح والجسد کا معنیٰ بھی واضح ہو گیا۔ اس وقت میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم نبوت کی صفت کے ساتھ ذکر کرنے سے ثابت ہوا کہ امر نبوت آپ کے لئے متحقق اور ثابت ہے۔ ابتداء آفرینش سے لے کر اس کے انتہا تک یہی وجہ ہے کہ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو ساق عرش پر بوصف رسالت لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا دیکھا تھا۔ اگر آپ اس وقت رسول نہ ہوتے جیسے

Marfat.com

کہ بعض کا گمان ہے تو ساق عرش پر محمد رسول اللہ نہ لکھا ہوتا۔

انبیاء سابقین سے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت کا عہد لیا گیا

عالم ارواح میں رب العالمین نے بنی آدم سے دو عہد لیے: ایک عہد اپنی ربوبیت کا: الست بربکم قالوا بلی کے خطاب سے یہ عہد تمام بنی آدم کو عام اور شامل ہے۔ اس سے کوئی مستثنےٰ نہیں۔ حضور نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب رب تعالیٰ نے فرمایا: "کیا میں تمہارا رب نہیں ؟" تو سب سے پہلے میں نے بلیٰ کہا۔ (کیوں نہیں) کہا اور پھر میرے بعد تمام بنی آدم نے کہا۔ دوسرا عہد حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے لیا گیا ہے اور وہ حضور پرنور صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت عامہ کا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے:

واذ اخذ اللہ میثاق النبین لما اتیتکم من کتاب وحکمۃ ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن بہ ولتنصرنہ قال ءاقررتم واخذتم علی ذلکم اصری قالوا اقررنا قال فاشھدوا وانا معکم من الشاھدین○

"اور جب اللہ نے عہد لیا نبیوں سے کہ دی میں نے تم کو کتاب اور حکمت پھر آئے تمہارے پاس رسول (محمد) جو تصدیق کرے گا اس چیز کی جو تمہارے پاس ہے البتہ تم ضرور اس پر ایمان لاؤ اور اس کی مدد کرو فرمایا اللہ نے کیا تم میرے اس عہد پر اقرار کرتے ہو انہوں نے کہا ہم نے اقرار کیا اللہ تعالیٰ نے فرمایا پس تم گواہ رہو میں تمہارے ساتھ گواہوں سے ہوں"

اس سے ثابت ہوا کہ جملہ انبیاء حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لائے اور آپ کی مدد کا وعدہ فرمایا۔ آپ پر ایمان لانا دلیل ہے اس بات کی کہ جس

Marfat.com

وقت انبیاء سے عہد لیا جا رہا تھا۔ آپ اس وقت بوصف نبوت موجود تھے یا آپ پر ایمان لانے کا عہد اس تقدیر اور فرض پر ہے کہ اگر آپ ان کے زمانہ میں آتے تو ان پر فرض ہوتا کہ ایمان لائیں۔ اسی طرح ان کی امتوں کے لئے بھی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

لو کان موسیٰ حیاً لا تبعنی۔ اگر موسیٰ زندہ ہوتا تو وہ میری اتباع کرتا۔" آخر زمانہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نزول فرمائیں گے تو وہ آپ کی شریعت پر ہی عمل کریں گے اور قرآن پاک کی تلاوت کریں گے۔ حالانکہ اپنے منصب نبوت پر قائم ہوں گے۔ نسیم الریاض میں ہے:

فاذا عرفت ذالک فالنبی صلی اللہ علیہ وسلم ھو نبی الانبیاء ولقد اظھر ذالک فی الآخرۃ بکون جمیع الانبیاء علیھم الصلوٰۃ تحت لوائہ وفی الدنیا کذالک لیلۃ الاسراء اذ صلی بھم ولو اتفق مجیئہ صلی اللہ علیہ وسلم فی زمن آدم وغیرہ وجب علیھم وعلیٰ اممھم الایمان بہ ونصرتہ۔

"جب تو نے یہ جانا تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم ہی نبیوں کے نبی ہیں اور بے شک یہ حقیقت واضح ہو گی آخرت میں جبکہ تمام انبیاء علیہم السلام آپ کے جھنڈے کے نیچے ہوں گے اور دنیا میں بھی اسی طرح اس کا ظہور ہوا۔ معراج کی رات میں جبکہ آپ نے تمام نبیوں کو نماز پڑھائی اور اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا آدم اور اس کے غیر کے زمانہ میں تشریف لانے کا اتفاق ہوتا تو سب نبیوں اور ان کی امتوں پر ایمان لانا واجب ہوتا۔"

آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک تمام انبیاء نے آخر زمانہ میں آپ کے ظہور کی اپنی امتوں کو بشارت دی اور فرمایا:

Marfat.com

"اگر تم میں سے کوئی پیغمبر آخر الزماں کے زمانہ کو پائے تو اس پر ایمان لانا اور اس کی مدد کرنا ۔۔۔"

حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کا خون اور بول پاک تھا:

شفا میں ہے کہ مالک ابن سنان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یوم احد میں آپ کا خون مبارک پیا اور چوسا۔ شرب مالک بن سنان دمہ یوم احد و مقہ ایاہ۔

ملا علی قاری نے شرح شفا میں لکھا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔

من مس دمہ دمی لم یخالطہ ذنب۔ ایک روایت میں لن تصیبہ النار۔ جس کا خون میرے خون سے مس ہوا اس میں گناہ کی آمیزش نہ ہوگی۔ یا اس کو ہرگز آگ نہیں پہنچے گی۔

ایک روایت میں ہے:

"جو کوئی اس شخص کو دیکھنا چاہتا ہے جس کے خون سے میرا خون ملا ہے وہ مالک ابن سنان کو دیکھے۔"

ایسے ہی ایک بار عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی آپ کا خون نوش جان فرمایا تھا۔ اس کو بزار اور حاکم اور بیہقی اور بغوی اور طبرانی اور دارقطنی نے مختلف طرق سے کہ اس کا بعض کو قوی کرتا ہے روایت کیا۔

نسیم الریاض ص $\frac{۳۹}{ج ۱}$ میں لکھا ہے ۔۔۔ ان کے علاوہ بھی اور چار مردوں کو حضور نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا خون مبارک پینے کا موقع ملا ہے۔ ان کے اسمار گرامی یہ ہیں: (۱) ابو طیبہ جس کا نام دینار یا نافع ہے (۲) سالم ابن ابی الجعم اور علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ اور سفینہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم)

ملا علی قاری نے شفا کی شرح میں لکھا ہے کہ جب عبداللہ ابن زبیر نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خون کو جو آپ نے اپنے ایک مرض کے سبب سے

Marfat.com

ایک پیالہ میں نکلوایا تھا، پیا تو پوچھا: "تو نے اس کا کیا مزا پایا؟" اس نے عرض کی اس کا مزا شہد کا تھا اور اس کی خوشبو کستوری کی تھی۔

شفاء میں ہے جب عبداللہ ابن زبیر نے آپ کے جسم کا خون نوش کیا۔ تو آپ نے اس پر انکار نہ فرمایا: ولم ینکر علیہ: نسیم الریاض میں اس کی شرح یوں کی ہے: آپ کے خون کی طہارت کی بنیاد آپ کے اس پر انکار نہ کرنے پر ہے اگر خون پاک نہ ہوتا تو آپ ضرور اس پر جب اس نے نوش کیا تھا انکار کرتے، بلکہ آپ نے تو ابن سنان کو گناہوں سے پاک رہنے اور دوزخ سے نجات پانے کی بشارت دی اور عبداللہ ابن زبیر کو قوت و شجاعت کی بشارت دی فرمایا: ویل لك ترے لئے شجاعت اور قوت ہے۔

فتورد بہ غایۃ قوۃ البدن والقلب وتکسبہ نہایت الشہامۃ والشجاعۃ فلا یتقا دیمن ھودونہ بعد صدق العدل وقلۃ ناصرہ (نسیم الریاض ص ۳۹/۲)

"پس داخل ہوئی اس کے ساتھ بدن اور قلب میں بہت قوت اور حاصل ہوئی اس کو بہت ہمت کی بلندی اور بہادری پس وہ اپنے سے کمتر کا جبکہ عدل کمزور اور اس کے مددگار کم ہوں گے مطیع نہیں ہوگا"

وقد روی نحوہ من ھذا عنہ فی امراۃ شربت بولہ فقال لھا لن تشتکی وجع بطنك ابداً ولم یامر واحداً منھم بغسل فمہ ولا نھاہ عن عودۃ (شفا)

اس طرح کی ایک روایت حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ایک عورت کے آپ کا بول پینے کی روایت کی گئی ہے۔ آپ نے اس کو فرمایا: تیرا پیٹ کبھی درد کی شکایت نہیں کرے گا اور آپ نے ان پینے والوں کو کسی کو منہ دھونے کا حکم نہیں دیا اور نہ آئندہ ایسا کرنے سے آپ نے روکا۔ معلوم ہوا کہ آپ کا خون اور بول پاک ہے۔ ایسا ہی مدارج النبوت و دیگر کتب سیر و تواریخ میں مذکور و مسطور ہے

Marfat.com

حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کا صدقہ قبول ہوئی

عصیٰ ادم ربہ فغوی: "آدم نے اپنے رب کی نافرمانی کی پس وہ بہک گیا۔"

جب آدم علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ان کے مقام برتر کے اعتبار سے جو نہ ہونا چاہیئے تھا وہ ہوا۔ جس کو اللہ نے آدم کا گناہ فرمایا۔ تو بہشت سے نکال کر زمین کی پستیوں پر اتارا۔ آدم کو کہیں، اور حوا کو کہیں۔ ہر دونوں کے مابین جدائی ہو گئی۔ دونوں اپنی غلطی پر تین سو سال تک ندامت و خجالت کے آنسو بہاتے رہے۔ مگر اللہ تعالیٰ کا دریائے رحمت جوش میں نہ آیا۔ اور آب مغفرت سے ان کو گناہ سے پاک نہ کیا۔ ایک دن یکایک زبان آدم پر یہ کلمہ جاری ہوا:

اللّٰھم اغفر لادم بحق محمد، "اے اللہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا صدقہ آدم کو بخش۔"

فتلقیٰ ادم ربہ کلمات: "آدم نے اپنے رب سے کلمات کی تلقی کی۔"

بعض مفسرین نے کہا کہ کلمات سے مراد یہ آیت ہے۔

رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَ اِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَ تَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ٥ "اے ہمارے رب ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا، اور اگر تو ہمیں نہ بخشے اور ہم پر رحم نہ فرمائے تو یقیناً ہم ٹوٹا پانے والوں میں سے ہوں گے۔"

اور بعض نے فرمایا: ان کلمات سے مراد آدم کا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام پاک کے وسیلہ سے مغفرت کی دعا کرنا ہے ؎

اگر نام محمد را نیاوردے شفیع آدم
نہ آدم یافتے توبہ نہ نوح از غرق نجینا

Marfat.com

نرالیوب از بلاراحت ز یوسف حشمت و شوکت
نہ عیسیٰ آں مسیحا دم نہ موسیٰ آں ید بیضا (جامی)

جب آدم نے سرکار دو عالم کا نام پاک لے کر بارگاہ خداوندی میں التجا کی اور گناہ کی معافی اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے آدم تو نے محمد کا نام اور اس کی شان کیسے معلوم کی۔ آدم عرض کی: اے میرے مولا! میں نے عرش کے پاؤں پر لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا دیکھا تو مجھے یقین ہوا کہ جس ذات کا نام تیرے نام کے ساتھ لکھا ہے اس کی شان اور قدر و منزلت اس درجہ کی ہے کہ اگر اس کا وسیلہ پکڑوں تو میری مغفرت ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "اے آدم! تو نے ٹھیک سمجھا۔ میرے اس محبوب کے نام کا صدقہ تو اپنی تمام تاقیامت ہونے والی اولاد کی بخشش چاہتا تو مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم ہے۔ میں تیری ساری اولاد کو بخش دیتا اگر محمد مصطفیٰ نہ ہوتے تو میں تم کو بھی پیدا نہ کرتا" روایت کیا اس کو بیہقی نے اپنے دلائل میں عبدالرحمان بن زید بن اسلم کی روایت سے، اس واقعہ کو نشر الطیب میں بھی اس کے مصنف نے نقل کیا ہے۔

حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کو کھانے کی حاجت نہ تھی:

روح البیان ص ۵۶ ج ۲ میں ہے:

انما اکل نبینا علیہ السلام فی للظاہر لاجل امتہ الضعیفۃ والا فلا احتیاج لہ الی الاکل والشرب وما روی من انہ کان یشد الحجر علی بطنہ فھو لیس من الجوع بل من کمال لطافتہ لئلا یصعد الی الملکوت بل یبقی فی عالم الملک ویحصل لہ الاستقرار فی عالم الارشاد

ہمارے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی ضعیف امت کی تسکین کے لئے اور تشریع کیلئے کھانا کھایا ہے ورنہ آپ اس کے محتاج نہ تھے اور یہ جو روایت

Marfat.com

یا ہے کہ آپ اپنے پیٹ پر پتھر باندھتے تھے وہ بھوک کے سبب سے نہیں
اس لئے باندھتے تھے کہ آپ اپنی کمالِ لطافت و نزاکت سے عالمِ ملکوت
ت صعود و عروج نہ کریں اور اس جہان میں اپنی امت کی تعلیم اور رہنمائی کے
باقی رہیں اور عالمِ ارشاد میں آپ کو قرار حاصل ہو۔ اس روایت کو آپ کے
وصال کی متعدد روایات سے بھی تائید و تقویت حاصل ہوئی ہے۔

صومِ وصال

صوم وصال کا مطلب پے در پے کئی دنوں کے اس طرح روزے رکھنا
رات کو بھی افطار نہ کیا جائے۔ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کبھی نو دن یا
دن ایسے روزے رکھتے تھے۔ آپ کو دیکھ کر بعض اصحاب نے بھی جذبہ
کے نشہ سے سرشار ہو کر ایسا روزہ رکھا مگر ان سے پورا نہ ہوا۔ جب ان
روزے کا دوسرا دن ہوا تو ان پر غشی طاری ہوئی۔ آپ نے پوچھا تو عرض کیا
یا رسول اللہ انہوں نے آپ کو دیکھ کر صوم وصال رکھا ہے۔ آپ نے فرمایا
کُمْ مِثْلِیْ یا ایک روایت کے مطابق آپ نے فرمایا:

لَسْتُ کَھَیْئَتِکُمْ : "تم میں سے (مقام و مرتبہ) کے لحاظ سے
میرے جیسا کون ہے ؟ یا میں تمہاری ہیئت اور صورت پر نہیں"
انا ابیت عند ربی ھو یطعمنی و یسقین، "میں اپنے رب کے
پاس رات گزارتا ہوں وہ مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے۔"

محققین اور اصحاب سیر و تفسیر نے وضاحت کی ہے کہ مراد اس سے یا
کو حقیقت کھلانا پلانا ہے جو آپ کی عزت و کرامت سے مستبعد نہیں۔
اس سے یہ ہے کہ آپ کو وہ قوت دی جاتی تھی جس سے آپ کو بھوک
اس کا احساس نہیں ہوتا تھا یا آپ کو احساس تو ہوتا تھا مگر آپ اس کو
رب تعالیٰ برداشت کر سکتے تھے۔

Marfat.com

شریعت اور حقیقت دونوں کا علم دیا گیا تھا :

آپ کے خواص سے ہے کہ آپ کو شریعت اور حقیقت دونوں کا علم دیا گیا ہے۔ سابقہ انبیا کو صرف شریعت کا تھا، حقیقت کا علم نہیں تھا جیسا کہ یہ بات حضرت موسیٰ علیہ السلام اور خضر علیہ السلام کے قصہ سے جو قرآن مجید میں مذکور ہے واضح ہوتی ہے اگر موسیٰ علیہ السلام کو شریعت کے ساتھ حقیقت کا بھی علم ہوتا تو خضر کے پاس نہ جاتے۔

تفسیر ابن حبان میں ہے کہ خضر بھی نبی تھا مگر اس پر علوم شریعت کی وحی نہیں ہوتی تھی۔ اس کو صرف حقائق مخفیہ اور امور تکوینیہ کی تدابیر سے دھیان آگاہ کیا جاتا تھا۔

حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو شیریں اور ٹھنڈا پانی محبوب تھا

عن عائشۃ قالت کان احب الشراب الی الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الحلو البارد (رواہ الترمذی مشکوٰۃ ص۳۷۰)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پینے والی اشیاء سے ٹھنڈی اور میٹھی چیز مرغوب تھی۔

حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی آستینیں گٹوں تک ہوتی تھیں

اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں :

کان کم قمیص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی الرسغ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قمیص کی آستینیں گٹوں تک ہوتی تھیں

بعض نام نہاد صوفی جو بڑی بڑی آستینیں رکھتے ہیں خلاف سنت ہیں اور اس

Marfat.com

ہیں کپڑے کا اسراف اور ضیاع بھی ہے۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ قمیص حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا محبوب لباس تھا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ قمیص کو دائیں جانب سے زیب تن فرمایا کرتے تھے۔ ویسے بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہر کام دائیں جانب سے شروع کرنا بہت محبوب تھا۔

حضور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گھوڑے

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو عورتوں کے بعد گھوڑوں سے بڑی محبت تھی۔ اس لئے کہ یہ جہاد میں کام آتے ہیں۔ آپ کے لیئے سات گھوڑے تھے، ان کے نام یہ ہیں:

(۱) السکب (۲) المرتجز (۳) اللحیف (۴) اللزاز
(۵) الورد (۶) الظرف (۷) السبحۃ

منقول ہے کہ گھوڑے کی تخلیق آدم علیہ السلام سے پہلے ہوئی ہے۔ اس لئے کہ تمام چارپایوں کو جمعرات میں پیدا کیا گیا ہے اور آدم علیہ السلام کو جمعہ کے دن عصر کی نماز کے بعد پیدا کیا گیا ہے۔ گھوڑا دو طرح کا ہے، عتیق اور ھجین عتیق وہ ہے جس کا باپ بھی عربی اور ماں بھی عربی ہو۔ ھجین وہ ہے جس کا باپ عربی اور ماں عجمی ہو۔ سب سے پہلے اس پر حضرت اسماعیل علیہ السلام نے سواری کی ہے۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی سواری سے قبل یہ وحشی چارپایوں میں شمار ہوتا تھا۔ اسی لئے عرب اس کو عراب بھی کہتے ہیں جسکے معنی جنگلی کے ہیں۔

Marfat.com

سیرت نبوی کی اہم ترین تاریخیں

سیرت نبوی کے اہم ترین واقعات ولادت، وفات، ہجرت وغیرہ کی انگریزی تاریخوں کی مطابقت مستشرقین نے ہجری تاریخوں سے اپنی تحریروں میں درج کی ہیں۔ لیکن اس میں اکثر کی صحت عرصہ سے مشتبہ معلوم ہوتی ہے۔ اب ہماری قوم وملت کے مایۂ ناز ڈاکٹر محمد حمید اللہ حیدرآبادی ثم فرنساوی نے برسوں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کی تقدیم شمسی و قمری، مکی اور تقویم قمری مدنی کا مطالعہ کرکے اپنی جدید ترین تحقیق شائع کی ہے۔ یہ کام محنت شاقہ کا تھا۔ برسہابرس کے دنوں کا شمار کرنا اور انہیں ضربیں دے کر جوڑنا ہر ایک کا کام نہیں ہوسکتا۔ بہرحال اللہ تعالیٰ نے اس ہمت عالی کی توفیق دی اور انہوں نے کراچی انگریزی سہ ماہی جرنل آف پاکستان ہسٹاریکل سوسائٹی بابت اکتوبر ۱۹۶۸ء میں اپنی تحقیق کے نتائج شائع کردیئے ہیں۔ مسلمانوں کی واقفیت اور معلومات کے لئے وہ درج ذیل ہے:

واقعہ	تاریخ ہجری یا روایتی	تاریخ انگریزی حسب بیان مستشرقین	تاریخ انگریزی حسب تحقیق ڈاکٹر حمید اللہ
ولادت مبارک	۱۲ ربیع الاول دوشنبہ	۵۶۹ یا ۵۷۰ یا ۵۷۱	۱۷ جون ۵۶۹ء
آغاز نزول وحی	۱۷ رمضان ۱۳ قبل ہجرت		۲۳ دسمبر ۶۰۹ء
آغاز سن ہجری	یکم محرم ۱ھ	۱۵/۱۶ جولائی ۶۲۲ء جمعرات / جمعہ	۲۱ مارچ ۶۲۲ء اتوار
ہجرت نبوی	۱۲ ربیع الاول ۱ھ دوشنبہ	۲۴ ستمبر ۶۲۲ء جمعہ	۳۱ مئی ۶۲۲ء دوشنبہ
غزوۂ بدر	۱۷ رمضان ۲ھ دوشنبہ	۱۳ مارچ ۶۲۴ء	۸ نومبر ۶۲۳ء دوشنبہ
غزوۂ خندق	ختم شوال ۵ھ سنیچر	۲۳ مارچ ۶۲۷ء	۲۴ جنوری ۶۲۷ء سنیچر
حجۃ الوداع	۹ ذی الحجہ ۱۰ھ	۱۷ مارچ ۶۳۲ء	۶ مارچ ۶۳۲ء جمعہ
وفات شریفہ	۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ دوشنبہ	۲۸ مئی ۶۳۲ء	۲۵ مئی ۶۳۲ء دوشنبہ

Marfat.com

شبِ معراج حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے رب کو دیکھنا

لوگوں نے حضرت ابوذر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے پوچھا کہ حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رب تعالیٰ کو بچشم سر دیکھنے میں تمہارا کیا قول ہے۔ حضرت ابوذر نے فرمایا کہ میں نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے بالکل یہی سوال کیا تھا۔ آپ نے فرمایا۔ رب تعالیٰ نور ہے، میں اس کو کس طرح دیکھ سکتا ہوں۔

ف۔ اس لئے کہ کمالِ نور اور شدتِ ظہور آنکھوں کو خیرہ کرنے والا، اور ادراک سے مانع ہے۔

اس روایت سے ثابت ہوا کہ آں حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے شبِ اسریٰ میں اپنی آنکھوں سے رب تعالیٰ کو نہیں دیکھا۔ اصل روایت کے الفاظ یوں ہیں: کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے فرمایا، نُوْرٌ اَنّیٰ اَرَاہُ ۔ "وہ نور ہے میں اس کو کیسے دیکھ سکتا ہوں۔ ایک روایت میں ہے: نورانی اراہ، وہ نورانی ہے "میں اس کو دیکھتا ہوں"۔ ایک روایت میں ہے کہ جب آپ سے پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا، رَاَیْتُ نُوْرًا "میں نے نور دیکھا"۔

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الشفا میں فرمایا:

ولیس یمکن الاحتجاج بواحد منھا علےٰ صحۃ الرؤیتہ

"ان روایات میں سے کسی روایت سے بھی رؤیتہ کی صحت پر دلیل پکڑنا صحیح نہیں ہے"۔

اگر روایت نورًا کی روایت درست سمجھی جائے تو اس کا مفہوم یہ ہوگا کہ آپ نے بتایا کہ میں نے اللہ کو نہیں دیکھا، اس کے نور کو دیکھا ہے، اور نور اللہ کے حجابات میں سے ایک حجاب ہے جو مانع عن الرؤیت ہے۔

بعض علماء نے شبِ معراج میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے اپنے رب کو اپنے سر کی آنکھ سے دیکھنا جائز مانا ہے اور اس کے وقوع کے قائل ہیں۔

Marfat.com

اور ابوذر کی روایت اَنّی اراہ میں اَنّی کو ہمزہ کے کسرہ سے اِنّی پڑھا ہے اس جہت سے اس کے معنی ہوں گے : بے شک میں نے اس کو دیکھا ہے اصل میں یہ مسئلہ متکلمین اور علماء اہل سنت کے مابین مختلف فیہ ہے۔ بعض نے کہا کہ آپ نے رب کو دیکھا اور بعض نے کہا نہیں دیکھا۔ اور ہر دو فریق اپنے مدعا کے خلاف احادیث و روایات کی تاویلات کرتے ہیں۔ مثلاً مانعین ان روایات کی جن سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ نے دیکھا، تاویل کرتے ہیں : اس سے مرادِ دل دیکھنا ہے ۔ . . . . اس میں کوئی اختلاف نہیں۔ ایسے ہی جن بزرگوں کے نزدیک دیکھنا ثابت ہے، وہ ان روایات جن سے عدم رؤیت ثابت ہوتی ہے تاویل کرتے ہیں۔

بہر حال یہ مسئلہ اختلافی ہے۔ دلائل ہر دو فریق کے پاس ہیں اور ہر دو فریق کو حضور علیہ السلام کے صحابہ اور اکابر تابعین اور اعاظم علماء اہل سنت اور ائمہ مجتہدین کی تائید و نصرت حاصل ہے۔ اس لئے اگر کوئی کہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رب تعالیٰ کو نہیں دیکھا، تو اس کو کافر کہنے سے زبان کو روکنا واجب ہے۔ یہ بات اس لئے کہی ہے کہ آج ہمارے زمانہ میں جو بھی کسی جماعت کے نظریات کے خلاف کہے اگرچہ وہ مختلف فیہ ہی کیوں نہ ہو، فوراً کافر کہہ دیتے ہیں۔ اور یہ نہیں سوچتے کہ اس کو بھی صحابہ اور ائمہ دین کی تائید حاصل ہے اگر اس کو کافر کہیں گے تو یہ کفر صحابہ کرام تک بھی پہنچ سکتا ہے۔

اب میں بتاؤں گا کہ جن کا عقیدہ یہ ہے کہ حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے رب کو سر کی آنکھوں سے نہیں دیکھا، ان میں سرِ فہرست ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ ان سے مسروق نے پوچھا تھا،

یا ام المومنین هل رأی محمد ربہ : "اے ام المومنین کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے رب کو دیکھا "

تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا : قفّ شعری : تو

Marfat.com

جو کہا۔ اس سے میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے"

آگے فرمایا، تین چیزیں ہیں جو کوئی ان کو روایت کرے وہ جھوٹا ہے۔ ان میں سے ایک یہ کہ ـــــ جو کوئی بیان کرے تیرے پاس کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنے رب کو دیکھا فقد کذب "بے شک وہ جھوٹا ہے" اس کے بعد اپنے اس عقیدہ کی تائید میں قرآن پاک کی آیت لا تدرکہ الابصار تلاوت کی۔ یہی عقیدہ ابن مسعود اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ تعالیٰ عنہما کا ہے۔ اور جو اس بات کے قائل ہیں کہ آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم نے رب تعالیٰ کو دیکھا ہے۔ ان میں حضرت ابن عباس سر فہرست ہیں۔ ان سے روایت ہے۔ انہٗ راٰی بعینہٖ : بے شک شان یہ ہے کہ حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالےٰ کو اپنی آنکھ سے دیکھا۔

ابن اسحاق سے مروی ہے کہ ابن عمر نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ایک آدمی کو یہ پوچھنے کے لئے بھیجا کہ حضور نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے۔ تو انہوں نے فرمایا: نعم یعنی ہاں دیکھا ہے۔ اور فرمایا: اللہ تعالیٰ نے کلام کو موسےٰ کے لئے اور خلّت کو ابراہیم کے لیے اور رویت کو محمد مصطفیٰ کے لئے خاص کیا۔ اور قرآن پاک سے یہ دلیل دی کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

ما کذب الفؤاد ما راٰی افتمارونہٗ علیٰ ما یریٰ ولقد راٰی نزلۃ اخریٰ

ترجمہ: جو کچھ انہوں نے دیکھا، ان کے دل نے اس کو جھوٹ نہ جانا کیا جو کچھ وہ دیکھتے ہیں تم اس میں ان سے جھگڑتے ہو اور انہوں نے اس کو اور بار بھی دیکھا۔

ماوردی نے کہا۔ اللہ تعالیٰ نے رویت اور کلام کو موسےٰ اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے درمیان تقسیم کیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ کو دو بار دیکھا جیسے موسیٰ علیہ السلام نے اس سے دو بار کلام کیا۔

Marfat.com

ایک مجلس میں ابن کعب اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم اکٹھے تھے۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا۔ ہم بنی ہاشم قائل ہیں کہ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کو دو بار دیکھا۔ کعب نے یہ بات سنکر تکبیر کہی یعنے باآواز بلند اللہ اکبر کہا۔ یہاں تک کہ پہاڑوں سے بازگشت سنی گئی اور قسم کھاکر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے کلام اور رویت کو موسیٰ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مابین تقسیم کیا۔ پس کلام کیا موسیٰ نے۔ اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا۔

عبد الرزاق سے منقول ہے کہ حسن نے اللہ کی قسم کھاکر کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا۔ یہ بات ایک سانس میں اتنی بار کہی کہ ان کا سانس منقطع ہو گیا۔

حضور پُرنور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
تمام انبیاء و رسل سے زیادہ حسین اور خوش آواز تھے

حدیث میں ہے:

ما بعث اللہ نبیا الا حسن الوجہ حسن الصوت و کان نبیکم احسنھم وجھا و احسنھم صوتا۔ (مشکوٰۃ)

"نہیں بھیجا اللہ تعالیٰ نے کوئی نبی مگر حسین چہرے والا اور خوش آواز اور ہے تمہارا نبی تمام نبیوں سے زیادہ حسین چہرے والا اور زیادہ خوش آواز"۔

وھذا یدل علی انہ صلی اللہ علیہ وسلم کان اجمل من یوسف و احسن صوتا من داؤد علیھما الصلوٰۃ والسلام و کانت قرأتہ صلی اللہ علیہ وسلم فی بیتہ

Marfat.com

لیلاً تسمع عند الکعبۃ و فیما بعد من منازل المدینۃ

* اور یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام سے زیادہ حسین وجمیل اور خوب صورت اور داؤد علیہ السلام سے زیادہ خوش آواز تھے اور رات کو آپ اپنے گھر میں قرآن کی تلاوت فرماتے، اور آپ کی قرأت کی آواز کعبہ شریف کے قریب سنی جاتی تھی اور اس کے بعد مدینہ کی منزلوں اور مکانوں سے آپ کی آواز سنی جاتی تھی۔ (نسیم الریاض صفحہ ۱۵۰/۲)

کھانا تناول کرنے میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی سُنّت:

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کسی اونچی چیز پر مثل میز اور کرسی وغیرہ کے کھانا رکھ کر نہیں کھایا۔

عن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ قال ما اکل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی اخوان

* انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اخوان پر کھانا تناول نہیں فرمایا۔"

اخوان کے معنی (اونچی چیز جس پر کھانا رکھ کر کھائیں) خواہ وہ چوکی ہو یا چھوٹی یا بڑی میز۔ میز پر کھانا کھانا آپ نے اس لئے پسند نہیں فرمایا کہ یہ عادت متکبروں کی ہے۔ آج ہمارے زمانہ میں اکثر لوگوں نے میز پر کھانا رکھ کر کھانا اپنی تہذیب اور رسم بنالی ہے۔ ان کو یہ حدیث پڑھ کر اس غلط راہ اور متکبروں اور کافروں کی رسم وتہذیب سے سچے دل سے توبہ کرنی چاہیئے۔

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خوش کرنے کا صرف یہی ایک طریقہ ہے کہ ہر امر میں خواہ وہ دین کا ہو یا دنیا کا آپ کی سنت پر عمل کریں۔ حدیثوں میں سنت پر عمل کرنے کی بڑی تاکید آئی ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ جو کوئی میری سنت

Marfat.com

کو جب کہ وہ مردہ ہو جائے ، زندہ کرے اس کے اعمال نامہ میں
ایک سو شہید کا ثواب لکھا جائے گا۔

آیۃ کریمہ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ
ویغفر لکم ذنوبکم واللہ غفور رحیم ــــ میں
اور آیۃ ما آتاکم الرسول فخذوہ وما نہاکم عنہ
فانتھوا میں

اللہ تعالےٰ نے آپ کی سنت پر عمل کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ ترجمہ آیات مذکورہ
کا یہ ہے :

"اے نبی فرما دیں اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میری پیروی کرو
اللہ تمہیں اپنا محبوب بنا لے گا ، اور تمہارے گناہ بخش دے گا
اللہ بڑی بخشش کرنے والا بڑا مہربان ہے "
" اور جو چیز اللہ کا رسول تمہیں دے تم فوراً اس کو لے لو اور جس
چیز سے وہ تم کو روکے تم فوراً اس چیز سے رک جاؤ "

حضور علیہ السلام نے تارکین سنت سے نفرت و بیزاری کا اظہار فرمایا ہے
فمن رغب عن سنتی فلیس منی : جس نے میری سنت
سے انحراف کیا ، پس وہ مجھ سے نہیں ۔ (یعنی میرے ساتھ اس
کا کوئی تعلق اور واسطہ نہیں)

نسب شریف :

حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن
ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب
بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن
نزار بن معد بن عدنان ۔

Marfat.com

یہاں تک تمام اصحاب سیر اور مؤرخین کا اتفاق ہے۔ اس سے آگے حضرت آدم علیہ السلام تک آپ کے نسبی آباؤ اجداد میں اختلاف ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عموماً اصحاب سیرت حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نسب پاک عدنان تک ہی لکھتے ہیں۔

نزولِ وحی کے بعد مکہ میں :

نزولِ وحی کے بعد آپ نے مکہ مکرمہ میں جہاں آپ کی ولادت شریف ہوئی تیرہ سال قیام فرمایا۔ پھر آپ نے بحکم رب تعالےٰ یہاں سے ہجرت فرمائی اور سرزمین مدینہ شریف کو اپنی اقامت وسکونت کے انعام سے نوازا۔ یہاں آپ نے دس برس قیام فرمایا اور پھر ۶۳ برس کی عمر شریف میں اپنے رب سے جا ملے۔ آپ کی ولادت اور وفات کا مہینہ اور تاریخ اور دن ایک ہی ہے۔ یعنی ۱۲ ربیع الاول بروز پیر (سوموار)

آپ کی ازواج کی تعداد

آپ نے وصال کے بعد اپنے پیچھے نو بیبیاں چھوڑیں۔ نکاح آپ نے چودہ عورتوں سے کیا تھا۔ سب سے اول آپ نے سیدہ خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح کیا۔ اس وقت آپ کی عمر شریف ۲۵ برس اور سیدہ خدیجہ کی ۴۰ برس تھی۔ جب تک سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا زندہ رہیں۔ آپ نے کسی عورت سے نکاح نہیں کیا۔ جب ان کی وفات ہوگئی تو آپ نے سودہ بنت زمعہ سے نکاح کیا۔ پھر حضرت عائشہ بنت ابی بکر سے ۔ ان تینوں سے مکہ مکرمہ میں نکاح ہوا۔

مدینہ منورہ میں ہجرت کے بعد آپ نے حفصہ بنت عمر اور ام سلمہ بنت ابی امیہ اور ام حبیبہ بنت ابی سفیان سے نکاح کیا۔ یہ چھ بیبیاں خاندانِ قریش سے تھیں۔ اور جویریہ بنی مصطلق کے قبیلہ سے اور صفیہ بنت حیی ابن اخطب

Marfat.com

اور زینب بنت جحش جو زید ابن حارث کی بیوی تھیں۔ ان کو ام المساکین بھی
کہتے۔ اس لئے کہ بہت سخی تھیں اور سب بیویوں سے پہلے انہی کی وفات ہو
اور میمونہ بنت حرث اسلمیہ سے اور زینب بنت خزیمہ سے نکاح فرمایا۔
ان کے علاوہ آپ نے ایک اور عورت جو بنی ہلال سے تھیں اور جنہوں نے اپنا
حضور علیہ السلام والصلوٰۃ کو ہبہ کیا تھا، اس کو بھی ازواج مطہرات میں داخ
فرمایا، اور ایک عورت بنی کندہ سے تھی جس سے آپ نے نکاح فرمایا۔ مگر بعد
آپ نے اس کو طلاق دے دی تھی۔ اس لئے کہ اس نے حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰ
والسلام سے پناہ مانگی تھی۔ اور ایک عورت بنی کلب سے تھیں، ان سے بھی نکا
فرمایا:

یہ ہیں وہ چودہ عورتیں جن سے آپ نے عقد نکاح فرمایا۔ آپ نے ان میں
صرف ایک ہی کو طلاق دی اور یہ اتفاق بھی شاید اس لئے ہوا کہ طلاق کے بار
میں آپ کی امت کے لئے آپ کی سنت قائم ہو۔ جس طرح نکاح کے بار
میں آپ کی سنت قائم ہے۔

آپ کی اولاد:

سید المرسلین شفیع المذنبین حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
تین صاحبزادے اور چار صاحبزادیاں تھیں۔ سب سے اول حضرت قاسم پید
ہوئے۔ ان کی نسبت سے آپ نے اپنی کنیت ابو القاسم رکھی۔ ان کے بعد آپ
کی صاحبزادی زینب پھر آپ کے صاحبزادے عبداللہ جن کو طاہر بھی کہتے ہیں
پیدا ہوئے۔

پھر آپ کی صاحبزادی ام کلثوم اور پھر فاطمۃ الزہرا پھر رقیہ (رضی اللہ تعالیٰ ع
پیدا ہوئیں۔ ان سب کی ولادت حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن سے
مکہ مکرمہ میں ہوئی۔

Marfat.com

مدینہ منورہ میں آپ کے صاحبزادے ابراہیم آپ کی لونڈی سیدہ ماریہ قبطیہ
کے شکم پاک سے پیدا ہوئے۔ آپ کے تمام صاحبزادے چھوٹی عمر میں فوت ہو گئے۔
بیٹیاں زندہ رہیں۔ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح حضرت علی رضی اللہ
تعالیٰ عنہ سے اور حضرت سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کا حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ
عنہ سے ہوا۔ اور جب ان کا وصال ہوا تو ام کلثوم سے نکاح ہوا، اسی لئے حضرت
عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ذی النورین کہا جاتا ہے اور حضرت زینب کا نکاح ابو
العاص سے کیا۔ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہی ہیں جو حضور علیہ الصلوٰۃ
والسلام کے وصال کے بعد دنیا سے رخصت ہوئیں۔ باقی آپ کی تمام اولاد نے آپ
کے سامنے وصال فرمایا۔

حضرت فاطمۃ الزہرا نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال کے چھ ماہ بعد
وفات پائی۔ حضور نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت عائشہ سے نکاح
کیا تھا، اس وقت ان کی عمر چھ برس تھی، اور جب وہ رخصت ہو کر حضور علیہ الصلوٰۃ
والسلام کے کاشانۂ نبوت میں آئیں اس وقت ان کی عمر نو سال تھی۔

تمام ازواج مطہرات سے صرف حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ ہی کنواری تھیں
جن سے آپ نے نکاح فرمایا۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک حج اور چار عمرے کئے۔ آپ کی ہجرت سے
چھ سال بعد خیبر اور آٹھ سال بعد مکہ مکرمہ فتح ہوا۔

اُمّتی اُمّتی :

اس کے معنی ہیں میری امت، میری امت۔ آدمی اپنی نسبت سے اسی چیز کا ذکر
کرتا ہے جس سے اس کو بہت محبت ہو۔ مثلاً میرا بیٹا۔ میرا باپ۔ میرا محبوب،
میرا دوست۔ میرا بندہ — یہ تمام مضاف الیہ کی محبت اور اس کے مضاف کی طرف
نسبت قریب ہونے کے عنوان ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے زندگی میں بارہا

Marfat.com

اپنی امت کو "میری امت، میری امت" کہا ہے۔ جس سے آپ کی اس انتہائی محبت کا اظہار ہوتا ہے جو آپ کو اپنی امت سے تھی۔ کیوں نہ ہو جبکہ آپ تمام امت کے لئے بمنزلہ باپ کے ہیں بلکہ اس سے بھی کئی درجے زیادہ۔ دلیل اسکی آپ کی یہ حدیث ہے:

لا یؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ والناس اجمعین (مشکوٰۃ)

"تم میں سے کوئی (کامل) ایمان دار نہیں ہوگا۔ یہاں تک کہ میں اس کی طرف زیادہ محبوب نہ ہوں اس کے باپ اور اس کی اولاد اور تمام لوگوں سے"

آپ کا ہر ایمان دار کیطرف باپ سے بھی زیادہ محبوب ہونا، اور آپ کا ہر ایک کے باپ پر مقدم ہونا ثابت کرتا ہے کہ آپ اپنی امت پر باپ سے بھی زیادہ مہربان اور شفیق ہیں

النبی اولی بالمومنین من انفسھم وازواجہ امھتھم

نبی یعنے محمد صلے اللہ علیہ وسلم زیادہ قریب یا زیادہ ولی ہیں، ایمان داروں کے، ان کے اپنے نفسوں سے اور آپ کی بیبیاں جملہ ایمان داروں کی مائیں ہیں"

حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حکم ہر ایک پر نافذ اور واجب التعمیل ہے اگر آپ کسی کو پکاریں تو اس کے لئے واجب ہے کہ فوراً اجابت کرے اور لبیك یارسول اللہ کہتے ہوتے حاضر خدمت ہوا۔ اگرچہ نماز میں ہی کیوں نہ ہو۔ چنانچہ ایک بار کا ذکر ہے کہ سعید ابن معلی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نماز میں تھے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کو بلایا۔ جبکہ آپ مسجد کی ایک جانب تشریف فرما تھے۔ سعید ابن معلی بوجہ نماز میں مصروف ہونے کے اسی وقت حاضر نہ ہوئے۔ نماز سے فارغ ہونے تک توقف کیا۔ آپ نے فرمایا: سعید میں نے تم کو بلایا تھا۔ تم نے جواب کیوں نہ دیا عرض کی: حضور اس وقت میں نماز میں تھا۔ آپ نے فرمایا: کیا تو نے نہیں سنا کہ

Marfat.com

رب تعالیٰ نے فرمایا ہے:

استجیبوا للّٰہ وللرسول اذا دعاکم لما یحییکم:

"تم اللہ کی اور رسول کی اجابت کرو جبکہ وہ تم کو بلائے اس لئے کہ وہ تم کو روحانی زندگی بخشتا ہے۔"

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول ہے۔ ایسے وقت میں نمازی پر واجب ہے کہ نماز چھوڑ کر حضور کی خدمت میں عاجلانہ حاضر ہو۔ آپ کا ارشاد مسموع کر کے پھر نماز پڑھے — امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حاضر ہونے والے کی نماز فاسد نہیں ہوگی۔ خدمت رسول سے فارغ ہو کر نماز پر بنا کرے اور ختم کرے۔ باپ کا حق نافذ نہیں: اس لئے آپ کا حق امت پر بر قرابت کے حق سے زیادہ ہے اور اس جہت سے جو محبت اور رافت و شفقت آپ کو امت سے ہے وہ ماں باپ کی محبت و شفقت سے بدرجہا زائد ہے۔

نسیم الریاض صہ ۱۰۳ / ج ۱ میں ابن عربی سے یہ روایت نقل کی گئی ہے کہ حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

اذا مت لا ازال انادی فی قبری امتی امتی حتی ینفخ فی الصور فلنتین الا ذان لما تدرکہ الروح المتمکنۃ فی قلبہ وراسہ من ذالک النداء فلذا استحبت الصلوٰۃ علیہ اذا طنت الاذن اذا لشیء من نعمہ کما فی العطاس

جب میں دنیا سے انتقال کروں گا تو اپنی قبر میں امتی امتی پکارتا رہوں گا۔ یہاں تک کہ صور پھونکا جائے۔ پس کان کی بھنبھناہٹ جبکہ اس کو وہ روح پاتی ہے جو اس کے دل اور سر میں متمکن ہے۔ اس ندا سے ہے۔ اسی واسطے آپ پر درود شریف پڑھنا اس وقت مستحب ہے جب کانوں میں جھنجھناہٹ یعنی "ٹن ٹن" کی آواز سنے۔ تاکہ آپ کے حق سے جو مسلمان پر واجب ہے کچھ نہ کچھ ادا ہو جائے جیسے کہ چھینک

Marfat.com

آنے کے وقت بھی درود شریف پڑھنا مستحب ہے۔

حضور کی زندگی اور موت ہمارے لئے بہتر ہے:

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

حیاتی و موتی خیر لکم: "میرا مرنا بھی تمہارے لئے بہتر ہے اور میرا جینا بھی"

جینا تو اس لئے بہتر ہے کہ آپ نے اپنی زندگی میں ہمیں ہدایت دی اور آپ ہمارے لئے جب تک آپ ہم میں اپنی ظاہری حیات سے جلوہ فگن رہے ہم عذاب سے مامون و محفوظ رہے، اس لئے کہ آپ کا وجود باجود تمام جہانوں کے لئے باعث امان اور سلامتی اور موجب صد رحمت ہے ۔۔۔ اور آپ کی موت اس لئے بہتر ہے کہ آپ پر ہر پیر کو ساری امت کے اعمال (سیئات و حسنات) پیش ہوتے ہیں۔ حسنات سے آپ خوش ہوتے ہیں اور سیئات کے لئے آپ مغفرت مانگتے ہیں

خلق عظیم:

انک لعلیٰ خلق عظیم: "اے محبوب! بیشک آپ خلق عظیم پر ہیں"

جس چیز کو رب تعالیٰ نے عظیم فرمایا بشری قوائے مدرکہ سے بعید تر ہے کہ وہ اس کی نہایت و غایت کو پائے۔ نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خلق رفعت و بلندی عظمت کے اس مینار پر ہے کہ انسانی فکر کا طائر وہاں تک رسائی کرنے سے محض عاجز و قاصر ہے۔ اس لئے کہ اس کو رب تعالیٰ نے عظیم فرمایا

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے،

کان اوسع الناس صدرا و اصدق الناس بھجۃ و الینھم

عربکۃ واکرمھم عشرۃ (شفا صـ۷۹ مطبوعہ مصر)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سب لوگوں سے فراخ سینے والے یعنی آپ بلند حوصلہ اور بردبار ہیں۔ لوگوں کی طرف سے آپ کو جو اذیتیں اور تکلیفیں پہنچی آپ ان کو برداشت کرتے اور کسی سے انتقام نہ لیتے اور نہ کسی کے لئے بد دعا کرتے اور سب لوگوں سے سچی زبان والے ہیں"

یعنے آپ جو فرماتے وہ سچ اور واقع کے مطابق ہوتا۔ یہاں تک کہ آپ ظرافت کے مقام میں بھی جو بات منہ سے نکالتے، عین حقیقت ہوتی اور جو باتیں آپ نے مغیبات سے اور دار آخرت سے فرمائی ہیں، ان کے صدق میں کوئی شبہ نہیں۔ آپ وہی بولتے ہیں جسکی آپ کو وحی ہوتی ہے اور سب لوگوں سے زیادہ نرم طبیعت والے ہیں۔

آپ اپنی ذات کے لئے غصے میں نہیں آتے ہا اور جو کوئی آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا بے تکلف حاضر ہوتا۔ اور آپ کی خدمت میں جو گزارشات ہوتیں، ان کو اگر مصالح شرعیہ کے خلاف نہ ہوں قبول فرماتے۔ کوئی سائل اور فریادی آپ کے دربار عالی سے مایوس و نامراد نہ جاتا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا گیا۔ آپ کا خلق کیا ہے آپ نے پوچھنے والے کو فرمایا۔ کیا تو نے قرآن نہیں پڑھا۔ اس نے عرض کی پڑھا ہے آپ نے فرمایا: قرآن ہی تو آپ کا خلق ہے۔ یعنی آپ کا عمل قرآن کریم کے مطابق ہے۔ جس چیز کو قرآن نے پسند کیا۔ اس کو آپ نے پسند کیا۔ جس کو قرآن نے پسند نہ کیا اس کو آپ نے بھی پسند نہ فرمایا۔

خلق عظیم جس پر سرکار دوعالم صلے اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے ہیں۔ اس کی کئی انواع ہیں۔ ان میں سے ایک نوع حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی **تواضع** ہے تواضع کے معنی عدم تکبر کے ہیں۔ اس لئے کہ وہ حق سے چشم پوشی کرے اور اپنے غیر کو حقیر

Marfat.com

اور کمزور جانتے اور غیر پر اپنی برتری اور بڑائی جتلانے لگے ہیں۔ یہ خصلت دین اسلام میں بہت بری سمجھی گئی ہے۔ اس کے مقابلے میں جو صفت یا خصلت ہے اس کو تواضع کہتے ہیں۔ یعنی عجز و نیاز، فروتنی اور انکساری اور اپنے تمام احوال و اعمال میں عبدیت کا اظہار کرنا۔ یعنے اس طرح زندگی گزارنا جس سے یہ واضح ہو کہ وہ بندہ ہے۔ خدا نہیں۔ تکبر خدا ہی کی شان کے لائق ہے۔ جو سب کا خالق و مالک ہے اور تمام عیوب و نقائص سے مبرہ و منزہ ہے۔ اللہ کے ماسوئی کسی کے لئے تکبر لائق نہیں۔ اگرچہ اللہ کے نزدیک وہ کتنا ہی عظیم المرتبت ہو۔ یہی وجہ ہے کہ انبیا و رسل نے تکبر سے بھاگتے ہوئے اور تواضع اختیار کرتے ہوئے اپنے آپ کو اپنی دعاؤں اور التجاؤں میں جو انھوں نے رب تعالیٰ کی بارگاہ میں کیں عاصی و خطاکار اور ظالم کہا ہے۔ ورنہ حقیقت میں نہ وہ عاصی و خطاکار ہیں اور نہ ظالم۔ کیونکہ وہ تمام معاصی اور خطیات سے معصوم ہیں۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تواضع سے ہے کہ آپ نے بادشاہ نبی بننا پسند نہیں فرمایا۔ بندہ نبی بننا پسند فرمایا۔ حالانکہ ان دونوں میں سے کسی ایک کا اختیار دیا گیا تھا۔ جب آپ نے بندہ نبی ہونے کی خواہش کی تو رب تعالیٰ نے آپ کو دونوں شانیں عطا فرمادی اس لئے کہ حدیث میں آیا ہے۔ جس نے اللہ کے لئے اپنے آپ کو پست کیا۔ اللہ تعالےٰ نے اس کو بلند کیا۔ اللہ تعالےٰ نے اس لئے کہ آپ نے عبدیت اور تواضع پسند کی۔ آپ کو تمام بنی آدم کا سردار بنادیا۔ دنیا میں بھی اور قیامت میں بھی، اور آپ کو کئی مقامات پر آپ کی سیادت اور محبوبیت کے اعتبار سے شرف اولیت سے سرفراز فرمایا مثلاً:

سب سے اول آپ کی قبر مبارک شق ہوگی اور باہر تشریف لائیں گے اور مقام شفاعت میں کھڑے ہوکر گنہگاران امت بلکہ تمام بنی آدم کی شفاعت کی ابتدا آپ ہی سے ہوگی۔ نار میں داخل ہونے سے قبل تمام بنی آدم کے لئے حساب و کتاب شروع ہونے کی شفاعت جملہ بنی آدم کو عام ہے اور نار کے خلود یا

Marfat.com

اس کے دخول سے بچانے اور نجات دلانے کی شفاعت صرف اہلِ ایمان کے لئے ہے کفار کے لئے نہیں۔ ان کے لئے ابدی عذاب ہو چکا ہے۔

آپ کی تواضع سے ہے کہ ابی امامہ نے بیان فرمایا کہ ہم ایک جگہ حاضر تھے کہ اچانک سرکار دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم ایک عصا کے سہارے ہمارے پاس تشریف لائے۔ ہم آپ کو دیکھتے ہی فوراً تعظیماً کھڑے ہو گئے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ازراہِ تواضع جو آپ کی جبلت میں رکھی گئی تھی اس کو پسند نہ فرمایا اور فرمایا:

لا تقوموا کما تقوم الاعاجم یعظم بعضھم بعضًا

"تم عجمیوں کی طرح مت کھڑے ہو۔ ان کا بعض بعض کی اس طرح تعظیم کرتا ہے۔"

یہ نہی تنزیہی ہے حرمت کی نہیں۔ آپ نے اپنے لئے فطرتاً اصحاب کے کھڑے ہونے کو اگرچہ تعظیم کیلئے تھا پسند نہ فرمایا۔ اس سے یہ مطلب اخذ کرنا کہ کسی بزرگ یا عالم کے لئے اس کی آمد پر تعظیماً کھڑا ہونا ممنوع یا حرام ہے زیادتی ہے۔ قیام تعظیمی کا مسئلہ ضمناً سامنے آگیا ہے اس لئے اس کے نہ صرف جواز بلکہ استحباب پر نسیم الریاض شرح شفا ص $\frac{96}{27}$ سے دلیل پیش کرتے ہیں۔

قیام تعظیمی:

وقد اختلف العلماء فی القیام للتعظیم المعتاد ھل ھو مکروہ کلام لا فقیل مکروہ استدلالاً بھذا الحدیث وبحدیث من احب ان یتمثل لہ الناس قیاما وجبت لہ و نحوہ حتی ذھب بعضھم الی حرمۃ والاحسن ماقالہ القاضی ذکریا فی شرح الروض انہ مستحب لاھل العلم وصلاح والحکام العدل بل قد یجب اذا خشی من ترکہ ضرراً کجبابرۃ الملوک و

Marfat.com

يستحب لمن قدم من سفر وللذوى الارحام تكريما وبرًا لهم ويدل على ذالك قوله صلى الله عليه وسلم للانصار لما قدم عليهم سعد رضى الله تعالىٰ عنه قوموا لسيدكم والنهى عنه انما هو ما كان على سبيل الرياء والتكبر وحمل حديث سعد على انه كان مريضا وقدم مكة راكبا فامرهم صلى الله عليه وسلم بالقيام ليعينوه فى النزول عن دابته خلاف الظاهر كما مر وقد فعله صلى الله عليه وسلم وكان يقوم لفاطمة رضى الله تعالىٰ عنها اذا جاءته وانما نهاهم لئلا يظنوه سنة ويتخذوه عادة۔

ترجمہ: قیام تعظیمی جو لوگ کرتے ہیں اس میں علماء کا اختلاف ہے کہ وہ مکروہ ہے یا نہیں۔ بعض نے اوپر کی حدیث سے اور اس حدیث سے کہ آپ نے فرمایا کہ جس کو یہ بات پسند ہو کہ لوگ اس کے لیے کھڑے ہوں اس کے لئے آگ واجب ہوئی۔ اور اسی طرح کی کئی اور حدیثوں سے استدلال کرتے ہوئے اس کو مکروہ کہا ہے یہاں تک کہ بعض اس کی حرمت کی طرف گئے ہیں اور بہت اچھی بات وہ ہے جو قاضی ذکریا نے شرح الروض میں کہی کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ یعنی قیام تعظیمی عالموں اور نیکوں اور عادل حاکموں کے لئے مستحب ہے بلکہ واجب ہے جبکہ اس کے ترک سے ظالم بادشاہوں کی طرف سے ضرر کا اندیشہ ہو اور جو کوئی اقارب واعزہ سے سفر سے واپس آئے اس کی تعظیم اور اس کے ساتھ نیکی اور احسان کرنے کے لئے قیام کرے مستحب ہے اور اس کے استحباب پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا انصار کو جب حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے پاس آتے تھے فرمانا "تم کھڑے ہو اپنے سردار کے لئے" دلالت کرتا ہے اور

Marfat.com

جو قیام منہی عنہ ہے یعنے جس سے روکا گیا ہے وہ ہے جو ازراہ ریاء وتکبر ہو۔ حضرت سعد کی حدیث کا اس پر محمول کرنا کہ وہ بیمار تھے اور مکہ میں سوار ہو کر آئے تھے۔ آپ کا حکم قیام کا اس لئے تھا کہ سواری میں اترنے میں اس کی مدد کریں، ظاہر کے خلاف ہے جیسا کہ گزرا۔ جبکہ سرکار دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے تو خود بھی قیام کیا ہے۔ آپ حضرت فاطمۃ الزہرا کے لیے جب وہ حاضر ہوتیں قیام فرمایا کرتے تھے آپ نے صحابہ کرام کو محض اس لئے منع فرمایا کہ وہ اسی کو سنت اور عادت نہ بنا لیں۔"

اور تواضع سے ہے کہ آپ نے فرمایا: "میں تو بندہ ہوں اور بندے کی طرح کھانا کھاتا ہوں اور بیٹھتا ہوں جس طرح بندہ بیٹھتا ہے۔"

اور حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم عظیم المرتبت رسول ہونے کے باوجود گدھے پر سوار ہوتے تھے اور اپنے پیچھے بھی اپنے دوستوں سے کسی کو سوار کر لیا کرتے تھے اور مساکین کی بیمار پرسی کے لئے ان کے پاس جاتے اور فقراء اور غرباء کے ساتھ بیٹھ جایا کرتے تھے۔ اپنے اور فقراء کے مابین کسی تکلف اور امتیاز کے بغیر بیٹھ جایا کرتے تھے۔

ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ اپنے اصحاب کے ساتھ بلا امتیاز بیٹھتے یہاں تک کہ باہر کوئی مسافر اور نووارد آپ کی مجلس شریف میں حاضر ہوتا تو اس کے لئے آپ کو پہچاننا دشوار ہو جاتا ۔ اور وہ پوچھتا کہ تم میں تمہارے پیغمبر محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کون ہیں۔ آپ کے اصحاب نے آپ کی خدمت میں عرض کی کہ ہم آپ کے بیٹھنے کے لئے جگہ مخصوص کر دیں تاکہ مسافر اور نووارد جب آئے تو آپ کو پہچان لے تو چونکہ اس میں کوئی مضائقہ نہیں تھا۔ بلکہ ایک مصلحت تھی جو صحابہ نے عرض کی۔ آپ نے اس کی اجازت دے دی آپ کے لئے مٹی کا ایک چبوترا سا بنایا گیا کبھی آپ اس پر کبھی اس کے پہلو میں آپ بیٹھ

Marfat.com

جایا کرتے - ورنہ آپ کی عام عادت یہی تھی کہ مجلس میں جہاں جگہ ملتی وہاں تشریف فرما ہو جاتے - مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی ریا و تکبر کے اظہار کے بغیر خلوص قلب سے شرعی اور دینی مصلحت کے پیش نظر عام لوگوں سے کسی ممتاز اور اچھی جگہ میں جلوس کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں -

آپ کی تواضع سے آپ کا یہ قول ہے لا تطرونی کما اطرت النصاریٰ فی ابن مریم تم میری مدح اور تعریف میں حد سے تجاوز نہ کرو - جس طرح ابن مریم کی مدح میں نصاریٰ حد سے بڑھ گئے - اس لئے کہ انہوں نے ابن مریم کو جو اللہ کے بندے اور رسول ہیں ابن اللہ کہا - آپ نے امت اور عشاق اور نام لیواؤں کو فرمایا کہ میری تعریف اور نعت مجھے حد عبدیت و رسالت میں رکھتے ہوئے کرو - میری تعریف میں ایسا غلو نہ ہو کہ مجھے نصاریٰ کی طرح خدا یا خدا کا بیٹا کہنے لگے - علامہ بوصیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے قصیدہ بردہ میں فرمایا -

دع ما ادعتہ النصاریٰ فی نبیھم
واحکم بما شئت مدحاً فیہ واحتکم

نصاریٰ نے جس چیز کا اپنے نبی کے بارے میں دعویٰ کیا اس کو چھوڑ - اور اس کے سوا آپ کی مدح میں جو تیرا جی چاہے کہہ - اس لئے کہ الوہیت و ربوبیت کے ماسوا آپ ہر مدح اور تعریف کے لائق ہیں - عارف باللہ عمر بن فارض نے کیا خوب کہا ہے -

لا تضتن واصفیہ بحسنہ   یفنی الزمان وفیہ مالم یوصف

آپ کا مداح و واصف آپ کے حسن کی جس قدر چاہے تعریف کرے مگر زمانہ ختم ہو جائے گا اور آپ کی تعریف کا اتمام نہیں ہو گا - سچ ہے

لا یمکن الثناء کما کان حقہٗ   بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

تواضع سے یہ ہے کہ ایک عورت جس کی عقل میں خرابی تھی حضور علیہ الصلوٰۃ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا مجھے آپ سے کام ہے - آپ نے از راہ

Marfat.com

تواضع فرمایا اے فلاں کی ماں تو مدینہ کے جس راستے میں چاہے بیٹھ میں تیرے پاس بیٹھوں گا یہاں تک کہ تیرا کام بن جائے۔ اس حدیث کے راوی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ وہ عورت بیٹھ گئی اور آپ بھی اس کے پاس بیٹھ گئے۔ یہانتک کہ وہ اپنی حاجت سے فارغ ہوئی۔ (شفاء) حاجت یا کام سے مراد کچھ باتیں تھیں جو وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کہنا چاہتی تھی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ازراہِ تواضع راستے میں ایک طرف ہو کر دیر تک بیٹھے رہے اور اس کی باتیں سنتے رہے یہانتک کہ جو اس نے کہنا تھا وہ اس سے فارغ ہوئی۔

تواضع سے ہے کہ آپ نے حج کیا ایک اونٹ پر جس پر لکڑی کا کجاوہ اور اس پر ایک پرانا کمبل ڈالا ہوا تھا۔ حالانکہ آپ پر زمین کے خزانے کھولے گئے تھے۔

کل جہاں ملک اور جو کی روٹی غذا
اس شکم کی قناعت پہ لاکھوں سلام

تواضع سے ہے کہ اگر آپ کو معمولی کھانے کی دعوت دی جاتی تو آپ بصد شوق قبول فرماتے

تواضع سے ہے کہ جس دن آپ مکہ میں جیوش مسلمین کے ساتھ داخل ہوئے اور اس کو فتح کیا تو اس طرح داخل ہوئے کہ کجاوے میں آپ بیٹھے ہوئے ہیں اور سر مبارک جھکا ہوا ہے یہاں تک کہ قریب تھا کہ آپ کا سر مبارک کجاوے میں سامنے کی لکڑی سے مس کر جائے۔

تواضع سے ہے کہ آپ نے فرمایا یونس ابن متی پر مجھ کو فضیلت نہ دو۔ حالانکہ آپ یونس اور تمام انبیاء سے یقیناً افضل ہیں۔ بخاری میں ابن مسعود سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا "تم میں سے کوئی نہ کہے کہ میں یونس بن متی سے بہتر ہوں" سنن ابی داؤد میں ہے کہ کسی نبی کے لئے لائق نہیں کہ وہ کہے کہ وہ یونس بن متی سے افضل ہے۔ بعض نے کہا متی یونس علیہ السلام کی ماں کا نام ہے اور سوائے یونس اور عیسیٰ علیہما السلام کے کوئی ماں کی طرف منسوب نہیں ہوا۔

علماء نے اس حدیث کی شرح میں فرمایا ہے کہ یہ بات جو اوپر گذری ہے آپ

Marfat.com

سے تواضعاً فرمائی ورنہ آپ حضرت یونس علیہ السلام اور تمام انبیاء سے افضل ہیں۔ اور بعض نے کہا یہ قول اس وقت کا ہے جب آپ کو کل انبیاء و رسل پر آپ کی فضیلت کا علم نہیں تھا۔ پھر جب آیہ تلک الرسل فضلنا بعضھم علی بعض آیۃ نازل ہوئی اور آپ کو یہ علم ہوا کہ آپ سید المرسلین ہیں اور سب پیغمبروں سے افضل ہیں تو آپ کا قول منسوخ ہو گیا۔ بعض احادیث میں آیا ہے تم انبیاء کے مابین فضیلت نہ دو اس سے مراد یہ نہیں کہ کوئی نبی کسی نبی سے افضل نہیں اور درجات میں سب یکساں ہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ کسی نبی کی شان اور فضیلت اس انداز سے مت بیان کرو کہ کسی دوسرے پیغمبر کی تنقیص و توہین کا پہلو نمایاں ہو کیونکہ کسی بھی رسول یا نبی کی توہین کفر ہے۔

تواضع سے ہے کہ آپ گھر میں اہل بیت کے ساتھ اس طرح ہوتے کہ ان کے کام میں ان کا ہاتھ بٹاتے۔ بکری کا دودھ خود اپنے ہاتھ سے دوہتے۔ جوتے کو اپنے ہاتھ سے ٹانکا لگا لیتے۔ اور پھٹے ہوئے کپڑے کو اپنے ہاتھ سے سیتے اور گھر میں بوقت ضرورت جھاڑو دیتے۔ اور اپنے اونٹ کو چارہ ڈالتے اور اکثر اپنا کام خود کرتے کسی خادم کو بھی تکلیف نہ دیتے۔ اور خادموں کے ساتھ بیٹھ کر کھانا تناول فرماتے۔ قاضی زکریا نے شرح الروض میں لکھا ہے کہ سنت یہ ہے کہ آدمی اپنے غلام کے ساتھ کھانا تناول کرے اور ایسے ہی اپنے جیسا لباس اس کو پہنائے۔ آپ گھر میں عورتوں کا ہاتھ بٹانے کے لئے عار محسوس نہیں کرتے تھے(؟) — اٹھا بھی گوند لیتے تھے۔

دست بوسی

تواضع سے یہ واقعہ بھی ہے کہ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کیا کہ حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام بازار گئے اور میں آپ کے ساتھ تھا۔ آپ نے سراویل (پاجامہ یا شلوار) خریدی اور اس کی قیمت دیتے ہوئے فرمایا "تول اور جھکتا ہوا تول" اس لئے کہ عرب میں قیمت بجائے گن کر دینے کے اوزان سے ادا کی جاتی تھی تول کر ادا کرتے تھے۔ وہ بیچنے والا آپ کو نہیں پہچانتا تھا کہ آپ رسول اللہ ہیں۔ جب اس کو علم ہوا تو وہ اچھل کر آپ کے

قریب آیا کہ آپ کے ہاتھوں کو بوسہ دے۔ آپ نے ہاتھوں کو کھینچا اور فرمایا :-
ھٰذا تفعله الاعاجم بھی لوگ یہ کام کرتے ہیں ... آپ نے فطری تواضع کے طور پر فرمائی اس لئے نہیں کہ یہ شرعاً ممنوع ہے یا اس میں کوئی قباحت ہے بلکہ علماء و صلحا کا ہاتھ چومنا سنت اور مستحب ہے جیسا کہ مولانا شہاب الدین صاحب نسیم الریاض نے لکھا۔

اولانہ علم انہ انما قبل بیدہ لامر دنیوی ولا فتقبیل ید الرجل لحلمہ او اسلامہ او شرفہ ... مستحبۃ ... کان الصحابۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہم یقبلون ید ... المشرفۃ ... وید الخلفاء رضی اللہ تعالیٰ عنہم ... وقیل لبعض المشائخ ... ید المشائخ فقال انھم ریاحین اللہ ... بالتقبیل

(نسیم الریاض ... ۱۰۵/۲ ...)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہاتھ اس لئے کھینچا ہوگا تاکہ آپ کا علم ہو گیا تھا کہ یہ شخص محض دنیوی غرض کے لئے ہاتھ چومتا ہے ورنہ آدمی کا ہاتھ چومنا اس کے علم یا اس کی نیکی یا اس کی شرافت کی وجہ سے سنت مستحب ہے اور بیشک صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ شریف اور خلفاء رضی اللہ عنہم کے ہاتھ کو چوما کرتے تھے اور بعض مشائخ کو کہا گیا کیا آپ مشائخ کے ہاتھ کو چومتا ہے؟

اس نے کہا بیشک وہ مشائخ اللہ کے پھول ہیں ہم ان کو بوسہ دے کر ...

ابو ہریرہ نے فرمایا کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سراویل کو خریدا اس کی قیمت تول کر دی تو آپ نے اس کو خود اٹھایا میں دوڑ کر آپ کے قریب آیا اور اس کو اٹھانے کی درخواست کی آپ نے فرمایا ... صاحب الشئی احق بشیئہ ان یحملہ ——— شے کا مالک اپنی شے کو اٹھانے کا زیادہ حق رکھتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بازار سے چیز خرید کر خود اٹھانا آپ کی تواضع ہے۔ صحابہ کرام نے اس بات میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اقتدا ...

Marfat.com

پیروی کی وہ بھی بازار میں اپنے سامان کو خود اٹھاتے تھے۔ آپ کی تواضع سے یہ واقعہ بھی ہے کہ ایک سفر میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک مقام پر قیام فرمایا آپ کے ہمراہی تھک گئے تھے اور بھوک بھی سب کو لگی ہوئی تھی آپ نے فرمایا کھانا تیار کرو کسی صحابی نے بکرا ذبح کرنا اپنے ذمہ لیا کسی نے کھال کھینچنا اور کسی نے گوشت بنانا اور کسی نے پکانا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے اصحاب کو چھوڑ کر چپکے سے ایک طرف نکل گئے تھوڑی دیر گذری تو کیا دیکھتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام لکڑیوں کا گٹھا سر پر اٹھایا ہے اور تشریف لا رہے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اصحاب کو اس سے بڑی پریشانی ہوئی۔ عرض کی حضور ہم غلام حاضر تھے آپ نے یہ تکلیف کیوں کی، آپ نے فرمایا میرا دل نہیں چاہتا کہ میں اپنے دوستوں میں مالک یا بادشاہ بن کر بیٹھوں اور دوست کام میں لگے ہوں۔

آپ امین ہیں :

اعلان نبوت سے قبل حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کو اہل مکہ اور عام لوگ امین کہہ کر پکارتے تھے اس لئے کہ آپ اپنے تمام احوال و اقوال میں امانت دار تھے۔ قرآن پاک میں بھی ایک تفسیر کے مطابق آیۂ مطاع ثم امین میں آپ کو امین فرمایا گیا ہے۔ آپ کے امین ہونے کا کتب سیر میں مثل مواہب ومدارج میں یہ واقعہ بہت مشہور ہے کہ قبل نبوت جبکہ آپ کی عمر شریف ایک قول کے مطابق پینتیس سال اور ایک قول کے مطابق پندرہ سال تھی۔ خانہ کعبہ یعنی بیت اللہ شریف منہدم ہو گیا اس کو دوبارہ تعمیر کرنے کے لئے قریش مکہ نے چندہ جمع کیا۔ جب اس کی تعمیر کا سلسلہ حجر اسود کے مقام تک پہنچا تو قریش کے تمام خاندانوں میں حجر اسود کو اس کی جگہ پر نصب کرنے میں اختلاف اور جھگڑا ہوا۔ ہر ایک کی یہی خواہش تھی کہ یہ سعادت اس کو نصیب ہو آخر طے پایا کہ آرام سے بیٹھ جاؤ جو کوئی باہر سے یہاں پہلے آئے اس کو اپنا حکم مقرر کریں اور وہ جو فیصلہ کرے۔ سب کو تسلیم ہو۔ اس کے بعد کیا دیکھتے ہیں کہ سرکار دو

Marfat.com

عالم صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف تشریف لا رہے ہیں۔ آپ کو دیکھ کر سب خوش ہوئے اور کہنے لگے جاء الامین جاء الامین امین آیا امین آیا۔ آپ نے وہاں تشریف لا کر اس طرح فیصلہ فرمایا کہ ایک چادر بچھائی اس پر آپ نے حجر اسود رکھا اور فرمایا جو یہاں حاضر ہیں وہ چادر کو چمٹ جائیں اور اس کو اٹھائیں۔ یہاں تک کہ چادر حجر اسود کی جگہ تک پہنچی پھر آپ نے فرمایا: اب تم مجھ کو حجر اسود کو ہاتھ سے پکڑ کر اس کے مقام میں نصب کرنے کے لئے اپنا وکیل بناؤ اس لئے کہ وکیل کا عمل حقیقت میں اس کے مؤکل کا ہی عمل ہوتا ہے اس پر سب راضی ہوئے آپ نے حجر اسود کو اٹھا کر اس کی جگہ نصب فرمایا۔ آپ کے اس فیصلہ سے سب لوگ مسرور اور خوش ہوئے۔ ورنہ اس جھگڑے سے وہاں امکان تھا کہ سخت قتل وقتال ہوتا اور خون کی ندیاں بہہ جاتیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حسن تدبیر وتدبر سے سب کی جانیں اور عزتیں محفوظ ہوگئیں

فائدہ

اصحاب سیر و مورخین نے لکھا ہے کہ بیت اللہ شریف کی تعمیر پانچ بار ہوئی پہلی بار حضرت شیث ابن آدم علیہما السلام نے اس کو بنایا۔ دوسری بار حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے کی معاونت سے تعمیر کیا۔ تیسری بار قریش نے اسلام کے ظہور سے پانچ سال قبل اس کو تعمیر کیا۔ چوتھی بار ابن زبیر کے عہد میں اس کی تعمیر ہوئی جبکہ

بیت اللہ شریف آگ سے جو پہاڑ ابو قبیس سے اتر کر آئی تھی جل گیا یا ایک عورت کی خوشبو سلگانے کی انگیٹھی سے ایک شرارہ نکل کر بیت اللہ شریف کے غلاف کو پہنچا اور اس سے غلاف اور بیت اللہ شریف جل گیا اور اس کی عمارت کو کافی نقصان پہنچا۔ ابن زبیر نے بیت اللہ شریف کو دوبارہ عمارت کے لئے اس کے گرانے کا لوگوں سے جو وہاں حاضر تھے مشورہ لیا مگر ان کو اس کے گرانے کی جرأت نہ ہوئی۔ انہوں نے کہا جتنا جل گیا ہے ہم اس کی مرمت کرا دیتے ہیں اس کو گرائیں گے نہیں ابن زبیر نے کہا اگر اس کو پہلے سے اچھا اور خوبصورت اور مضبوط بنانے کی نیت

Marfat.com

سے گرایا جائے تو اس میں کوئی قباحت نہیں۔ اس کے بعد انھوں نے اس کو گرانے کا حکم دیا۔ ابھی اس کا ایک پتھر ہی ہلایا تھا کہ اس کے نیچے سے انہوں نے آگ دیکھی۔ اس سے وہ گھبرا گئے اور اس کا گرانا ترک کر دیا۔ پھر کئی سالوں تک یہ عمارت اسی طرح پڑی رہی یہاں تک کہ عبد اللہ بن مروان کا زمانہ آیا اور اس نے اس کو گرایا اور پھر اس کو از سرِ نو تعمیر کیا۔ یہ تعمیر پانچویں تعمیر تھی۔

آپ کا صدق

جس طرح اہل مکہ قبل از نبوت آپ کو امین کہتے تھے آپ کو صادق بھی کہتے تھے اللہ تعالیٰ نے صدق کا جو وصف آپ میں ودیعت کیا تھا مخالفین ومنکرین اور اعدا بھی جو آپ کے خون کے پیاسے تھے، اس کا اعتراف کرتے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ابو جہل نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کہا۔ محمدؐ ہم تیری تکذیب نہیں کرتے ہم تو اس چیز کی تکذیب کرتے ہیں جو تو لے کر آیا ہے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

لا یکذبونک ولکن الظالمین بآیات اللہ یجحدون

بے شک وہ آپ کی تکذیب نہیں کرتے اور لیکن ظالم اللہ کی آیات کا انکار کرتے ہیں۔ شفا میں ابو میسرہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ابو جہل کے پاس سے گذرے اس وقت اس کے دوست اس کے پاس بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے کہا۔ قسم ہے اللہ کی اے محمد ہم آپ کی تکذیب نہیں کرتے اور اس میں شک نہیں آپ ہمارے نزدیک صادق ہیں لیکن ہم اس دین کی تکذیب کرتے ہیں جو تو لایا۔ (نسیم الریاض ص۱۰۹) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جو لائے اس سے مراد ایمان بالتوحید والبعث اور قرآن ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ ان کے اکثر کا کفر عنادی تھا۔ ایک روایت میں یوں آیا۔ لا نکذبک وما انت بمکذب۔ ہم تیری تکذیب نہیں کرتے اور تو جھوٹا نہیں یعنی ہم نے تیری زبان سے کبھی جھوٹ

Marfat.com

نہیں سنا تو سچا ہے۔

شفا میں ہے کہ اخنس ابن شریق نے ابوجہل کو ایک ملاقات میں کہا اے ابوالحکم یہاں ہم دونوں کے سوا کوئی اور نہیں جو ہمارے کلام کو سُنے بتا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سچے ہیں یا نہیں۔ ابوجہل نے کہا: واللہ ان محمدا لصادق وما کذب محمد قط اللہ کی قسم ہے بیشک محمد سچا ہے اس نے کبھی جھوٹ نہیں بولا اسی طرح کی ایک روایت ابوسفیان سے ہے کہ ہرقل نے اس سے پوچھا تھا: کنتم تتہمونہ بالکذب کیا تم اس پر جھوٹ کا الزام دھرتے ہو۔ یعنی دعوائے نبوت سے قبل اس نے کبھی جھوٹ کہا ہے؟ ابوسفیان نے کہا میں نے جواب دیا نہیں۔ نضر بن حارث نے قریش سے کہا محمد کا بچپن اور اس کی جوانی تم میں گزری تمہیں اس سے بڑا پیار تھا اور تم اس کی عزت کرتے تھے۔ یہاں تک کہ جب اس کے دونوں کانوں کی جانب بڑھاپا نمودار ہوا اور لایا تمہارے پاس جو لایا تو تم نے کہا وہ ساحر ہے قسم ہے اللہ کی وہ ساحر نہیں ہے۔

نسیم الریاض میں ایک روایت ابوسفیان بن حرب کی اس طرح آئی ہے کہ اس نے ہرقل کو کہا کہ میں تجھے ایک خبر سناتا ہوں جس میں محمدؐ نے جھوٹ کہا ہے۔ ہرقل نے کہا وہ کیا ہے: ابوسفیان نے کہا وہ یہ ہے کہ محمد نے کہا کہ وہ ایک رات مسجد الحرام سے مسجد اقصیٰ کی طرف گیا اور صبح ہونے سے قبل لوٹ آیا۔ اس وقت ہرقل کے پاس مسجد اقصیٰ کا ایک بطریق یعنی نصرانیوں کا امام بھی بیٹھا ہوا تھا اس نے کہا یہ خبر جھوٹ نہیں ہے بالکل سچ ہے۔ میری عادت ہے کہ مسجد اقصیٰ کے دروازے بند کر کے سوتا ہوں۔ جب وہ رات آئی جس کا تو نے ذکر کیا ہے میں نے تمام دروازے بند کر دیئے مگر ایک دروازہ جس کو بند کرنے کے لئے میں نے زور لگایا اور اپنے خادموں سے بھی امداد لی بند نہ ہوا آخر تھک ہار کر میں نے اسے کھلا چھوڑ دیا اور اپنی جگہ جا کر آرام سے سو گیا جب صبح ہوئی اور میں صبح میں آیا تو کیا دیکھا کہ جو پتھر سوراخ دار اس کے ایک جانب پڑا ہوا تھا اس میں کسی کے اپنی سواری باندھنے کا نشان موجود تھا پھر اس نے کہا ...... قوم! کیا تم جانتے ہو جبرئیل علیہ السلام کے بعد نہ

آئے گا اور اس نے تمہیں اس کی بشارت دی ہے اور ہم کو امید تھی کہ وہ نبی ہم میں ہوگا مگر اللہ تعالیٰ نے اس کو ہمارے غیر میں کیا اور وہ اللہ کی رحمت ہے جہاں چاہے اس کو رکھے۔ (نسیم الریاض)

حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عفت اور پارسائی

حدیث میں آیا ہے کہ حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ مبارک نے کسی عورت کے ہاتھ کو جس کے آپ شوہر یا مالک نہ ہوں نہیں چھوا۔ اس کو شیخین نے حضرت عائشہ سے روایت کیا ہے۔ مطلب حدیث کا یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج مطہرات اور اپنی باندیوں کے سوا کسی بھی عورت کے ہاتھ کو ہاتھ نہیں لگایا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی یہ حدیث عورتوں کی بیعت لینے کے لئے ہے۔ یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مردوں کی طرح عورتوں سے ان کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر بیعت نہیں لی۔ جن بعض روایتوں میں آیا ہے کہ آپ نے بوقت بیعت ایک عورت کا ہاتھ پکڑا اس کی تاویل یہ ہے کہ یا تو وہ آپ کی محرمہ ہوگی یا کپڑے کے اوپر سے اس کا ہاتھ پکڑا ہوگا۔

آج بھی مشائخین طریقت جو سنت نبویہ کے متبع اور کامل پیروکار ہیں جب عورتوں سے بیعت تو بہ لیتے ہیں تو ان کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں نہیں پکڑتے بلکہ ان کو اپنی چادر یا رومال کی ایک جانب پکڑا دیتے ہیں اور پھر ان سے بیعت لیتے ہیں ایسے ہی اجنبیہ غیر محرم عورتوں سے مصافحہ کرنا بھی حرام ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ آپ کے پاس کپڑا لایا اس کو آپ نے ہاتھ پر بیٹا اور ایک عورت کو بیعت کیا اور فرمایا لا اصافح النساء میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اگرچہ نبی اور رسول ہونے کی حیثیت سے اپنی امت کے روحانی باپ ہیں اور عصمت وعفت آپ کو لازم ہے۔ آپ کا کسی فتنہ میں مبتلا ہونا جو آپ کے غیر سے ممکن اور متصور ہے ناممکن اور محال ہے مگر

Marfat.com

پھر بھی آپ نے اپنی امت کے متقین اور پارساؤں اور مشائخ کو تعلیم دینے اور ان کے لئے سنت قائم کرنے کے لئے اجنبیہ غیر محرم عورتوں سے مصافحہ نہیں کیا اور ان کے ہاتھوں کو چھوا تک نہیں اور اگر بعض روایات کے مطابق چھونا ثابت بھی ہو تو اس سے کپڑے کے اوپر سے چھونا مراد ہے ۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جسم اور پسینہ سے خوشبو آتی تھی :

آپ کے خصائص میں سے ہے کہ تمام ظاہری اور باطنی نجاستوں اور غلاظتوں اور میل کچیل اور تمام ان چیزوں سے جن سے گھن آئے آپ کو پاک پیدا کیا گیا یہی وجہ ہے کہ آپ کو نظافت یعنی صفائی بہت مرغوب اور پسند تھی ۔ آپ نے فرمایا دین کی بنیاد صفائی پر ہے ۔ جب آپ پیدا ہوئے تو پاک صاف پیدا ہوئے ۔

Marfat.com

حدیث

ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ظہر کی نماز پڑھائی آخری صفوں میں ایک آدمی تھا۔ اس نے کوئی ناشائستہ، نماز کے منافی حرکت کی جب آپ نے سلام پھیرا تو آپ نے اس کا نام لے کر اس کو پکارا، اور فرمایا کیا تو خدا سے نہیں ڈرتا ؟ تو کیسی نماز پڑھتا ہے ؟ انکم ترون انہ یخفی علی شئ مما تصنعون واللہ انی لاری من خلفی کما اری من بین یدی (رواہ احمد مشکوۃ ص۷۸) بیشک تم گمان کرتے ہو کہ تمہارے کام جو تم کرتے ہو مجھ پر ظاہر نہیں ہے اللہ کی قسم ہے میں اپنے پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں جس طرح میں اپنے آگے سے دیکھتا ہوں

اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے محبوب کو ہر غلیظ اور گندی چیز سے خواہ ظاہری ہو یا باطنی پاک پیدا فرمایا۔ آپ کے جسم اور پسینہ سے خوشبو مہکتی تھی۔ صحابہ کرام نے بیان فرمایا کہ ایسی خوشبو جو آپ کے جسم سے ہم سونگھتے تھے نہ عنبر میں تھی نہ کستوری میں۔ آپ نے جب دنیا سے انتقال فرمایا تو اس وقت بھی آپ کا جسم پاک اور صاف تھا۔ کوئی ایسی ناپاک یا گندی چیز جو مرنے کے بعد عام مُردوں کے جسم پر دیکھی جاتی ہے، آپ کے جسم اقدس پر نہیں دیکھی گئی۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں نے آپ کے جسم اطہر کو غسل دیا اور آپ کے جسم پر کوئی ناپاک چیز جس سے میت محفوظ نہیں رہتی، نہیں دیکھی میں نے فرطِ عقیدت اور مسرت میں کہا یا رسول اللہ آپ زندگی میں بھی پاک تھے اور اس وقت بھی پاک ہیں جبکہ آپ ہم سے رخصت ہو رہے ہیں۔ آپ جس راہ سے گذرتے وہ راہ معطر اور خوشبودار ہو جاتا۔ آپ کو ڈھونڈنے والا آپ کی خوشبو سے آپ کو ڈھونڈ لیتا۔

جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے رخسار پر دستِ شفقت پھیرا تو اس نے آپ کے ہاتھ کی ٹھنڈک اور خوشبو کو ایسا محسوس کیا گویا آپ نے اس کو عطار کے ڈبہ سے نکالا ہے۔ آپ جس آدمی سے مصافحہ کرتے اس کے ہاتھ سے تمام دن خوشبو آتی رہتی۔ اور جس بچے کے

Marfat.com

وجہ آپ شفقت اور محبت سے ہاتھ رکھتے وہ بچہ خوشبو کے سبب تمام بچوں کے درمیان پہچانا جاتا۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت انس کے گھر سوئے ہوئے تھے آپ کو پسینہ آیا ہوا تھا حضرت انس کی ماں ہاتھ میں ایک شیشی لائی اور اس میں آپ کے جسم سے پسینہ جمع کر کے بھرنے لگی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پوچھا یہ کیا کر رہی ہو۔ عرض کی ہم اس کو اپنی خوشبو میں استعمال کریں گی اور وہ بہت عمدہ خوشبو ہے۔ اسحاق بن راہویہ نے فرمایا آپ کے جسم کی خوشبو کسی خوشبو یا عطر کو استعمال کرنے کے بغیر تھی۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھ کو سواری پر اپنے پیچھے بٹھایا اور میں نے مہر نبوت کو منہ میں لیا اس سے کستوری کی طرح خوشبو مہک رہی تھی۔ جب حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام پاخانہ کے لئے کسی جگہ میں بیٹھتے تو زمین پھٹ جاتی اور آپ کے پاخانہ اور بول کو نگل لیتی اور اس جگہ سے نہایت عمدہ دل کش خوشبو مہکتی تھی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے آپ کی خدمت میں عرض کی یا رسول اللہ آپ پاخانہ کے لئے جاتے ہیں مگر ہم وہاں اس سے کچھ نہیں پاتے۔ آپ نے فرمایا

یا عائشة اوما علمت ان الارض تبتلع ما یخرج من الانبیاء

فلا یری منہ شیء

اے عائشہ کیا تجھے علم نہیں کہ زمین اس چیز کو نگل لیتی ہے جو انبیاء سے نکلتی ہے پس اس سے کچھ نہیں دیکھا جاتا۔

علماء محققین نے فرمایا ہے کہ آپ کا بول اور پاخانہ پاک ہے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کی وفات کے بعد آپ کا بوسہ لیا تو فرمایا آپ کا جسم اطہر معطر اور خوشبودار ہے۔ ایک عورت نے جو آپ کی خادمہ تھی رات کو غلبۂ پیاس میں آپ کا بول جو لکڑی کے پیالے میں تھا پانی سمجھ کر پیا صبح کو معلوم ہوا کہ وہ آپ کا پیشاب تھا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اپنے بھول اور غلطی کا

Marfat.com

ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا۔ لن تشتکی وجع بطنک ۔ تو کبھی پیٹ کی بیماری یا درد کی شکایت نہیں کرے گی۔ آپ نے نہ اسے منہ دھونے کا حکم دیا اور نہ ہی آپ نے آئندہ اس کو ایسا کرنے سے منع فرمایا۔ اس سے ثابت ہوا کہ آپ کا پیشاب پاک تھا۔ اس عورت کا نام جس نے پیشاب پیا تھا۔ بعض عالموں نے برکت اور بعض نے ام ایمن کہا ہے۔ جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں رہتی تھی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خصوصیات میں سے آپ کا مختون یعنی ختنہ کیا ہوا پیدا ہونا بھی ہے۔ آپ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ فرماتی ہیں کہ میں نے آپ کو پاک صاف وستھرا جنا۔ آپ کے جسم پر میل کا نشان تک نہ تھا۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں میں نے کبھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ستر نہیں دیکھا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا آپ نے مجھ کو وصیت کی تھی کہ میرے سوا آپ کو کوئی غسل نہ دے۔ اس لئے کہ آپ کے مخفی حصہ بدن کو نہیں دیکھے گا کوئی مگر اس کی آنکھوں کی بینائی ہمیشہ کے لئے جاتی رہے گی۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سو گئے یہاں تک کہ خراٹوں کی آواز سنی گئی۔ پھر جب آپ نماز پڑھنے کے لئے بیدار ہوئے تو آپ نے وضو نہ فرمایا اور نماز ادا کی اس سے یہ بات واضح ہوئی کہ عام لوگوں کی طرح نیند آپ کے لئے ناقض وضو نہیں تھی۔ حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ آپ من جانب اللہ محفوظ تھے کہ بحالت خواب آپ کا وضو ٹوٹے۔ (یہ تمام باتیں شفا سے نقل کی گئی ہیں)

فائدہ } نوشیرواں جو ایران کا بادشاہ تھا اس نے دنوں کو اس طرح تقسیم کیا ہوا تھا کہ جس دن ہوا چلے اس دن کو سونے کے لئے اچھا سمجھتا تھا اور جس دن بادل ہوتا وہ شکار کھیلنے کے لئے مقرر تھا اور جس دن بارش ہوتی وہ شراب نوشی کے لئے مناسب سمجھتا تھا اور جس دن دھوپ ہوتی وہ دیگر کاموں کے لئے لائق جانتا تھا۔ حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام جو ہر دو دنیا اور تمام کائنات ارضی وسماوی علوی وسفلی ظاہری و باطنی کے بادشاہ اور مختار ہیں جن کو

تین حصوں میں بانٹا ہوا تھا۔ اس کا ایک حصہ اللہ تعالیٰ کے لئے کہ اس میں خوب عبادت کریں۔ دوسرا حصہ اپنے اہل کے لئے کہ ان کے حقوق ادا کریں تیسرا حصہ اپنے نفس کے لئے کہ اس کا حق بھی ادا کریں۔ پھر آپ نے تیسرے حصے کو بھی اپنے اور عام لوگوں کے درمیان تقسیم کر رکھا تھا۔ اس کے نصف میں آپ آرام فرماتے اور دوسرے نصف میں آپ لوگوں میں بیٹھتے اور ان کی حاجت روائی فرماتے (شفا)

حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نشست

سعید ابن خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مجلس میں بیٹھتے تو اپنے دونوں ہاتھوں سے احتبا کرتے تھے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ کپڑے سے اپنی کمر اور پنڈلیوں کو باندھ کر اکڑوں بیٹھتے تھے آپ کی نشست کی یہ ہیئت اکثر تھی۔ اس کے علاوہ چار زانو بھی بیٹھتے تھے دوزانو بیٹھنے کا حکم صرف نماز کی حالت میں ہے۔ نماز سے خارج اس طرح بیٹھنے کی پابندی نہیں۔ اگر کسی بزرگ یا عالم کے سامنے کوئی ادبا دوزانو ہو کر بیٹھے تو بہت اچھا ہے جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے ثابت ہے کہ جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے دوزانو ہو کر بیٹھتے۔ ہمارے حضرت صاحب امیر ملت علی پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ دوزانو ہو کر دعا مانگنے کا حکم دیا کرتے تھے۔ آپ فرمایا کرتے کہ یہ دعا کا ادب ہے۔ جو کوئی دوزانو ہو کر دعا مانگتا ہے اس کی دعا جلد قبول ہوتی ہے شرح الشبرخیتی میں ہے ولان الجلوس کذالک اقرب للتواضع و الادب وابلغ فی الاستعداد وحضور القلب والاستئناس۔

اس لئے کہ ایسا جلوس بہت قریب ہے تواضع اور ادب کے اور بہت بلیغ اور ہوشیار سے متوجہ ہونے اور حضور قلب اور انس پکڑنے میں۔

Marfat.com

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی مخلوق افضل نہیں پیدا کی گئی

نسیم الریاض صـ۲۴۲ ج۲ عن انس انہٗ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال اوحی اللہ الی موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام انہٗ من لقینی وھو جاحدٌ باحمد ادخلتہ النار قال یارب ومن احمد قال ما خلقت خلقا اکرم علیّ منہ کتبت اسمہ مع اسمی فی العرش قبل ان اخلق السمٰوٰت والارض ان الجنۃ محرمۃٌ علےٰ جمیع خلقی حتیٰ یدخلھا ھو وامتہٗ۔

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف وحی فرمائی جو کوئی مجھ سے ملے گا اس حال میں کہ وہ احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو نہ جانتا ہوگا میں اس کو نار میں داخل کروں گا۔ حضرت موسےٰ علیہ السلام نے عرض کی اے میرے رب! احمد کون ہے۔ اللہ نے فرمایا میں نے اس سے زیادہ کوئی مخلوق افضل پیدا نہیں کی۔ میں نے اس کا نام اپنے نام کے ساتھ عرش پر لکھا ہے پہلے اس سے کہ میں آسمانوں اور زمین کو پیدا کروں بیشک جنت کو میں نے اپنی تمام مخلوق پر حرام کیا ہے۔ یہاں تک کہ اس میں آپ اور آپ کی امت داخل ہو۔

موسےٰ علیہ السلام کا اللہ تعالیٰ سے پوچھنا کہ "احمد کون" ہے اس لئے نہیں تھا کہ وہ آپ کو جانتے نہیں تھے۔ یہ سوال اس لئے تھا کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے آپ کی فضیلت کا بیان و اظہار ہو۔ اور بعد میں آنے

Marfat.com

والے سب لوگ اس سے آگاہ ہوں۔

آپکے کل انبیاء سے افضل ہونے کی قرآن سے دلیل

نسیم الریاض ج۳ ص۱۲۲ مطبوعہ مصر: اولئک الذین ھدی اللہ فبھداہم اقتدہ ۔ انہ احتج بھذہ الآیۃ علی ان نبینا صلی اللہ علیہ وسلم افضل من جمیع الانبیاء علیھم الصلوٰۃ والسلام لانہ امر بالاقتداء بجمیعھم والاقتداء بفعلھم الاتیان بمثل ما فعلوہ ولا بد انہ امتثل ھذا الامر وحینئذ فقد فعل صلی اللہ علیہ وسلم وحدہ من الطاعۃ مثل ما فعل ھؤلاء جمیعھم والواحد اذا فعل مثل فعل جماعۃ کان

افضل منھم

ترجمہ :

—— یہ ہیں وہ لوگ جن کو اللہ نے ہدایت دی پس اے محبوب تو ان کی اقتدا کر۔ اس آیت کریمہ کے ساتھ اس بات پر دلیل پکڑی گئی ہے کہ بیشک ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے افضل ہیں۔ اس لئے کہ آپ کو ان تمام کی اقتدا کا حکم دیا گیا ہے اور اقتدا ان کے فعل کی لانا ہے اس چیز کی مثل کو جو انہوں نے کیا اور یہ بات ضروری ہے کہ آپ نے اس امر کا امتثال کیا تو پھر حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام تنہا نے طاعت سے وہ سب کچھ کیا جو ان سب نے کیا اور جو ایک جماعت کے فعل کو بجا لائے وہ ان سے افضل ہوتا ہے۔

مطلب اس عبارت کا یہ ہے کہ طاعت کی قسم سے جو خوبیاں اور کمالات معنوی جملہ انبیاء سابقین میں متفرق تھیں وہ سب آپ کی ذات ستودہ صفات

Marfat.com

میں جمع ہو گئیں۔ گویا آپ ایک تمام انبیاء کے کمالات کے جامع ہیں۔ پہلے پیغمبروں کی کوئی خوبی اور کوئی وصف ایسا نہیں ہے جو آپ میں نہ ہو۔ اور اس کے علاوہ جو خوبیاں اور کمالات صوری و معنوی اور ظاہری و باطنی جسمانی و روحانی آپ کو عطا کی گئیں وہ بیحد و عد ہیں۔

حسنِ یوسف دمِ عیسیٰ یدِ بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

نعت شریف

مولانا عبدالسلام صاحب قادری رح

اے جذبۂ حب حبیب خدا اک بار تو ایسا ہو جائے
دربار میں حاضر ہو یہ گدا آنکھوں میں اجالا ہو جائے

جب گھر ہو خدا کا اس دل میں اور نور محمد آنکھوں میں
دل کعبہ بنے اور آنکھوں میں آباد مدینہ ہو جائے

جس سمت نظر اٹھ جائے مری صلے میں مدینے والے کے
وہ گنبد خضرا آئے نظر روضہ کا نظارا ہو جائے

دنیا اس کی عقبیٰ اس کی مرنا اس کا جینا اس کا
اے آقا و مولیٰ سیدنا جو آپ پہ شیدا ہو جائے

جاں کس کی ہے تو اس کا ہے سر کس کا ہے سودا کس کا
دنیا میں اسی کو سمجھوں جو قربان مدینہ ہو جائے

حافظ جو سلام خستہ جگر ہر سال تمہارے روضہ پر
اے ابر کرم اے چشم عطا کا اشارہ ہو جائے

Marfat.com

حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

معاشرتی زندگی کا ہلکا سا خاکہ!

لباس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لباس مبارک میں عام طور پر چار کپڑے ہوتے تھے۔ تہبند۔ کرتہ۔ چادر۔ عمامہ سب کپڑے سفید ہوتے صرف عمامہ سیاہ ہوتا تھا۔ آپؐ سفید لباس کو پسند فرماتے تھے۔ رنگ میں صرف سبز رنگ پسند تھا۔ (ترمذی)

پاجامہ آپ نے نہیں پہنا مگر اسے دیکھا اور تعریف فرمائی۔ آپ کے سرِ مبارک اور داڑھی کے بال کبھی منتشر نہیں رہتے ہمیشہ کنگھا فرماتے اور مانگ نکالتے اور کبھی گوندھ کا پانی لگا کر بالوں کو جما بھی لیتے تھے۔ (مشکوٰۃ)

عمامہ کے نیچے ٹوپی استعمال فرماتے جو سرِ مبارک کی جلد سے ملی رہتی تھی (مشکوٰۃ) کپڑوں میں خوشبو لگاتے اور خوشبو کو پسند فرماتے۔ خوشبو کے تحفہ کو شکریہ کے ساتھ قبول فرماتے۔ آپ کے پاس ایک عطردان تھا۔ جس سے عطر نکال کر استعمال فرمایا کرتے کہ راستہ چلنے والوں کو بھی محسوس ہوا کرتی تھی (ترمذی)

کبھی کرتہ کے اُوپر جبہ بھی استعمال فرمایا کرتے تھے۔ (ترمذی)

آپ نے خوبصورت اور قیمتی لباس بھی استعمال فرمایا ہے۔ ریشم کبھی استعمال نہیں فرمایا۔ باریک کپڑے کو بھی ناپسند فرماتے تھے۔ جسم مبارک اور لباس کی صفائی کا خاص خیال رکھتے تھے۔ میلے لباس والے کو دیکھ کر کپڑے دھونے کی تاکید فرماتے (مشکوٰۃ)

دندانِ مبارک کی صفائی کے لئے مسواک استعمال فرماتے اور دوسروں کو بھی استعمال کرنے کا حکم دیتے۔ آپؐ نے خضاب کبھی نہیں لگایا۔ مگر دوسرے

Marfat.com

سے فرمایا کہ اچھا خضاب مہندی اور کسم ہے (ترمذی)

بستر بہت معمولی ہوا کرتا تھا۔ کبھی چمڑے کا گدا جس میں کھجور کے پتے بھرے ہوتے تھے۔ اور کبھی صرف ٹاٹ ہی ہوتا اور کبھی چٹائی پر سو جایا کرتے تھے۔ (ترمذی)

موجودہ طرز کا جوتا کبھی استعمال نہ فرمایا نہ اس زمانے میں اس کا رواج تھا۔ لہذا چپل استعمال فرماتے جس میں دو تسمے لگے ہوا کرتے تھے۔

سیدھے دست مبارک میں چاندی کی انگوٹھی استعمال فرماتے جو چھوٹی انگلی مبارک میں ہوتی تھی اس پر تین لفظ کھدے ہوئے تھے۔

محمد رسول اللہ (بخاری)

آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے پاس تلواریں بھی تھیں۔ مگر بلا ضرورت کبھی ہاتھ میں نہ لیتے تھے۔ بلکہ ہمیشہ تلوار میان میں رکھنے کی نصیحت فرماتے۔ آپ کی ایک تلوار کا نام ماثور، دوسری کا تبار اور تیسری کا ذوالفقار تھا۔ تلوار کا قبضہ چاندی کا ہوا کرتا تھا۔ (ترمذی)

آپ کے پاس لوہے کی زرہ تھی اور کئی تھیں۔ یہ لوہے کا کرتا ہوتا ہے جو لڑائی کے وقت جسم کو محفوظ رکھنے کے لیئے استعمال کیا جاتا ہے جنگ احد میں آپ دو زرہیں اوپر تلے پہنے ہوئے تھے۔ (ترمذی)

لڑائی کے موقعہ پر آپ جھنڈا بھی استعمال فرمایا کرتے تھے۔ بڑا جھنڈا سیاہ اور جھنڈا چھوٹا سفید ہوا کرتا تھا۔ جھنڈے کا کپڑا چوکور ہوا کرتا تھا فتح مکہ کے وقت آپ نے سفید جھنڈا استعمال فرمایا تھا۔ (ترمذی)

آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے دست مبارک میں عربی کمان رہا کرتی تھی۔ ایک کے ہاتھ میں ایرانی کمان کو دیکھ کر فرمایا۔ عربی کمان رکھا کرو اور اس کے ساتھ تیز نیزے ہونے چاہئیں۔ (مشکوٰۃ)

سواری کے لیئے آپ کے پاس اونٹ اور گھوڑا دونوں تھے۔ سرخ رنگ

Marfat.com

کے گھوڑے کو زیادہ پسند فرماتے تھے۔ آپ کی ایک اونٹنی کا نام عضباء تھا یہ اونٹنی دوڑ میں کسی اونٹنی کو آگے نہیں نکلنے دیتی تھی۔ ایک مرتبہ ایک شخص اپنے اونٹ کو دوڑا کر آگے نکل گیا، مسلمانوں کو رنج ہوا۔ آپ نے فرمایا۔ دنیا کی کوئی چیز سر بلند نہیں ہوتی ہے کہ خدا اسے پست فرما دیتا ہے۔ آپ نے سواری میں خچر بھی استعمال فرمایا ہے۔

رسول پاک صلے اللہ علیہ وسلم نے سر کو بچانے کے لئے لڑائی کے موقع پر لوہے کی ٹوپی یعنی خود بھی استعمال فرمایا ہے۔ فتح مکہ کے دن آپ خود پہنے ہوئے تھے۔ (ترمذی)

غذا کھانے پینے کے معاملات میں آپؐ نے ہمیشہ صبر و استقلال اور قناعت سے کام لیا۔ جو کچھ وقت پر موجود ہوتا۔ آپ اسی پر اکتفا فرماتے کسی کھانے کی چیز کو آپ نے کبھی برا نہیں فرمایا ہے۔ (مشکوٰۃ)

ہمیشہ دسترخوان پر کھانا تناول فرماتے۔ کھانے سے پہلے دست مبارک دھوتے جو لوگ موجود ہوتے۔ سب کو شریک فرماتے۔ آہستہ آہستہ چبا چبا کر کھانا نوش فرماتے اور کھانے میں تین انگلیاں استعمال فرماتے اور پھر آخر میں انگلیاں چاٹ لیتے۔ (مشکوٰۃ)

آپ نے کبھی تکیہ لگا کر کھانا نہیں کھایا۔ (مشکوٰۃ)

کبھی کبھی بہت دن تک گھر میں کوئی چیز نہیں پکی اور صرف کھجوریں ہی استعمال فرمایا کرتے۔ آپ نے کبھی ایک دن میں دو مرتبہ روٹی نہیں کھائی (ترمذی)

ہمیشہ بسم اللہ فرما کر کھانا تناول فرمانا شروع فرماتے۔ اپنے سامنے سے کھاتے اور کھانے کے بعد ہاتھ دھونے کی تاکید فرماتے۔ (مشکوٰۃ)

جب دسترخوان سامنے سے اٹھایا جاتا تو آپ خدا کی تعریف اور اس کا شکریہ ادا فرماتے (ترمذی)

ٹھنڈا پانی آپ کو بہت مرغوب تھا۔ ہمیشہ سیدھے ہاتھ سے تین سانس

Marfat.com

میں اور بیٹھ کر پانی نوش فرماتے اور کھڑے ہو کر پینے سے منع فرماتے (ترمذی)

پینے کی چیزوں میں ٹھنڈا شربت بہت پسند فرماتے تھے (ترمذی)

جب برتن منہ سے ہٹاتے تو الحمد للہ فرماتے اور دوسروں کو بھی نصیحت فرماتے۔

کھانے کی چیزوں میں حسب ذیل اشیاء بہت پسند تھیں :

سرکہ۔ روغن زیتون۔ شہد۔ کدو۔ گوشت۔ تربوز۔ ککڑی۔ تر کھجور جو کی روٹی۔ ثرید یعنی شوربہ میں بھیگی ہوئی روٹی کبھی جو کا دلیہ جس کو روغن اور مصالحہ ڈال کر پکایا جاتا۔ آپ شوق سے استعمال فرماتے (ترمذی)

کچی پیاز اور لہسن کو آپ ناپسند فرماتے اور ارشاد فرماتے جو آدمی کچی پیاز اور لہسن کو استعمال کرے اسے چاہیئے کہ جب تک اپنے منہ کو صاف نہ کرلے مسجد سے دور رہے۔ (مشکوٰۃ)

آپ نے مچھلی اور مرغ بھی استعمال فرمایا ہے۔ (مشکوٰۃ)

باریک آٹے کی چپاتی کبھی استعمال نہیں فرمائی۔ ہمیشہ موٹے اور بلا چھنے آٹے کی روٹی استعمال فرمایا کرتے تھے (مشکوٰۃ)

بہت پیٹ بھر کر کھانے کو اچھا نہیں سمجھتے تھے۔ آپ کو کبھی ڈکار لینے کی ضرورت نہیں ہوئی۔ آٹے۔ دودھ اور شہد سے تیار کئے ہوئے حریرہ کی تعریف فرماتے اور ارشاد فرماتے یہ غذا بیمار کو راحت پہنچاتی ہے (مشکوٰۃ شریف)

خود بھی ہمیشہ چھوٹا نوالہ استعمال فرماتے اور دوسروں کو بھی ہدایت فرماتے ایک شخص کو ایک ساتھ دو کھجوریں کھاتے ہوئے دیکھا تو منع فرماتے (مشکوٰۃ)

آگ پر بھونے ہوئے گوشت کے پارچے شوق سے نوش فرماتے ایک مرتبہ خرگوش کی ران پیش کی گئی جسے قبول فرما لیا۔

چقندر کو طاقت کے لئے مفید فرماتے تھے۔ آپ کو دیگچی کی کھرچن بہت پسند تھی۔

Marfat.com

کبھی سبزی یا سالن نہ ہوتا تو کھجور یا سرکہ سے روٹی کھا لیتے اور فرماتے جس گھر میں سرکہ ہے وہ گھر سالن سے خالی نہیں ہے۔ (ترمذی)

ایک مرتبہ ارشاد فرمایا: میں دودھ میں بھگوئی روٹی کو جس میں کچھ گھی ڈالا گیا ہو، پسند کرتا ہوں۔ ایک صاحب فوراً تیار کر لائے۔ آپ نے پوچھا۔ گھی کس میں تھا؟ عرض کیا: گوہ کے چمڑے کی تھیلی میں۔ فرمایا لے جاؤ۔

رات کو بھوکا سونے سے منع فرماتے اور فرماتے یہ بڑھاپے کی علامت ہے۔ اسی طرح کھانا کھا کر فوراً سو جانے سے بھی آپ نے منع فرمایا ہے (مشکوٰۃ)

دوپہر کا کھانا کھا کر تھوڑی دیر آرام کرنے کو صحت کے لئے مفید فرمایا ہے نیز خود بھی اس طریقہ پر عمل فرمایا کرتے۔

عبادت

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا زیادہ وقت عبادت میں صرف ہوتا۔ نماز سب سے زیادہ محبوب تھی۔ ہر نماز تازہ وضو سے ادا فرماتے مگر کبھی ایک وضو کئی نمازوں کے لئے کافی ہوتا۔ (ترمذی)

فرض مسجد میں پڑھتے اور سنت و نفل گھر میں ادا فرماتے اور اس کو بہت پسند فرماتے تھے۔ (ترمذی)

نماز کو جماعت سے اور وقت پر ادا کرنے کی ہمیشہ تاکید فرمایا کرتے۔ آپ کی ہر عبادت پورے انہماک اور حضورِ قلب کے ساتھ ہوا کرتی تھی۔ ہر نماز کی امامت آپ خود ہی فرمایا کرتے تھے۔ (مشکوٰۃ)

نماز میں قرأت متوسط آواز کے ساتھ اور ٹھہر ٹھہر کر فرمایا کرتے تھے فجر کی نماز میں زیادہ طویل قرأت ہوا کرتی تھی۔ کبھی سورۃ مؤمنوں کبھی سورۃ ق اور کبھی واللیل اذا یغشیٰ پڑھتے تھے۔ (مشکوٰۃ)

جمعہ کے روز فجر کی نماز میں الم تنزیل۔ السجدہ اور سورۃ ھل اتیٰ پڑھنے کی عادت تھی۔ فجر کی نماز سے فارغ ہو کر تھوڑی دیر مسجد میں بیٹھتے تو لوگوں سے باتیں کرتے اور نصیحت فرماتے۔ ایک مرتبہ سفر میں کسی منزل پر

Marfat.com

فجر کی نماز پڑھائی اور سورۃ فلق اور سورۃ والناس تلاوت فرمائی۔

حضرت اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے پوچھا کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں کیا کرتے تھے۔ حضرت عائشہؓ نے جواب دیا:

یکون فی مھنۃ اھلہ تعنی خدمۃ اھلہ

آپ اپنے اہل کی خدمت میں ہوتے یعنی گھر کے کام کاج میں آپ گھر والوں کا ہاتھ بٹاتے پھر جب نماز کا وقت آتا تو آپ نماز کے لئے نکلتے۔" (مشکوٰۃ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: جب آپ کے سامنے دو کام ہوتے اور ان میں سے آپ نے ایک کام کرنا ہوتا تو آپ دونوں میں سے جو آسان ہوتا اس کو اختیار فرماتے جب کہ اس کا کرنا گناہ نہ ہوتا۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی ذات کے لئے کبھی کسی سے انتقام نہ لیا۔ اور اپنے ہاتھ سے نہ کبھی کسی خادم کو مارا اور نہ عورت کو ۔۔۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: "میں نے دس سال آپ کی خدمت کی آپ نے کبھی کسی قصور پر مجھ کو ملامت نہیں کی۔ اور اگر گھر والے ملامت کرتے تو آپ فرماتے: "دعوہ: چھوڑو اسکو" جو چیز قضا و قدر میں ہوتی ہے وہ ہو کر رہتی ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بیماروں کی عیادت فرماتے اور جنازے کے ساتھ چلتے اور غلاموں تک کی دعوت قبول فرماتے اور گدھے کی سواری فرماتے (ابن الملک نے کہا اس میں دلیل ہے کہ گدھے پر سوار ہونا سنت ہے۔ جو کوئی جہلا اور متکبرین اور ہندوستانیوں کی طرح گدھے کی سواری سے نفرت کرے میں کہتا ہوں وہ گدھے سے بھی گھٹیا ہے

(مرقات المفاتیح للملا علی قاری علے حاشیہ مشکوٰۃ

Marfat.com

حضرت انس نے فرمایا: یوم خیبر میں میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو گدھے پر سوار دیکھا۔ اس کی لگام کھجور کے چھلکے کی تھی۔

حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی کو گالی نہیں دی اور جب آپ کو کسی پر غصہ آتا تو صرف اتنا فرماتے:

مالہ ترب جبینہ: "اس کو کیا ہو گیا اس کی پیشانی خاک آلود ہو"

آپ فاحش اور متفحش نہیں تھے اور نہ بازاروں میں عام لوگوں کی طرح چلاتے تھے اور آپ نے کبھی برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیا۔ جب کوئی آپ کے حق میں برائی کرتا۔ تو آپ درگزر فرماتے اور معاف فرما دیتے۔ آپ کسی کی دل شکنی نہیں فرماتے تھے جب تک کسی کا سوال دائرہ شریعت میں ہوتا، اس کو پورا فرماتے۔ حدیثوں میں آیا ہے کہ مدینہ منورہ میں ایک عورت تھی جس کے دماغ میں کچھ خرابی تھی۔ وہ آئی اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہاتھ مبارک پکڑ کر اپنے ساتھ چلنے کو کہتی کہ آپ اس کی فریاد ان لوگوں سے الگ ہو کر کسی تنہائی کے مقام پر سن لیں۔ آپ کوئی عذر نہ فرماتے اور اس کے ساتھ چلتے اور اس وقت تک اس کے پاس بیٹھے رہتے اور اس کی بے سروپا باتیں سنتے رہتے۔ جب تک کہ وہ خود نہ جاتی۔

حدیث میں یہ بھی آیا ہے کہ جب آپ فجر کی نماز سے فارغ ہوتے تو مدینے کے خادم اور غلام پانی کے برتن لے کر حضور کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ کہ حضور ان میں اپنا ہاتھ مبارک ڈبوئیں تاکہ وہ اس سے برکت حاصل کریں اور اپنے بیماروں کے لئے ان کو پلا کر شفا چاہیں۔ بسا اوقات سردیوں کا موسم ہوتا۔ آپ ہر ایک کے برتن میں اپنا ہاتھ ڈبوتے اور ان کی خواہش کو پورا کرتے اور اس سے آپ کوئی تنگی ظاہر نہ ہونے دیتے۔

آپ کے خلق اور حسن معاشرت سے یہ بھی ہے کہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک سفر سے مدینۃ المنورہ کی طرف آ رہے تھے کہ راستے میں ایک مقام تک

Marfat.com

اعراب نے آپ کو گھیر لیا۔ وہ آپ سے کچھ مانگ رہے تھے۔ یہاں تک کہ آپ کو کھینچتے کھینچتے ایک خار دار درخت کی طرف لے گئے اور آپ کی چادر مبارک بھی اچک لی گئی۔ آپ نے ٹھہر کر بکمال تحمل فرمایا: میری چادر دے دو۔ اگر میرے پاس ان خار دار درختوں کی گنتی کے برابر اونٹ ہوں تو میں ان کو تمہارے مابین بانٹ دوں۔ پھر تم مجھ کو نہ بخیل پاتے نہ جھوٹا اور نہ بزدل (مشکوٰۃ)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کبھی کسی چیز کا سوال نہیں کیا گیا کہ آپ نے اس کے جواب میں کہا ہو۔ مطلب یہ ہے کہ جو سائل آپ کے دروازے پر آیا وہ بامراد ہو کر جاتا۔ نہیں کا لفظ آپ کی زبان پر کبھی بھی کسی سائل کو مایوس کرنے کے لئے آیا ہی نہیں

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلق اور حسن معاشرت سے یہ بھی ہے کہ آپ اپنا کام آپ کرتے۔ چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے۔ کہ آنحضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنا جوتا خود مرمت فرما لیتے اور اپنا کپڑا خود سی لیتے اور اپنے گھر میں کام کرتے جیسے تم میں سے کوئی اپنے گھر میں کام کرتا ہے۔

آپ بھی بنی آدم میں سے ایک آدمی تھے۔ اپنے کپڑوں کی دیکھ بھال خود فرماتے اگر کوئی کیڑا یا جوں ہوتی تو اس کو نکالتے اور اپنی بکری کا دودھ خود دوہتے۔

آپ نے اس حدیث میں اپنی مدد آپ کی جو تعلیم دی ہے اس کی نظیر کسی قا[illegible] کی زندگی میں ملنا بہت دشوار ہے۔ مگر حضور کی محبت اور متابعت کے واسطے دوستوں میں حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام عام دوستوں کی طرح بیٹھتے۔ اس لئے کوئی امتیاز اور فرق پسند نہیں فرماتے۔ بیٹھنے میں آپ کے زانو مبارک اہل مجلس اور احباب و اصحاب کے زانوؤں سے بڑھے ہوئے نہیں ہوتے تھے۔ جب آپ کسی سے بات فرماتے تو آپ اس کی طرف نہ صرف دھیان فرماتے بلکہ اپنا سینہ اس کی طرف پھیرتے اور کامل طور پر اس کی طرف متوجہ ہو کر اس کو شرف ہم کلامی عطا فرماتے دوستوں کے ساتھ موافقت اور خوش طبعی اور بے تکلفی فرماتے۔ چنانچہ ایک حدیث

Marfat.com

یا ہے کہ جب ہم دنیا کا ذکر کرتے تو آپ ہمارے ساتھ ہوتے اور جب آخرت کا ذکر کرتے تو ہمارے ساتھ ہوتے اور جب کھانے کا ذکر کرتے تو ہمارے ساتھ ہوتے۔ (مشکوٰۃ)

حقیقت یہ ہے کہ آپ جیسا دوست کسی دوست کو آپ کے بعد نصیب نہیں ہوا۔ آپ کے اصحاب کے فضائل وکمالات میں اتنا ہی کافی ہے کہ ان کو حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم جیسا دوست مل گیا۔ یہی وجہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اصحاب کو تمام اکابر اُمت پر مطلقاً کلی فضیلت حاصل ہے۔ زمانے کے اغواث واقطاب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ادنیٰ صحابی کے پاؤں کی گرد کی شان کو نہیں پاسکتے ـــ کیوں؟ ـــ اس لئے کہ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اصحاب ہیں۔ انہوں نے بحالت ایمان حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا۔ آپ کے کلام کو سنا، اور کئی امور میں وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھی ہوتے۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دھلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جو شان اور مرتبت حضور علیہ السلام کو آپ کی زندگی میں آپ کے اصحاب کو صرف ایک لمحہ بھر دیکھنے سے حاصل ہوئی۔ ان کے غیر کو وہ ہزارہا ریاضات اور زہد وریاضت اور کثرت عبادت اور ذکر وفکر سے بھی نصیب نہیں ہو سکتی۔

چہ غم دیوار امت را کہ دارد چوں تو پشتی بان!
چہ باک از موج بحر آں را کو باشد نوح کشتی بان

حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے۔ جب کوئی آپ سے مصافحہ کرتا تو آپ اپنا ہاتھ نہ کھینچتے یہاں تک کہ وہ خود اپنا ہاتھ کھینچتا اور اپنا منہ اس کی طرف نہ پھیرتے یہاں تک کہ وہ خود نہ پھیرتا۔

فائدہ :

مصافحہ کرنا حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت ہے۔ براء ابن عازب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

Marfat.com

مامن مسلمین یلتقیان فیتصافحان الا غفرلہما قبل ان یتفرقا۔ رواہ احمد والترمذی (مشکوٰۃ)

"جو بھی دو مسلمان ملاقات کریں اور مصافحہ کریں۔ ان دونوں کے گناہ اس سے پہلے کہ وہ جدا ہوں بخشے جاتے ہیں"۔

مصافحہ پورے ہاتھ سے کرنا چاہیئے۔ مگر بعض بے عمل اور ریاکار علماء عوام الناس سے پورے ہاتھ سے مصافحہ نہیں کرتے۔ بلکہ صرف اپنی انگلیوں کے پوروں سے مصافحہ کرتے ہیں، اور جو عقیدت و محبت سے مصافحہ کرتا ہے اس کی طرف التفات بھی نہیں کرتے۔

ایک مولوی صاحب جو بڑے مشہور واعظ ہیں اور اکثر جلسوں میں انہیں دعوت دیتے ہیں۔ میں نے ان سے ازرہ ثواب اور سنت پر عمل کرنے کی نیت سے مصافحہ کے لیئے ہاتھ بڑھایا تو انہوں نے اپنی چند انگلیاں ہی میرے ہاتھ میں دیں اور باتیں کسی اور سے کرتے رہے۔ ان کے اس کردار سے میرے دل کو بڑی کوفت ہوئی۔ حالانکہ میرے مقابلے میں وہ بلحاظ علم و فضل کے ایک طفل مکتب تھا یعنے محض واعظ تھا۔ چونکہ مجھ سے آشنا نہیں تھا اس لئے اس نے بڑی بے رخی سے مصافحہ کیا اور وہ بھی ناقص اور خلاف سنت اس لئے کہ اس کو مجھ سے کسی دنیوی نفع کی توقع نہ تھی، اور اس کے برعکس جنہوں نے اس کو بلایا تھا اور جن کو وہ جانتا تھا ان سے نہ صرف مصافحہ بلکہ معانقہ بھی کرتا اور ان کی تعظیم کے لئے اٹھ کر کھڑا ہو جاتا ہے۔ یہی وہ مولوی ہیں جن کے حق میں قرآن نے فرمایا:

اتامرون الناس بالبر وتنسون انفسکم وانتم تتلون الکتاب افلا تعقلون (پ الم سورہ بقرہ)

کیا تم لوگوں کو حکم دیتے ہو نیکی کا اور اپنے آپ کو بھول جاتے ہو یعنی خود اس پر عمل نہیں کرتے ہو۔ حالانکہ تم کتاب پڑھتے ہو پس تم سمجھتے نہیں"۔

Marfat.com

حافظ شیرازی نے ایسے ہی بے عمل اور ریاکار علمائے کے حق میں فرمایا ہے

واعظاں کیں جلوہ بر محراب و منبر می کنند
چوں بخلوت می روند آں کارِ دیگر مے کنند

ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"نہیں کوئی نبی کہ بھیجا اس کو اللہ تعالیٰ نے اس کی امت میں مجھ سے پہلے مگر ہوتے اس کے حواری (یعنے مددگار) اور اصحاب جو عمل کرتے اس کی سنت پر اور اقتدار کرتے اس کے امر کی پھر ان کے بعد ایسے لوگ پیدا ہوں گے کہ وہ جو کہیں گے کریں گے نہیں اور کریں گے وہ کام جس کا حکم نہیں دیا گیا (یعنے ہوائے نفس کے تابع ہو کر دین کے خلاف چلیں گے) پس جو کوئی ان کے ساتھ جہاد کرے گا اپنے ہاتھ کے ساتھ پس وہ مومن ہے اور جو کوئی جہاد کرے گا ان کے ساتھ اپنی زبان کے ساتھ پس وہ مومن ہے اور جو کوئی جہاد کرے گا ان کیساتھ اپنے دل کے ساتھ پس وہ مومن ہے اور اس کے بعد ایمان ایک رائی کے دانے کے برابر بھی نہیں" (مشکوٰۃ)

جو کوئی دین کا علم ثواب اور آخرت کے لیے نہیں پڑھتا بلکہ وہ اس لئے پڑھتا ہے کہ علماء حق سے مقابلہ کرے اور ان سے جھگڑے تاکہ لوگ اس کی قدر کو پہچانیں یا بے وقوفوں اور عوام الناس کو مرعوب کرے یا لوگوں کی توجہ اپنی طرف مبذول کرے۔ اس کو اللہ تعالیٰ نار میں داخل کرے گا۔ (مشکوٰۃ)

میرے شیخ و مقتدا زبدۃ العارفین قدوۃ السالکین حضرت امیر ملت محدث علی پوری نور اللہ مرقدہٗ جب کسی سے ملتے تو سلام کہنے میں سبقت فرماتے اور پورے ہاتھ سے مصافحہ فرماتے اور جب تک مصافحہ کرنے والا خود اپنا ہاتھ نہ چھڑاتا تب تک آپ ہاتھ نہیں چھوڑتے تھے اور مصافحہ کرنے والے شخص کی طرف اتنا متوجہ ہوتے

Marfat.com

کہ اس کی اور اس کے گھر والوں کی خیر و عافیت تک دریافت فرماتے۔

ازواج مطہرات کے ساتھ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا حُسنِ سلوک

(منقول از: رحمۃ اللعالمین جلد دوم ص۱۳۹)

حدیث میں ہے: خیرکم خیرکم باھلہٖ وانا خیرکم باھلی: سب لوگوں میں اچھا وہ ہے جو اپنی بیوی (کنبہ) کے ساتھ اچھا ہے اور میں تم سب سے بڑھ کر اپنی بیویوں کے ساتھ اچھا ہوں۔"

نبی صلے اللہ علیہ وسلم ہر ایک شوہر کے لئے بتایا کرتے تھے کہ وہ اپنی بیوی کے ساتھ خوش مذاق ہو۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا معمول یہ تھا کہ جب گھر میں داخل ہوتے تو السلام علیکم خود فرمایا کرتے۔ رات کے وقت سلام ایسی آہستگی سے فرماتے کہ بیوی جاگتی ہو تو سُن لے اور سو گئی ہو تو جاگ نہ پڑے۔ کھانے، پہننے۔ مکان اور گزارہ اور ملاقات میں ہر ایک بیوی کے ساتھ مساوی سلوک فرمایا کرتے عموماً بعد عصر ہر ایک کے مکان پر تشریف لے جا کر ان کی ضروریات کو معلوم فرماتے اور بعد نماز مغرب سب بیویوں سے ایک مکان میں مختصر ملاقات فرماتے۔ شب کو نوبت بہ نوبت ہر ایک کے گھر میں استراحت فرمایا کرتے۔ بیویوں کی سہیلیوں کی عزت فرمایا کرتے اور ان کے عزیز و اقارب کو حسن سلوک سے شادکام رکھتے۔ سفر میں روانہ ہونے کے وقت قرعہ اندازی کی جاتی۔ جس بیوی کا نام نکلتا اسی کو ساتھ لیتے۔ ہر ایک بیوی کے رہنے کا مکان الگ تھا اور یہ سب مکان جن کو اللہ پاک نے حجرات اور بیوت النبی اور بیوتکن فرمایا ہے باہم پیوستہ تھے۔ مکان نہایت مختصر تھے مثلاً عائشہ طیبہ کا حجرہ جس کا دریچہ مسجد

Marfat.com

نبوی کے اس حصہ پر لکھا ہے جسکو روضۃ من ریاض الجنۃ ، خیابان جنت میں سے ایک چمن فرمایا گیا ہے اسقدر تھا کہ جب نماز جنازہ مطہرہ کے لئے لوگ اندر داخل ہونے لگے تو دس آدمیوں سے زیادہ کی اس میں گنجائش نہ تھی۔ حجرات کے اندر سامان برائے نام ہوتا تھا مثلاً حضرت حفصہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کے گھر میں[1] حضور کے آرام فرمانے کے لئے ایک ٹاٹ کا ٹکڑا تھا جسے دو تہ کر کے بچھا دیا گیا تھا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کے گھر میں حضور کا بستر چمڑے کا تھا جس کے اندر کھجور کے پتے بھرے ہوئے تھے ام سلمہ کو ام المومنین ہونے کے بعد ام المساکین زینب کا گھر ملا تھا ، ان کو اس گھر میں جو اثاث البیت[1] نظر آیا۔ وہ ایک چکی اور چند سیر جو تھے۔

ابن عباس نے بتایا کہ ان کی خالہ ام المومنین میمونہ کے گھر میں پانی ایک مشک میں ہوتا تھا۔ انس نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ایک پیالہ چوبی کا ذکر کیا ہے جسے مختلف اشربہ[2] میں برتا جاتا تھا۔

فتح خیبر کے بعد نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ہر ایک بیوی کے لئے ۸۰ وسق کھجور کے اور ۲۰ وسق جو کے سالانہ مقرر کر دیئے تھے۔ دودھ کے واسطے عموماً ہر بیوی کو ایک ایک ناقہ شیردار ملا کرتی تھی۔ ازواج مطہرات بھی ہر ایک شی میں مایحتاج[3] رکھ کر باقی سب چیزوں کو رانڈوں ، یتیموں پر خیرات کر دیا کرتی تھیں۔ باوجود اس قدر دلداری اور عطوفت[4] کے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ گوارا نہ تھا کہ کسی بیوی کے منہ سے اپنی سوت کی نسبت کوئی ایسا لفظ بھی نکلے جو ان کی شانِ بلند سے گرا ہوا ہو۔

ام المومنین زینب بنت جحش نے ایک بار ام المومنین حضرت صفیہ کو یہودن

---

[1] گھر کا سامان
[2] مشروبات یعنی پینے کی اشیاء
[3] بقدر حاجت
[4] عطوفت کے معنی مہربانی

Marfat.com

کہہ دیا۔ کچھ شک نہیں کہ ان کا نسب یہود ابن یعقوب تک منتہی ہوتا تھا ۔۔۔ مگر کہنے کا انداز اور لہجہ حقارت آمیز تھا۔ اتنی بات پر حضور کچھ عرصہ تک ام المومنین زینب کے گھر نہ گئے۔ جب انہوں نے توبہ کی تو خطا بخشی ہوئی۔

جب ہم دیکھتے ہیں کہ یہ چھوٹی سی بات یہودن کہنا بھی مرویات میں نقل کی گئی ہے تو ہم کو ازواج النبی صلے اللہ علیہ وسلم کی پاک زندگی کا صحیح تصور بندھ جاتا ہے کیونکہ اس سے زیادہ کوئی بات تلخ بھی کہی گئی ہوتی تو وہ بھی ضرور روایت میں آجاتی ۔۔۔ اللہ اکبر! یہ نتیجہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضان عالیہ کا تھا کہ زوجات کو تاثرات طبعی اور جنسی سے ارفع و اعلیٰ بنا کر صحبت صادقہ ایمانیہ میں متفق و متحد بنا دیا تھا۔ انتہی بعبارتہ

حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں:

آنحضرت بلکہ جملہ انبیا و رسل صلوات اللہ علیہم اجمعین دنیا سے وفات پانے کے بعد اپنی قبور یعنے عالم برزخ میں اپنے جسموں کے ساتھ اسی طرح زندہ ہیں جس طرح دنیا میں زندہ تھے۔ ان کی زندگی شہداء کی زندگی سے بمراحل اعلیٰ و افضل ہے اس لئے کہ ان کی زندگی برزخی ہے دنیوی نہیں۔ انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کی زندگی بالکل دنیا کی زندگی کی طرح ہے جیسا کہ حضرت شیخ محمد عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا:

اگر گویند کہ قرآن مجید ناطق است بموت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم قال اللہ تعالیٰ انک میت وانھم میتون و فرمود آنحضرت انی رجل مقبوض و صدیق اکبر فرمود فان محمدا قد مات واجماع دار ندامت

اگر کہیں کہ قرآن مجید ناطق ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی موت کے ساتھ فرمایا اللہ تعالےٰ نے "بے شک تو مرنے والا ہے اور وہ مرنے والے ہیں" اور فرمایا آنحضرت نے "بیشک میں مرد وفات پانے والا ہوں" اور

ران - جوابش آں کہ اگر آنحضرت چشید
درد موت و مرد بعد ازاں زندہ گردانید
حق تعالے او را چنانکہ در حدیث آمدہ
است کہ من اکرمم نزد خدا ازانکہ بگذارد
مرا در قبر زیادہ بر چہل روز نیز آمدہ است
کہ خدا تعالے حرام گردانیدہ است اجساد
انبیاء را بر ارض پس آنحضرت علیہ السلام
زندہ است بحیات جسمانی دنیاوی
ببدنے کہ حیات داشت و ایں اکمل
است از حیات شہدا کہ روحانی اخروی
است و ایں ثابت است مر روح را
و حق تعالے قادر است کہ پیدا کند برائے
ارواح ایشاں اجساد مثالیہ دراں
عالم با بہند در ابدانے کہ حکم ظروف دارد
بہ نسبت بآنہا چنانکہ آمدہ است ارواح
مومنین در جوف طیور خضر است کہ مے
چرند در زیر قنادیل عرش یا بہشت و
ارواح ایشاں اعادہ کردہ می شود در
ہماں ابدان کہ در دنیا بود و بوسیدہ نشد
و خاک نگشت و حق تعالیٰ قادر است
کہ نگاہ دارد ارواح را بے ابدان ولیکن
نقل وارد شدہ است بوجود آں در ابدان
(مدارج النبوت ج ۲ ص ۱۳۹)

فرمایا صدیق اکبر نے ۔ پس بے شک
محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) نے وفات
پائی اور آپ کی موت پر امت کا اجماع
اور اکٹھ ہے ۔ جواب اس کا یہ ہے
کہ اگر آنحضرت نے موت کا درد چکھا
اور آپ فوت ہوئے تو اس کے بعد
حق تعالیٰ نے آپ کو زندہ کیا جیسے کہ
حدیث میں آیا ہے کہ میں اللہ کے نزدیک
بہت عزت والا ہوں اس سے کہ وہ
مجھ کو چالیس ایام سے زیادہ قبر میں
چھوڑے اور یہ بھی آیا ہے کہ خدا
تعالیٰ نے انبیاء کے جسموں کو زمین پر
حرام کیا ہے پس آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم زندہ ہیں جسمانی دنیاوی
زندگی کے ساتھ اس بدن میں کہ زندگی میں
رکھتے تھے اور یہ زندگی شہدا کی زندگی
سے زیادہ کامل ہے کہ وہ روحانی اخروی
ہے اور ثابت ہے روح کے لئے اور
حق تعالیٰ قادر ہے کہ پیدا کرے ان کی
روحوں کے لئے اس جہاں میں اجسام
مثالیہ اور رکھے ان بدنوں میں جو ان کے
لئے ظروف کا حکم رکھتے ہیں جیسا کہ
آیا ہے ارواح مومنین سبز پرندوں

Marfat.com

کے پیٹ میں ہیں جو چرتے ہیں عرش کی قندیلوں کے نیچے یا بہشت میں لیکن انبیاء کی روحیں پھیری جاتی ہیں انہیں بدنوں میں جو دنیا میں تھے اور بوسیدہ اور خاک نہیں ہوتے حالانکہ حق تعالےٰ قادر ہے کہ روحوں کو بدنوں کے بغیر محفوظ رکھے لیکن نقل وارد ہوئی ہے ان کے اپنے بدنوں کے ساتھ پائے جانے کے ساتھ

سوال :- اگر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اپنی قبور میں دنیا کی زندگی کیطرح اپنے بدنوں کے ساتھ زندہ ہیں تو پھر ان کے لئے کھانا۔ پینا اور سونا لازم ہے تو کیا انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں کھاتے پیتے اور سوتے ہیں ؟

جواب :- ان کے حقیقت حیات سے متصف ہونے سے لازم نہیں آتا کہ وہ اس صفت پر ہوں جب بحدود دنیا میں تھے کہ وہ کھاتے پیتے ، اور سوتے اور بیمار اور تندرست ہوتے تھے جیسا کہ ہم دنیا میں تمام زندوں میں مشاہدہ کرتے ہیں۔ بلکہ عالم برزخ کے احکام اور ہیں وہاں کھانے پینے کی حاجت نہیں پڑتی اس لئے کہ کھانا پینا ایک امر عادی ہے اور برزخ میں حال عادت کے خلاف ہوگا تو جب کھانا پینا حیات کو لازم نہیں۔ بلکہ ایک عادی امر ہے تو کسی وقت کسی عارضہ سے اس کا منتفی ہونا حیات کے انتفا کو لازم نہیں۔ جیسا کہ یہاں دنیا میں بھی کئی مرتاض انسان کئی دنوں اور کئی مہینوں تک نہیں کھاتے پیتے ـــ تو اس وقت کیا وہ زندہ نہیں ہوتے ـــ ؟ یقیناً زندہ ہوتے ہیں۔

اسی طرح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور دیگر انبیاء اگرچہ قبروں میں انہیں کھانے پینے کی حاجت نہیں مگر ان کی زندگی سے انکار نہیں کیا جا سکتا اور ہو سکتا ہے کہ اللہ ان کو جنت کے اطعمہ سے کھلا دے اور پلا دے جیسے کہ یہاں دنیا میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کئی دنوں

Marfat.com

تک روزہ افطار نہیں کرتے تھے۔ آپ کی اتباع میں آپ کے اصحاب میں سے کسی نے اسی طرح روزہ رکھا تو اس پر دشوار ہوا۔ آپ نے فرمایا: ایکم مثلی: "تم میں سے میری مثل کون ہے؟"

ابیت عند ربی ھو یطعمنی ویسقینی

"میں رات کو اپنے رب کے پاس سے گزرتا ہوں وہ مجھے کھلا بھی دیتا ہے اور پلا بھی۔"

اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ان کو روائح و نسائم جیسی روحانی غذا بہم پہنچائی جاتی ہو۔ جیسا کہ شہداء کے حق میں آیا ہے:

یرزقون فرحین: "وہ رزق دیئے جاتے ہیں کہ وہ خوش ہوتے ہیں۔"

حیات النبی کی یہ دلیل بھی ہے کہ آپ کے وصال کے بعد آپ کے ازواج مطہرات آپ کے نکاح سے خارج نہ ہوئیں لہذا ان کے لئے آپ کے بعد جائز نہ ہوا کہ وہ نکاح ثانی کریں اور آپ کا مال بھی آپ کے ملک اور آپ کے نفقہ پر باقی رہا۔ حالانکہ تمام اموات کی بیبیاں ان کے نکاح سے نکل جاتی ہیں اور بعد از عدت ان کے لئے ان کی مرضی کے مطابق شوہر ثانی سے نکاح کرنا جائز ہوتا ہے اور ان کا مال بھی ورثا کے مابین تقسیم ہو جاتا ہے۔ ان کے ملک پر باقی نہیں رہتا۔

(مدارج النبوت صفحہ مذکور)

تفسیر مظہری میں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خدا کی رضا حاصل کرنے کے لئے اذان کہنے والا خون آلود شہید کی طرح ہے جب مرتا ہے تو قبر میں اس کا جسم خراب نہیں ہوتا۔ نیز فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب حافظ قرآن مرتا ہے تو خدا تعالیٰ زمین کو حکم دیتے ہیں کہ اس کا گوشت نہ کھانا — زمین

Marfat.com

عرض کرتی ہے۔ الٰہی میں کس طرح اسے کھا سکتی ہوں جب کہ اس کے سینہ میں تیرا کلام ہے۔ اس قسم کی روایات ابو ہریرہ اور عبداللہ ابن مسعود سے بھی منقول ہیں اور حضرت قتادہ فرماتے ہیں: مجھے خبر پہنچی ہے کہ زمین اس شخص کا جسم بھی نہیں کھاتی جس نے گناہ نہ کئے ہوں۔

حضرت عبداللہ ابن جموح اور عبداللہ بن جبیر دونوں صحابہ کی قبر سیلاب نے کھود ڈالی تو ان کے جسم مبارک چھیالیس سال گزر جانے کے باوجود ایسے تر و تازہ نظر آتے تھے جیسا کہ کل دفن ہوئے ہیں۔

بیہقی میں روایت ہے کہ حضرت امیر معاویہ نے جب نہر الکظیمہ کو احد کے پاس سے گزارنا چاہا تو مدینہ منورہ میں منادی کرا دی کہ جنگ احد کے شہید صحابہ کو ان کے وارث وہاں سے نکال لیں۔ جب لوگوں نے ان کو نکالا تو وہ بالکل تر و تازہ تھے اور حضرت سید الشہدا امیر حمزہ کے پاؤں پر بیلچہ لگا تو خون نکل آیا۔ یہ واقعہ بھی تقریباً چالیس سال کا زمانہ بنتا ہے

ان روایات سے جب شہدا اور حفاظ قرآن اور ایسے صالحین کی جنہوں نے کوئی گناہ نہ کیا ہو زندگی ثابت ہوئی اور ان کے اجسام کو زمین نے نہ کھایا اور وہ اپنی اصلی اور حقیقی حال پر قائم رہے تو سرکار دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم و دیگر انبیا و رسل کی حیات اور ان کے اجسام کا اپنی قبروں میں جوں کا توں آرام فرما ہونا اور زندگی کے جملہ لوازم کا ثبوت بطریق اولیٰ ثابت ہوا۔

جو چیز عقلا مومنوں اور مظلوموں کے لئے آپ کی اتباع کا صدقہ ثابت ہو وہ آپ کے لئے نقلاً کیوں نہ ثابت ہوگی مواہب لدنیہ میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: انبیا اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نمازیں پڑھتے ہیں۔ روح المعانی ص ۳۹ جلد ۲ میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زندہ ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔ آپ کی زندگی تمام زندوں سے افضل اور بہتر ہے، اور یہ بھی ثابت ہے کہ آپ سلام کا جواب بھی ارشاد فرماتے ہیں۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض خواص

خواص سے وہ صفات و کمالات مراد ہیں۔ جو آپ کی ذات ستودہ صفات سے مختص ہیں۔ یعنی آپ کے سوا انبیاء و رسل میں سے کسی میں نہیں پائے گئے۔ شیخ محمد عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے مدارج النبوۃ میں فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص جو صفات و احوال کے قبیل سے ہیں وہ لاتعد ولاتحصیٰ ہیں یعنی ان کا شمار نہیں کیا جا سکتا ہے اور نہ وہ کسی شمار کرنے والے کے شمار میں آ سکتے ہیں۔ بالخصوص وہ صفات و احوال جو باطن کے متعلق ہیں ان کی تہہ تک مخلوق میں سے کسی کا علم نہیں پہنچتا۔

اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روح مبارک کو جس کو نور بھی کہا گیا سب ارواح سے پہلے پیدا فرمایا۔ اور تمام مخلوق کے ارواح کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روح کے بعد اور فیض سے پیدا فرمایا۔ آپ اس وقت نبی تھے جبکہ آدم علیہ السلام ابھی آب و گل میں تھے یعنی ان کا جسم بنانے کے لئے مٹی میں پانی ڈالا گیا تھا اور ان کا جسم ابھی تیار نہیں ہوا تھا۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عالم ارواح میں تمام انبیاء کی روحیں حضور سرور کائنات کی روح پاک سے تربیت پاتی تھیں۔ جب تک آپ کی روح کا آفتاب پردۂ غیب میں تھا تمام حضرات انبیاء کے کواکب آپ کے نور سے روشن تھے جب آپ کی نبوت کا آفتاب افق عالم پر طلوع ہوا تو وہ سب چھپ گئے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جوامع الکلم عطا فرمایا گیا کہ تھوڑے الفاظ میں معانی کثیرہ کو بیان فرماتے تھے۔

عہد الست میں سب سے اول اللہ نے آپ سے اپنی توحید اور ربوبیت کا عہد لیا اور جب اللہ نے بنی آدم کو الست بربکم فرمایا تو سب سے پہلے

Marfat.com

آپ نے بلی کہا - آدم اور تمام جہان کو آپ کے لئے پیدا فرمایا گیا - ساری کائنات کی تخلیق سے اصل مقصود آپ کا وجود با جود ہے - آپ کا اسم شریف ساق عرش اور ابواب جنت پر لکھا گیا - تمام انبیاء سے آپ پر ایمان لانے اور دین میں آپ کی مدد کرنے کا عہد لیا گیا - آدم علیہ السلام سے لے کر آپ کے باپ عبد اللہ تک اور حوا سے لے کر آپ کی ماں آمنہ تک تمام آباء و امہات میں زنا نہیں نکاح ہوتا رہا - شکم مادر سے پاک صاف پیدا ہوئے - جب پیدا ہوئے تو آپ کی ناف کٹی ہوئی تھی اور آنکھیں یوں لگتی تھیں کہ ان میں سرمہ لگا ہوا ہے اور سر کے بالوں میں تیل ہے اور کنگھی کی ہوئی ہے - آپ نے پیدا ہوتے ہی اپنے رب کو سجدہ کیا جب آپ پیدا ہوئے تو آپ کی والدہ نے نور دیکھا جس سے ملک شام کے محلات روشن ہو گئے - آپ کا سینہ بے کینہ چار بار شق کیا گیا - ایک بار اس وقت جب آپ حلیمہ سعدیہ کے پاس تھے دوسری بار جب آپ کی عمر شریف دس برس کو پہنچی - تیسری بار بعثت کے قریب چوتھی بار جس رات آپ کو معراج ہوا -

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں آپ کے ایک ایک عضو کا جدا جدا ذکر فرمایا ہے - قلب کا اس آیت میں - نزل به الروح الامین علیٰ قلبك اور زبان کا اس آیت میں فانما یسرناه بلسانك اور وما ینطق عن الهوی اور آنکھ کا اس آیت میں وما زاغ البصر وما طغی اور منہ کا اس آیت میں دقد نری تقلب وجهك فی السماء اور گردن کا اس آیت میں ولا تجعل یدك مغلولة الیٰ عنقك اور سینہ اور پشت کا اس آیت میں الم نشرح لك صدرك ووضعنا عنك وزرك الذی انقض ظهرك -

شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا یہ اللہ کی حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ کمال محبت و عنایت پر دلالت کرتا ہے - اور یہ مسکین درود شریف : اللهم صل علیٰ روح محمد فی الارواح وعلیٰ جسد محمد فی الاجسام -

کے پڑھنے کے وقت آپ کے ہر ایک عضو شریف کا جدا جدا ذکر کرکے درود شریف بھیجتا ہے۔ الحمدللہ یہ عمل آیات قرآنی کے موافق پڑا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے اسم محمود سے آپ کا اسم شریف کہ محمد اور احمد ہے مشتق کیا۔ آپ سے پہلے کسی زمانہ میں ان دو ناموں کے ساتھ کسی شخص کا نام نہیں ہوا۔ حسان ابن ثابت نے حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مدح میں فرمایا۔

وشق لہ من اسمہ

فذوالعرش محمود وھذا محمد

آپ کے لئے اللہ نے اپنے نام کو پھاڑا تاکہ آپ کو بزرگ ظاہر کرے پس عرش والا محمود اور یہ محمد ہے۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے عالم دنیا میں بہشت کے کھانوں سے کھانا کھلایا اور وہاں کے پانی سے پانی پلایا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جس طرح آگے سے دیکھتے تھے اسی طرح آپ اپنے پیچھے سے دیکھتے تھے۔ اور جس طرح آپ روشنی میں دیکھتے۔ اسی طرح آپ اندھیرے میں دیکھتے تھے۔

آپ جب پتھر سخت پر چلتے تو آپ کے پاؤں مبارک اس کے اندر دھنس جاتے تھے جیسا کہ مقام ابراہیم میں تواتر سے منقول ہے۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کہنیوں کا نشان مکہ شریف میں ایک پتھر میں مشہور ہے اور آپ کے نچر کے قدموں کا نشان بنی معاویہ کی مسجد میں جو مدینہ منورہ میں ہے موجود ہے۔ آپ کے دہن شریف کے پانی یعنی تھوک سے کھارا اور نمکین یا کڑوا پانی میٹھا ہو جاتا تھا اور شیر خوار بچے کو دودھ سے کافی ہوتا تھا۔ آپ کی بر دو بغلیں سفید تھیں۔ اور ان پہ بال نہیں تھے۔ اور نہ وہ متغیر اللون تھیں۔ جیسے عام لوگوں کی ہوتی ہیں۔ آپ کی بصارت و سماعت وہاں تک کام کرتی جہاں تک عام لوگوں کی بصارت و سماعت کام کرنے سے محض عاجز و قاصر ہے اور آپ کی آواز وہاں تک پہنچتی تھی کہ عادتاً عام لوگوں کی آواز کا وہاں تک پہنچنا ناممکن ہے۔ آپ کے خصائص سے ہے کہ آپ کے لئے نسب امری میں زمین اعلام کے ساتھ

Marfat.com

براق لایا گیا۔ علماء نے کہا ہے کہ آپ سے قبل انبیاء براق پر اس کی برہنہ پشت پر سوار ہوتے رہے۔ یہ بھی آپ کے خصائص میں سے ہے کہ حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام جب چلتے تھے تو ملائکہ بھی آپ کے ساتھ آپ کے پیچھے پیچھے چلتے تھے۔ چنانچہ آپ صحابہ کرام کو فرماتے تم آگے آگے چلو اس لئے کہ میرے پیچھے ملائکہ ہیں ان کے لئے جگہ چھوڑ دو۔

آپ کے دین کا تا قیامت باقی رہنا اور آپ کی کتاب کا تا قیامت تحریف اور تبدیل سے محفوظ رہنا آپ کے خصائص میں شمار کیا گیا ہے۔ خصائص میں سے ہے کہ آپ عین نور تھے۔ آپ کا سایہ نہیں تھا اس لئے کہ نور کا سایہ نہیں ہوتا۔ آپ کے جسم پر مکھی نہیں بیٹھتی تھی۔ آپ کے جسم اور پسینہ سے خوشبو آتی۔ آپ کے خصائص میں سے ہے کہ آپ خطا اور نسیان سے پاک ہیں یعنی غلطی اور بھول آپ پر وارد نہیں ہو سکتی۔ اور آپ کے خصائص سے یہ ہے کہ میت سے اس کی قبر میں آپ کی بابت سوال کیا جاتا ہے کہ تو اس مرد کے حق میں جو تمہاری طرف مبعوث ہوا تھا کیا کہتا ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ دوسرے انبیاء کے امتیوں کو مرنے کے بعد قبر میں ان کے انبیاء کی بابت سوال نہیں کیا جاتا تھا۔

بعض عالموں نے فرمایا ہے کہ سوالِ قبر خصائص امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سے ہے کہ ان کو عالم برزخ میں گناہوں سے پاک صاف کر کے عالم آخرت کی طرف لے جائیں۔ آپ کے خصائص میں سے ہے کہ آپ کے اسم شریف کیساتھ قسم کھانا جائز ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کے نام اور صفت کے سوا ملائکہ اور انبیاء میں سے کسی کے نام کے ساتھ قسم کھانا جائز نہیں۔

آپ کے خصائص میں سے ہے کہ آپ کی ازواج مطہرات کو سب ایمان والوں کی مائیں قرار دے کر ان کو سب پر حرام کر دیا گیا۔ آپ کے خصائص سے ہے کہ آپ کی بیٹیوں کی اولاد کو نسب میں آپ کی طرف منسوب کیا گیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہر پیغمبر کی اولاد اس کے صلب

Marfat.com

سے ہے مگر میری اولاد علی کرم اللہ وجہہ کی صلب سے پیدا ہوئی - اور حدیث میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت حسن اور حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہما کی شان میں فرمایا

هذان ابنا بنتی اللهم انی احبهما فاحبهما

یہ دونوں میری بیٹی کے بیٹے ہیں - اے اللہ میں ان سے محبت کرتا ہوں تو بھی ان سے محبت کر"

واحب من یحبهما — اور اس سے بھی محبت کر جو ان سے محبت کرے "

ایک حدیث میں آیا: ان ابنی هذین ریحانتی من الدنیا "بیشک میرے یہ دونوں بیٹے دنیا میں میرے پھول ہیں"

آپ کے خصائص سے ہے کہ ہر نسب اور سبب قیامت کے دن منقطع اور بے سود ہوگا - مگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نسب اور سبب منقطع نہیں ہوگا - آپ کے خصائص سے ہے کہ جس نے خواب میں آپ کو دیکھا اس نے حقیقتاً آپ ہی کو دیکھا کہ شیطان خواب میں آپ کی صورت بن کر نہیں آسکتا - اس لیے کہ سرکار دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم مظہر ہدایت ہیں - اور شیطان علیہ اللعنۃ مظہر ضلالت ——————— ، یعنی شیطان لعین کو مظہر ہدایت کی صورت بننے کی قدرت نہیں - ہاں شیطان لعین اللہ تعالیٰ کی کوئی صورت بنکر دیکھنے والے کو دھوکہ دے سکتا ہے

بعض عالموں اور محدثوں نے فرمایا ہے کہ شیطان کسی بھی پیغمبر کی صورت نہیں بن سکتا اور خواب میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھنے کے لیے یہ شرط نہیں ہے کہ وہ آپ کو کسی خاص صورت میں دیکھے بلکہ دیکھنے والا آپ کو جس صورت میں بھی دیکھے - اس نے آپ ہی کو دیکھا اور بعض نے آپ کی حد میں آپ کی خاص صورت کو جس پر آپ دنیا میں تھے اور جس صورت پر

Marfat.com

آپ کی روح مبارک قبض ہوئی۔ شرذ قرار دیا ہے۔ یہاں تک کہ انہوں نے ان سفید بالوں کا بھی اعتبار کیا ہے جو آپ کی ریش مبارک میں تھے اور بیس تک نہیں پہنچے تھے۔ شیخ محمد عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس اختلاف پر کئی اقوال و روایات و حکایات لکھنے کے بعد فرمایا ہے کہ صحیح تر یہی مذہب ہے کہ دیکھنے والا جس صورت میں آپ کو دیکھے اس نے آپ ہی دیکھا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جس نے مجھ کو خواب میں دیکھا عنقریب وہ مجھ کو بیداری میں دیکھے گا۔ امام حجۃ الاسلام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتاب

میں وضاحت کی ہے کہ ارباب قلوب بیداری میں ملائکہ اور ارواح انبیاء کا مشاہدہ کرتے ہیں۔ بعد ان کی آوازوں کو سنتے ہیں اور ان سے انوار و فیوضات روحانیہ کا اقتباس و استفادہ کرتے رہیں۔ بیان کیا گیا ہے سید نور الدین ایجی والد سید عفی و سید عفیف الدین سے کہ انہوں نے بعض زیارات میں روضۂ مطہرہ کے اندر سے اپنے سلام کا جواب یوں سنا علیک السلام یا ولدی۔ جواب مدینہ اس طرح کی کئی حکایات ذکر کی گئی ہیں جو منام اور دونوں کا احتمال رکھتا ہے۔ اس میں لکھا ہے کہ شیخ شہاب الدین سہروردی قدس سرہٗ العزیز نے عوارف المعارف میں نقل کیا ہے کہ شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں نے اس وقت تک کوئی نکاح نہیں کیا جب تک حضور نبی الکریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھ کو نکاح کرنے کا حکم نہیں فرمایا۔ شیخ محمد عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ شیخ عبداللہ الازہری الحسینی کے روایت سے لکھتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا میں شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس میں حاضر تھا۔ آپ کی مجلس میں تقریباً دس ہزار آدمی بیٹھے ہوئے تھے۔ شیخ علی ابن ہیتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ چونکہ مقرب تھے بالکل آپ کے سامنے بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک ان کو اونگھ آگئی حضرت شیخ نے اہل مجلس کو خاموش ہونے کا حکم دیا۔ سب اس حد تک خاموش

Marfat.com

ہو گئے کہ سناٹا چھا گیا۔ پھر حضرت شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کرسی سے نیچے اترے اور دونوں ہاتھ باندھ کر شیخ علی ابن ہیتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے بکمال ادب سیدھے کھڑے ہو گئے۔ اور اس کو خوب اچھی طرح دیکھتے رہے یہاں تک کہ علی بن ہیتی خواب سے بیدار ہوئے۔ آپ نے اس کو فرمایا کیا تو نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا۔ اس نے عرض کی ہاں۔ آپ نے فرمایا اسی واسطے میں تیرے سامنے کرسی سے اتر کر تیرے سامنے باادب کھڑا ہوا رہا۔ پھر آپ نے پوچھا حضور نے کیا حکم دیا ہے۔ علی ابن ہیتی نے عرض کی آپ کی خدمت میں حاضر رہنے کا حکم دیا ہے۔ اس حکایت سے یہ بات واضح ہوئی کہ علی ابن ہیتی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دیدار فرحت آثار سے خواب میں مشرف ہو رہے تھے۔ اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی بیداری میں آپ کی زیارت سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔

آپ کے نام پر نام رکھنا

آپ کے خصائص میں سے ہے کہ آپ کے نام شریف پر نام رکھنا بہت نیک اور مبارک اور دنیا و آخرت میں باعث سعادت کثیر اور نفع عظیم ہے حضرت انس ابن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا قیامت کے دن دو آدمیوں کو کھڑا کیا جائے گا۔ اور حکم ہوگا کہ وہ جنت میں جائیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کی اس نوازش بے کراں پر بے حد مسرور اور متعجب ہوں گے کہ ان کو حساب و کتاب کے بغیر جنت میں جانے کا حکم ہو رہا ہے۔ عرض کریں گے: اے ہمارے مولیٰ ہماری یہ عزت کس وجہ سے فرمائی جا رہی ہے۔ حالانکہ ہم نے کوئی ایسا عمل نہیں کیا جس کے سبب ہم جنت میں جائیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ تمہاری یہ عزت و کرامت اس لئے ہے کہ تم میں سے ایک کا نام محمد اور دوسرے کا نام احمد ہے

Marfat.com

اور میں نے اپنی عزت و جلال کی قسم کھائی ہے کہ جس کا نام محمد یا احمد ہوگا۔ اس کو نار میں داخل نہیں کروں گا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ــ نہیں کوئی دستر خوان جو بچھایا جائے اور اس پر محمد اور احمد نام والے حاضر ہوں مگر پاک کرتا ہے اللہ تعالیٰ ہر روز دو بار اس گھر کو جس میں وہ دستر خوان رکھا گیا۔ یعنی اللہ تعالےٰ اس گھر کو اپنی رحمت اور برکات روحانیہ سے پُر کر دیتا ہے اور مصائب و امراض صوری و معنوی سے نجات دیتا ہے اور مشکلات کو حل اور آلام کو دور کرتا ہے۔

ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ جس گھر میں محمد اور احمد نام کے آدمی ہوں۔ اللہ تعالےٰ اس گھر کو برکت عطا کرتا ہے۔ منقول ہے کہ جب کسی جگہ چند لوگ کسی امر میں باہم مشورہ کرنے کے لئے جمع ہوں اور ان میں محمد اور احمد نام کے آدمی ہوں تو اللہ تعالےٰ ان کے مشورہ کو بابرکت کرتا ہے۔ ایک روایت میں آیا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جس کا نام محمد اور احمد ہوگا۔ میں اس کی شفاعت کروں گا اور اس کو اپنے ساتھ جنت میں لے جاؤں گا۔

علامہ بوصیری صاحب قصیدہ بردہ نے فرمایا:۔

فان لی ذمۃ منہ بتسمیتی

محمد وھو اوفی الخلق بالذمم

ترجمہ:۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس سبب سے کہ میں نے اپنا نام محمد رکھا ہے عہد کیا ہے کہ آپ میری شفاعت کریں گے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سب لوگوں سے زیادہ اپنے عہد کو پورا کرنے والے ہیں۔

اس مقام پر حضرت شیخ محمد عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ العزیز نے فرمایا کہ میں نے ایک بار حضرت غوث الثقلین پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانی رضی

Marfat.com

اللہ تعالیٰ عنہ کو خواب میں دیکھا کہ میں آپ کے سامنے کھڑا ہوں۔ حاضرین مجلس نے عرض کی! محمد عبدالحق سلام عرض کرتا ہے ___ آپ کھڑے ہوئے اور مجھ سے معانقہ فرمایا اور خوشخبری دی کہ دوزخ کی آگ تم پر حرام ہے۔ یہ بشارت اس بات کا اثر اور نتیجہ ہے کہ میرا نام محمد عبدالحق ہے۔ خواب میں جو میرا اکرام و اعزاز ہوا وہ نام محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی عزت و برکت سے ہوا۔

سوال : کیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام پر نام رکھنا اور آپ کی کنیت ابوالقاسم کو اس کے ساتھ جمع کرنا جائز ہے ؟

جواب : آپ کے نام کے ساتھ نام رکھنے میں سب علماء کا اتفاق ہے اور آپ کی کنیت کے ساتھ کہ ابوالقاسم ہے ___ کنیت کرنے میں علماء کا اختلاف ہے خواہ محمد نام ہو یا نہ ہو۔ بعض علما کا قول ہے۔ کہ نام اور کنیت دونوں کا جمع کرنا منع ہے اگر صرف نام ہو یا صرف کنیت ہو تو جائز ہے۔ یہ قول بہت صحیح ہے۔ علامہ نووی نے فرمایا : اس مسئلہ میں کئی مذاہب ہیں۔ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مطلقاً منع فرمایا ہے۔ یعنی آپ کی کنیت کے ساتھ کنیت کرنی خواہ محمد نام ہو یا نہ ہو منع ہے۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو مطلقاً جائز قرار دیا ہے۔ یعنی نام محمد ہو یا نہ ہو۔ آپ کی کنیت کے ساتھ کنیت کرنا جائز ہے۔ تیسرا مذہب یہ ہے کہ آپ کی کنیت کے کنیت کرنا اس شخص کیلئے جائز ہے جس کا نام محمد نہ ہو۔ اور جس کا نام محمد ہو اس کے لئے جائز نہیں۔ یہ قول اقرب الی الصواب ہے۔

آپ کے خصائص سے یہ ہے کہ حدیث شریف پڑھنے کے وقت غسل اور خوشبو لگانا مستحب ہے اور لائق ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پڑھنے کے وقت اپنی آواز کو پست کرے۔ جس طرح آپ کی ظاہری حیات میں کلام کرنے کے وقت آواز پست کرنے کا حکم تھا :

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ

Marfat.com

"اے ایمان والو! تم اپنی آوازوں کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی آواز پر اونچا نہ کرو۔"

جو حدیثیں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی نقل اور روایت کے واسطے سے ہم تک پہنچی ہیں وہ رفعت و عزت میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس کلام فرحت التیام کے برابر ہیں۔ جو آپ کی زبان مبارک سے سنا گیا۔ حدیث کے آداب میں سے یہ ہے کہ اونچی جگہ پر بیٹھ کر پڑھی جائے۔ مطرف سے روایت ہے، کہ جب امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس دین سیکھنے کے لئے لوگ آتے تو آپ اپنی خادمہ کو باہر بھیجتے تھے کہ وہ دریافت کرے کہ فقہ کا کوئی مسئلہ پوچھنے کے لئے آیا ہے، یا حدیث شریف سننے کے لئے۔ اگر وہ حدیث سننے کے لئے آیا تو آپ اس کو توقف کا حکم دیتے تاکہ آپ حدیث کو بیان کرنے کے لئے تیاری کرلیں۔ آپ پہلے غسل فرماتے اور سفید رنگ کا لباس زیب تن فرماتے اور سر پر پگڑی رکھتے اور عزت و وقار کی بڑی چادر پہنتے اور عود سلگا دیا جاتا اور آپ خوشبو لگاتے۔ پھر آپ کے لئے کرسی رکھی جاتی، آپ اس پر تشریف لاکر بڑے خشوع و خضوع اور ادب و احترام سے حدیث رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) بیان فرماتے اور جو کرسی حدیث رسول (صلے اللہ علیہ وسلم) بیان کرنے کے لئے متعین تھی اس پر حدیث بیان کرنے کے بغیر نہیں بیٹھتے تھے۔ قتادہ اور مالک اور علماء کی ایک جماعت نے طہارت کے بغیر حدیث رسول بیان کرنے کو مکروہ کہا ہے۔ حضرت اعمش اگر وضو سے نہ ہوتے اور اچانک حدیث کو بیان کرنا ہوتا تو اس وقت وضو کرنا دشوار ہوتا تو تیمم فرما لیا کرتے تھے۔

بے شک آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا احترام اور توقیر و تعظیم آپ کی وفات کے بعد حدیث اور آپ کا اسم شریف سننے کے لئے لازم

Marfat.com

اور ضروری ہے ۔ حدیث بیان کرنے کے وقت کسی آنے والے کے لئے کھڑا ہونا خلافِ ادب سمجھا گیا ہے ۔ (مدارج النبوت)

اختیاراتِ مصطفٰے

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

آپ کے خصائص سے ہے کہ آپ کے لئے جائز تھا کہ احکامِ شرع میں سے کسی حکم میں جس کے لئے آپ چاہیں تخصیص فرما دیں ۔ چنانچہ آپ نے حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کو دو مردوں کی شہادت کے قائم مقام قرار دیا ۔ اس کا واقعہ یہ ہے کہ حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک اعرابی سے ایک گھوڑا خرید فرمایا تھا ۔ مگر وہ اعرابی مکر گیا ۔ آپ نے فرمایا : میں سچ کہتا ہوں کہ میں نے تجھ سے گھوڑا خریدا ہے ۔ اس نے کہا آپ گواہ لائیں ۔ اس وقت کا آپ کے پاس کوئی گواہ نہ تھا ۔ مسلمانوں نے اعرابی کو بہت کہا کہ حضور نے کبھی جھوٹ نہیں بولا ۔ آپ جو فرما رہے ہیں سچ فرما رہے ہیں ۔ لیکن وہ اپنی ضد سے باز نہ آیا ۔ یہاں تک کہ اس جگہ حضرت خزیمہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ آ گئے ۔ انہوں نے گواہی دی کہ اے اعرابی میں گواہی دیتا ہوں کہ تو نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آگے اپنا گھوڑا فروخت کیا ہے ۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ۔ اے خزیمہ تو تو اس وقت یہاں حاضر نہیں تھا ۔ خزیمہ نے جو ایمان افروز جواب دیا وہ سنئے :

عرض کیا ۔ یا رسول اللہ (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) جب ہم آسمان کی خبر پر آپ کی تصدیق کرتے تو اس اعرابی پر آپ کے قول کی تصدیق کیوں نہ کریں " ۔

آپ اس سے اس حد تک مسرور و خوش ہوئے کہ آپ نے فرمایا : " خزیمہ !

Marfat.com

آئندہ عدالت میں تیری اکیلے کی گواہی دو مردوں کے برابر ہو گی"
یعنے عدالت میں قاضی کے سامنے جو معاملہ دو مردوں کی گواہی سے فیصل ہو سکتا ہے وہاں تیری ایک ہی گواہی کافی ہو گی۔ (مدارج النبوت)

ام عطیہ کو نوحہ کی اجازت دینا

حضرت ام عطیہ فضلائے صحابیات میں شمار ہوتی ہیں۔ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کی: یارسول اللہ (صلے اللہ علیہ وسلم) آل فلاں ایام جاہلیت میں ہمارے اموات پر نوحہ کرتے تھے۔ اب میرے لئے اس سے چارہ نہیں کہ میں ان کی میت پر نوحہ کروں۔ ان کا یہ قرض میرے سر ہے۔ جس کا ادا کرنا میرے لئے ضروری ہے۔ حالانکہ آیت مبایعت میں جو آپ پر نازل ہوئی ہے اس میں ہم عورتوں کو نوحہ کرنے سے روکا گیا ہے۔ آپ میری مشکل حل فرمائیں۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اگرچہ حکم تو یہی ہے کہ نوحہ حرام ہے مگر میں تمہیں نوحہ کرنے کی اجازت دیتا ہوں —

یہ ہے اختیار خداوندی جو اللہ تعالےٰ نے اپنے پیارے محبوب کو دیا ہوا تھا۔ کہ ام عطیہ کو نوحہ کرنے کی اجازت دے دی، اور اس حکم میں ان کی تخصیص فرما دی۔

اسماء بنت عمیس:

اسماء بنت عمیس جعفر بن ابی طالب کی بیوی تھیں۔ جعفر بن ابی طالب کی وفات کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کو شریعت کے عام حکم کے خلاف، کہ عورت پر چار ماہ دس دن عدت لازم ہے یہ حکم دیا کہ تین دن ماتمی لباس پہن اور پھر جو چاہے سو کر۔ (مدارج)

Marfat.com

ابو بردہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ :

عید الاضحیٰ میں حکم ہے کہ قربانی ذبح نہ کی جائے مگر عید کی نماز کے بعد، ابو بردہ کے پاس ایک بکری تھی، انہوں نے اس کو عید سے قبل ذبح کر دیا — حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خبر ہوئی۔ آپ نے فرمایا : تیری یہ قربانی جائز نہیں ہے۔ یہ دن کھانے پینے کا ہے اس کو خود کھاؤ اور اپنے ہمسایوں کو کھلاؤ قربانی کے لئے اور جانور ذبح کرو — ابو بردہ نے عرض کی۔ حضور! اب تو میرے پاس سوائے بکری کے بچہ کے کوئی جانور نہیں ہے جس کو میں ذبح کروں — آپ نے فرمایا : تمہیں اجازت ہے وہی ذبح کرو! تری قربانی ادا ہو جائے گی۔

اس حکم میں بھی آپ نے ابو بردہ کی تخصیص کر دی۔ یعنی یہ حکم صرف انہیں کے لئے تھا، اوروں کے لئے نہیں تھا۔ (مدارج النبوت)

ماہِ رمضان کے روزے کا کفارہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اندوہ ناک حالت میں حاضر ہوا اور عرض کی یارسول اللہ (صلے اللہ علیہ وسلم) میں ہلاک ہو گیا۔ آپ نے فرمایا : کیوں کیا بات ہے ؟ عرض کی : "یارسول اللہ! میں اپنی بیوی کے پاس چلا گیا ہوں، روزہ ٹوٹ گیا ہے۔ آپ مہربانی فرمائیں اس کے گناہِ عظیم سے پاک فرمائیں۔"

آپ نے فرمایا : "ایک غلام آزاد کر"

اس نے عرض کی : "حضور نہایت غریب آدمی ہوں — میں اس کی طاقت نہیں رکھتا"

آپ نے فرمایا : "ساٹھ مساکین کو کھانا کھلا"

اس نے اس سے بھی معذوری کا اظہار کیا —

آپ نے فرمایا : ایک روزہ قضا کا اور ساٹھ روزے کفارہ کے رکھ"

اس نے عرض کی : حضور خیال فرمائیں۔ جب میں ایک روزے بھی اپنی بیوی سے

Marfat.com

باز نہیں رہ سکتا تو ساٹھ روزوں میں کیسے باز رہ سکتا ہوں "

آپ خاموش ہو گئے۔ تھوڑی ہی دیر کے بعد ایک آدمی کھجوروں سے بھرا ہوا ایک ٹوکرا لے کر حاضر خدمت ہوا۔ آپ نے وہ ٹوکرا اس کو دیتے ہوئے فرمایا کہ یہ کھجوریں غرباء شہر میں بانٹ دے۔ تیرا کفارہ ادا ہو جائے گا۔ اس نے عرض کی: حضور مجھ سے زیادہ شہر میں کون غریب ہے: جس کو میں یہ کھجوریں کھلاؤں۔"

آپ نے تبسم فرماتے ہوئے فرمایا: "جا تو خود کھا اور اپنے اہل و عیال کو کھلا۔ تیرا کفارہ ادا ہو جائے گا۔ (مشکوٰۃ)

آپ کے خصائص سے ہے کہ اگر کوئی عورت ایمان دار آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرے: یارسول اللہ! میں نے اپنی جان آپ کو ہبہ کی تو وہ اگر آپ چاہیں تو آپ کے لئے بغیر مہر اور گواہوں کے جائز ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وامراۃ مومنۃ ان وھبت نفسھا للنبی ان یستنکحھا خالصۃ لک من دون المومنین (سورہ احزاب)

اور ایمان دار عورت اگر بخش دے اپنی جان نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ آپ اس سے نکاح فرمائیں تو اے محبوب یہ صرف آپ کے لئے جائز ہے سوائے ایمان داروں کے "

تفسیر خازن جلد ثالث ۵۰۰ میں ہے:۔

من خصائصہ صلی اللہ علیہ وسلم ان النکاح ینعقد فی حقہ بمعنی الھبۃ من غیر ولی ولا شھود ولا مھر لقولہ خالصۃ لک من دون المومنین۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خصائص سے ہے کہ بے شک نکاح منعقد ہو جاتا ہے آپ کے حق میں ساتھ معنی ہبہ کے بغیر ولی کے

Marfat.com

اور گواہوں کے اور مہر کے۔ واسطے قول اللہ تعالے کے خالصۃ لک من دون المومنین

اور آپ کے خصائص سے یہ بھی ہے کہ آپ کے لئے چار سے زائد عورتوں سے نکاح کرنا جائز تھا۔ اس بات میں علماء نے اختلاف کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی ایسی عورت تھی جس نے اپنے نفس کو آپ کے لئے ہبہ کیا اور آپ نے اس کو قبول فرمایا: بعض نے کہا: آپ کے نکاح میں ایسی کوئی عورت نہ تھی اور بعض نے کہا۔ آپ کے نکاح میں وہ عورت تھی جس نے آپ کے لئے اپنی جان ہبہ کی اور آپ نے اس کو شرف قبولیت عطا فرمایا — پھر وہ تھی کون؟ اس میں بھی اختلاف ہے۔ بعض نے کہا وہ زینب بنت خزیمہ انصاریہ ہے جو ام المساکین ہے اور بعض نے میمونہ بنت حرث اور بعض نے ام شریک بنت جابر کا بنی اسد کے قبیلہ سے اور بعض نے خولہ بنت حکیم کا نام لیا ہے۔ (خازن ص۲۷۴ ج۳)

مدارج النبوت جلد اول ص۱۲۷ میں ہے کہ ایک عورت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اس نے اپنی جان کو آپ کے لئے ہبہ کیا۔ یہ آپ کے لئے جائز تھا۔ مگر آپ کو منظور نہ ہوا۔ ایک مرد نے جو اس مجلس میں حاضر تھا، عرض کی حضور اگر یہ عورت آپ کو منظور نہیں ہے تو اس کو میری زوجیت میں دے دیں۔ آپ نے فرمایا: تیرے پاس اس کا مہر ادا کرنے کے لئے کچھ ہے۔ اس نے عرض کی: نہیں یا رسول اللہ! میرے پاس تو صرف ایک چادر ہے جس کو میں نے اوڑھا ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا: کچھ اور ڈھونڈ اگرچہ لوہے کی انگوٹھی ہی ہو۔ اس نے عرض کی۔ میرے پاس یہ بھی نہیں۔ ہاں مجھے قرآن مجید کی چند سورتیں یاد ہیں۔ آپ نے فرمایا: تو اس کے ساتھ نکاح کر اس چیز کے ساتھ جو تیرے پاس ہے قرآن شریف سے۔ یعنی تیرے اوپر تیری بیوی کے لئے یہی مہر ہے کہ تو اس کو قرآن کی تعلیم دے۔ تیرے بعد قرآن کسی کا مہر نہیں ہوگا یعنے

Marfat.com

یہ صرف میرے حکم سے تیرے لئے ہی جائز ہے اوروں کے لئے نہیں۔

آپ کے خصائص سے ہے کہ حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی قبر شریف یعنے روضۂ مطہرہ میں جو حقیقت میں حضرت عائشہ کا گھر ہے زندہ ہیں ایسے ہی دیگر انبیاء علیہم السلام بھی زندہ ہیں۔ اس کے متعلق اس سے پہلے بھی ذکر کیا گیا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی قبر شریف میں اذان واقامت کے ساتھ نماز ادا فرماتے ہیں (قبر میں آپ کا نماز پڑھنا تکلیف شرعی کے طور پر نہیں، بلکہ محض تلذذ کے طور پر ہے جیسا کہ آپ نے شب اسریٰ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ان کی قبر میں جو ایک سرخ رنگ کے ٹیلہ کے نزدیک ہے نماز پڑھتے دیکھا)

ابن زبالہ سے روایت ہے کہ ایام حرہ میں بوجہ شدت جنگ کے مسجد نبوی میں نماز نہیں پڑھی گئی۔ سب لوگ مسجد سے نکل گئے تھے صرف سعید ابن المسیب مسجد میں باقی رہ گئے۔ سعید ابن المسیب نے فرمایا: جب میں وہاں پریشان اور پراگندہ خاطر ہوا تو میں قبر شریف کے قریب گیا۔ وہ وقت ظہر کی نماز کا تھا۔ میں نے قبر شریف سے اذان واقامت کی آواز سنکر ظہر کی نماز ادا کی۔ میں نے تین دن اور تین راتیں وہاں گزاریں اور ہر نماز کو قبر شریف سے اذان کی آواز کو سنکر ادا کرتا تھا۔ تین دن کے بعد جب دوسرے لوگ مسجد میں آئے۔ تو انہوں نے بھی قبر شریف سے اذان واقامت کی آواز کو سنا۔ اس مقام پر شیخ محمد عبدالحق محدث دہلوی نے ایک نفیس بحث لکھی ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی قبر شریف میں ہیں!

جاننا چاہیئے کہ آپ کی حیات پر تو تمام علماء کا اتفاق ہے۔ اس کے بعد اس بات پر علماء کا اختلاف ہے کہ آپ اپنی قبر شریف میں ہیں یا ہر جگہ کہ جہاں چاہے۔ بہشت میں یا آسمان میں یا کسی دوسری جگہ۔ سو آپ کسی ایک جگہ معین

Marfat.com

نہیں ہیں۔ بعض کا قول ہے کہ ہم نے حضور پر نور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جسد اقدس کو قبر شریف میں رکھا۔ اس سے آپ کے باہر آنے کی بجائے پاس کوئی دلیل نہیں ہے۔ لہذا یہی بات قرین قیاس ہے کہ آپ اسی قبہ شریفہ میں ہیں جہاں آپ کو رکھا گیا۔ اور اگر یہ کہا جائے کہ یہ بقعہ یعنے جگہ تنگ ہے جو آپ کے جسم شریف کے لئے ہرگز موزوں (مناسب) نہیں تو اس کا جواب یہ ہوگا کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ ایمان دار کی قبر کو ستر گز (یا اس سے بھی زیادہ تا حد بصر کشادہ کیا جاتا ہے۔ چہ جائیکہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کو کشادہ نہ کیا جائے بلکہ اس کی وسعت اور کشادگی تو حد قیاس سے خارج ہے۔ اور اگر کہا جائے کہ فردوس اعلیٰ آپ کے جسم شریف کی تمکین و استقرار کے لئے آپ کی قبر شریف سے زیادہ اعلیٰ اور زیادہ مناسب ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ آنحضور پر نور صلے اللہ علیہ وسلم اگر اپنی قبر شریف میں ہیں تو اس سے زیادہ کونسا بہشت اعلیٰ اور افضل ہو سکتا ہے — ؟

امام تقی الدین سبکی رحمت اللہ تعالے علیہ نے فرمایا ہے کہ اگر اس زمین کے قطعہ کو جس کو حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اعضائے شریفہ کے ساتھ ضم اور پیوستگی حاصل ہے تمام اماکن اور مواضع پر یہاں تک کہ کعبہ معظمہ اور عرش عظیم پر ترجیح و تفضیل دیں تو میں نہیں جانتا کہ کسی مومن کو اس میں توقف ہو اور حدیث اذان و اقامت کے قبر شریف سے سننے کی جسکو سعید ابن المسیب نے روایت فرمایا جو اوپر مذکور ہوئی اور وہ حدیث جس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ شب اسریٰ میں میں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ان کی قبر میں نماز پڑھتے دیکھا ہے اس قول کی تائید و تصدیق کرتی ہے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اپنی قبر میں تشریف رکھتے ہیں اور حدیث حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے انبیاء کو شب معراج میں جامع اقصیٰ میں اور آسمانوں پر دیکھنے کی اور حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ستر بنی اسرائیلیوں کے ساتھ دیکھنے کی کہ وہ حج کے لئے آئے ہیں اور انہوں نے

Marfat.com

بیت اللہ شریف کا طواف کیا ہے اور انہوں نے لبیک پڑھی ہے۔ آپ کے لئے مکان کے اطلاق کو ثابت کرتی ہے۔ انتہیٰ واللہ اعلم بالصواب۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تین چیزوں سے محبت تھی:

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے:

حُبِّبَ اِلَیَّ مِنْ دُنْیَاکُمْ ثَلَاثٌ اَلطِّیْبُ وَالنِّسَاءُ وَقُرَّۃُ عَیْنِیْ فِی الصَّلٰوۃِ۔

"میری طرف تین چیزیں تمہاری دنیا سے محبوب بنائی گئی ہیں۔ خوشبو اور عورتیں اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے"

حضرت ابوبکر نے سنا تو فرمایا: مجھے بھی دنیا سے تین چیزیں محبوب ہیں:

الجلوس بین یدیک وانفاق مالی علیک والصلوٰۃ علیک یارسول اللہ (آپ کی خدمت میں آپ کی نگاہِ رحمت پناہ کے سایہ میں بیٹھنا اور اپنا مال آپ کی ذات پر خرچ کرنا اور ہر دم آپ پر درود شریف پڑھنا"

حضرت عمر نے عرض کی: یارسول اللہ مجھ کو بھی دنیا سے تین چیزیں محبوب ہیں آپ نے فرمایا: کیا؟ عرض کی:-

الامر بالمعروف والنہی عن المنکر واقامۃ الحدود

نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا اور حدود کا قائم کرنا

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے عرض کی: حضور مجھ کو بھی دنیا سے تین چیزیں محبوب ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ کیا؟ عرض کی

اطعام الطعام وافشاء السلام والصلوٰۃ باللیل والناس نیام

کھانا کھلانا اور سلام ظاہر کرنا اور رات کو نماز پڑھنا جبکہ لوگ سوئے ہوئے ہوں"

Marfat.com

حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ عنہ بھی خاموش نہ رہے ۔ عرض کی حضور مجھے بھی دنیا کی تین چیزوں سے محبت ہے ۔ فرمایا : کون سی تین چیزیں ؟ عرض کی ۔

الضرب بالسیف والصوم فی الصیف واکرام الضیف

تلوار مارنا اور گرمی میں روزہ رکھنا — اور مہمانوں کی تواضع کرنا "

ابھی یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں اور مجلس قائم تھی کہ روح القدس حضرت جبرئیل علیہ السلام حاضر ہوئے ۔ عرض کی : یارسول اللہ ! مجھے بھی دنیا سے تین چیزیں محبوب ہیں فرمایا کیا ؟ — عرض کی ،

اَلنُّزُوْلُ عَلَی النَّبِیِّیْنَ وَتَبْلِیْغُ الرِّسَالَۃِ لِلْمُرْسَلِیْنَ ۔
وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۔

نبیوں پر نازل ہونا اور پیغمبروں کو حق کا پیغام پہنچانا اور اللہ کی جو سب جہانوں کا مالک ہے حمد کرنا ۔

اسی وقت اللہ تعالیٰ سے وحی آئی : اے میرے محبوب مجھ کو بھی تین چیزوں سے محبت ہے ۔ عرض کی : اے میرے مولیٰ تجھے کن تین چیزوں سے محبت ہے ارشاد باری ہوا :

لِسَانٌ ذَاکِرٌ وَقَلْبٌ شَاکِرٌ وَجَسَدٌ عَلَی الْبَلَاءِ صَابِرٌ ۔

" زبان ذکر کرنے والی ۔ دل شکر گزار اور جسم بلا پر صبر کرنے والا "

ان تمام چیزوں کا کسی خوش نصیب کے اندر ہونا حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت اور کمال اتباع اور سچی غلامی کی حجت اور سند ہے ۔

منقول ہے کہ جب یہ حدیث امام اعظم کو پہنچی تو انہوں نے بھی دنیا سے تین تین چیزوں سے محبت کا اظہار کیا ۔ ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا مجھ کو بھی دنیا میں تین چیزوں سے محبت ہے ۔ پوچھا گیا کون سی ہے — فرمایا

تَحْصِیْلُ الْعِلْمِ فِیْ طُوْلِ اللَّیَالِیْ وَتَرْکُ التَّرَافُعِ وَالتَّعَالِیْ

Marfat.com

وَقَلْبٌ مِنْ حُبِّ الدُّنْیَا خَالٍ۔

"لمبی راتوں میں حصول علم کی کوشش کرنا اور تکبر و غرور کو ترک کرنا اور دل جو دنیا کی محبت سے خالی ہو۔"

امام مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا: مجھے دنیا کی ان تین چیزوں سے محبت ہے:

مجاورۃ روضۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم وملازمت تربتہ وتعظیم اہل بیتہ۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اقدس کی مجاورت (ہمسائیگی) اور آپ کے درِ خاک کی ملازمت اور آپ کی اہل بیت کی تعظیم

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: مجھے دنیا کی یہ تین چیزیں محبوب ہیں:۔

عشرۃ الخلق باللطف وترك ما یودی الی التکلف والاقتداء بطریق المتصوف۔

"مخلوق کے ساتھ نرم برتاؤ کرنا اور جس میں تکلف ہو اس کا ترک کرنا اور تصوف کے طریق کی پیروی کرنا۔"

حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا مجھے دنیا سے یہ چیزیں محبوب ہیں:

متابعۃ النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فی اخبارہ والتبرك بانوارہ وسلوك طریق آثارہ۔

"نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آپ کی حدیثوں میں پیروی کرنا، اور آپ کے انوار سے برکت حاصل کرنا اور آپ کے آثار کے راستے پر چلنا۔

٭٭٭

Marfat.com

حدیث مذکور کے متعلق علمی بحث :

یہ حدیث بالفاظ مذکورہ عوام میں مشہور و معروف ہے۔ ورنہ صاحب مشکوٰۃ نے کہا ہے کہ احمد اور نسائی نے اس حدیث کو بایں طور روایت کیا ہے :

حُبِّبَ اِلَیَّ الطِّیْبُ وَالنِّسَاءُ وَقُرَّۃُ عَیْنِیْ فِی الصَّلٰوۃِ۔

یا یسے ہی سخاوی نے مقاصد حسنہ میں کہا اور طبرانی نے اس حدیث کو اسی طرح مرفوعاً روایت کیا ہے۔

سخاوی سے منقول ہے کہ یہ حدیث جو لفظ ثلث کی زیادتی سے روایت کی گئی ہے میں نے اس پر اطلاع نہیں پائی۔ مگر دو جگہ احیاء العلوم میں اور کشاف کی تفسیر سورہ آل عمران میں ان دو جگہوں کے بغیر میں نے اس زیادتی کو حدیث کے طریقوں میں سے کسی طریقہ میں نہیں پایا۔ زرکشی نے کہا کہ وارد نہیں ہوئی زیادتی لفظ ثلث کی اس حدیث میں جبکہ یہ زیادتی حدیث کے معنی کے لائق بھی نہیں اس لئے کہ نماز دنیا سے نہیں ہے۔ اگرچہ شیخ ابن حجر عسقلانی نے تخریج میں اس کی توجیہہ بیان کی ہے۔ رافعی اور ولی الدین عراقی نے بھی ثلث کی زیادتی کا انکار کیا ہے اور کہا ہے کہ نماز امور دنیا سے نہیں ہے۔

اس تقریر سے ثابت ہوا کہ اصل حدیث جس پر جملہ ائمہ کا اتفاق ہے۔ وہ یہ ہے۔

حبب الی الطیب والنساء وقرۃ عینی فی الصلوٰۃ — یہ حدیث بے اشکال ہے یعنے اس پر کوئی اشکال وارد نہیں ہوتا اور حدیث کے بعض طرق میں : من الدنیا ؛ یا من دنیا کم بھی آیا ہے اور بعض کتب میں اس لفظ کے ساتھ ثلث بھی جمع ہے جیسا کہ اوپر مذکور ہوا۔

حدیث پر اشکال ان دونوں زیادتیوں کے جمع ہونے سے وارد ہوتا ہے۔ اگر ان دونوں میں سے صرف ایک زیادتی ہو تو پھر بھی کوئی اشکال وارد نہیں ہوتا۔

Marfat.com

توجیہہ اشکال

بعض علماء نے فرمایا کہ ان اشیاء کے دنیا سے ہونے سے مراد خود حضور پُر نور سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کا دنیا میں ہونا ہے یعنی آپ کو عالم دنیا کی حیات اور زندگی میں خوشبو اور عورتیں۔ خدا تعالے کے محبوب کر دینے سے محبوب ہیں۔ اور آپ کی آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے

اب وہ اشکال رفع ہوگیا کہ تین چیزوں کا دنیا سے متعلق ہونا جو حدیث کے الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے صحیح نہیں، اس لئے کہ نماز دنیا سے نہیں بلکہ اس کا تعلق دین یا آخرت سے ہے۔

اور یہ بھی جاننا چاہیئے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کو خوشبو، اور عورتوں کی محبت اپنے رب کے ساتھ مشغول و مصروف اور لو لگانے سے مانع نہیں ہے جیسا کہ حضرت عائشہ کی ایک حدیث میں آیا ہے کہ حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام گھر میں ہمارے ساتھ باتوں میں مصروف ہوتے کہ مسجد میں اذان ہوتی۔ آپ فوراً ہماری طرف سے رُخ پھیر لیتے اور مسجد میں تشریف لے جاتے اور یوں لگتا کہ آپ کو ہم سے کوئی تعلق اور واسطہ ہی نہیں ہے۔

(از مدارج النبوت جلد اول ملخصاً)

Marfat.com

خلیل وحبیب کی حقیقت

حضرت ابراہیم علیٰ نبینا صلے اللہ علیہ وسلّم کو اللہ تعالیٰ نے اپنا خلیل بنایا قرآن اور حدیث اس پہ گواہ ہے اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو تمام پیغمبروں کے آخر مبعوث ہوئے اللہ تعالیٰ نے اپنا حبیب بنایا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حبیب اللہ ہونا بھی قرآن اور حدیث سے ثابت ہے۔ قرآن سے اس طرح ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی اتباع کرنے والوں کو اپنا محبوب یا حبیب کہا ہے: قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ویغفرلکم ذنوبکم واللہ غفور رحیم اے میرے محبوب فرما دیں اگر تمہیں اللہ سے محبت ہے تو میری اتباع کرو اللہ تمہیں اپنا محبوب بنائے گا۔ اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔ جب آپ کا متبع اور پیروی کرنے والا اللہ تعالیٰ کا حبیب ہے تو آپ بطریق اولیٰ اللہ تعالیٰ کے حبیب ہوں گے۔ اور حدیث سے آپ کا حبیب اللہ ہونا اس حدیث سے ثابت ہے جسا ترمذی نے ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے نقل کیا کہ ایک مجلس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اصحاب بیٹھے ہوتے انبیاء سابقین کا مذاکرہ کر رہے تھے کسی نے آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی فضیلت پر اظہار تعجب کیا کہ اللہ نے ان کو برگزیدہ کیا۔ کسی نے حضرت موسےٰ علیہ السلام کی شان میں کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے کلام فرمایا اور کسی نے کہا ابراہیم علیہ السلام کی کیا ہی شان ہے کہ ان کو خلیل بنایا۔ کسی نے کہا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عجیب شان ہے کہ وہ کلمۃ اللہ اور روح اللہ ہیں۔ ابھی وہ یہاں تک پہنچے ہی تھے کہ حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کے قریب آگئے اور فرمایا جو تم نے کہا ہے میں نے اس کو سنا ٹھیک ہے حضرت آدم صفی اللہ اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ اور حضرت موسیٰ کلیم اللہ اور حضرت عیسےٰ کلمۃ اللہ اور روح اللہ ہے۔ سنو میں حبیب اللہ ہوں

Marfat.com

اس حدیث سے آپ کا حبیب اللہ ہونا ثابت ہوا۔ خلیل خلت سے فاعل کے معنی میں ہے۔ اور حبیب محبت سے فاعل اور مفعول کے معنی میں ہے۔ اکثر علماء نے فرمایا ہے کہ حبیب اللہ کی شان خلیل اللہ کی شان سے بہت بلند اور اونچی ہے۔ دلیل یہ ہے کہ حبیب اللہ ہمارے نبی حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا لقب ہے اور آپ ابراہیم اور تمام انبیاء سے افضل ہیں تو آپ کا لقب بھی تمام انبیاء سابقین کے القاب سے افضل و اعلیٰ ہوگا۔

شرح مشکوٰۃ میں ہے: انا حبیب اللہ کے معنی ہیں میں اللہ کا محب بھی ہوں اور محبوب بھی حدیث مذکورہ میں انبیاء کے فضائل کی تصدیق تثبیت کے بعد آپ کا انا حبیب اللہ فرمانا اس بات کی بین اور روشن دلیل ہے کہ آپ تمام انبیاء سے افضل و اکمل ہیں اور جو اوصاف ان میں متفرق ہیں آپ ان سب کے جامع ہیں پس آپ حبیب بھی ہیں خلیل بھی ہیں کلیم بھی ہیں اور مشرف بھی ہیں جاننا چاہیئے کہ حبیب اور خلیل کے درمیان فرق یہ ہے کہ خلیل خلت بمعنی حاجت سے ہے۔ ابراہیم علیہ السلام کا افتقار و احتیاج رب تعالیٰ کی طرف تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنا خلیل بنایا اور حبیب بروزن فعیل فاعل اور مفعول کے معنی میں ہے پس حضور صلے اللہ علیہ وسلم محب بھی ہیں اور محبوب بھی۔ خلیل اپنے محبوب سے اپنی حاجت کے لئے محبت کرتا ہے جیسا کہ اس کے مفہوم سے ظاہر ہے اور حبیب کی محبت اپنے محبوب سے بغیر کسی حاجت اور غرض کے ہوتی ہے دوسرے لفظوں میں یوں بھی کہا جا سکتا ہے کہ خلیل اور اس کے محبوب کے مابین حاجت اور غرض کا واسطہ ہوتا ہے۔ اور حبیب اور اس کے محبوب کے درمیان کسی بھی غرض کا واسطہ نہیں ہوتا۔ خلیل اپنے رب کی طرف واسطہ کے ساتھ پہنچتا ہے اور حبیب اپنے رب کی طرف بغیر واسطہ کے رسائی حاصل کرتا ہے۔ حاصل اس کلام کا یہ ہے کہ خلیل بمنزلہ مرید سالک طالب کے ہے اور حبیب بمنزلہ مراد مجذوب مطلوب

Marfat.com

کے (اللہ جس کو چاہے اپنی طرف کھینچتا ہے اور اس کو اپنی طرف ہدایت دیتا ہے جو اس کی طرف رجوع کرے۔) اسی لئے کہا گیا ہے کہ خلیل کی شان یہ ہے کہ اس کا فعل اللہ کی رضا کے ساتھ ہوتا ہے اور حبیب کی شان یہ ہے کہ اللہ کا فعل اس کی رضا کے مطابق ہوتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔
فلنولینك قبلة ترضٰها۔ اے محبوب ہم آپ کے رخ انور کو اس قبلہ کی طرف پھیریں گے جو آپ کو پسند ہے۔ ولسوف یعطیك ربك فترضیٰ ہم آپ پر عنقریب اسقدر عطا کریں گے کہ آپ راضی ہو جائیں۔ اور کہا گیا ہے کہ خلیل کی مغفرت حد طمع میں ہے جیسا کہ فرمایا ابراہیم نے۔
والذی اطمع ان یغفرلی۔ الایۃ (اور وہ رب کہ میں طمع رکھتا ہوں کہ وہ مجھ کو بخشدے) اور حبیب کی مغفرت مرتبہ یقین میں ہے جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے لیغفر لك اللہ ما تقدم من ذنبك وما تاخر تاکہ بخشے اس چیز کو جو پہلے ہوئی آپ کے ذنب سے یا پیچھے ہوئی۔ یعنی آپ کے تمام گناہ مفقود اور بخشے ہوئے ہیں خواہ اگلے ہوں یا پچھلے ہوں ا خلیل نے کہا، ولا تخزنی یوم یبعثون ـــ اے اللہ قیامت کے دن مجھے رسوا نہ کرنا اور حبیب کی شان یہ ہے کہ خود اللہ تعالیٰ نے اس کے حق میں فرمایا!
یوم لا یخزی اللہ النبی والذین آمنوا۔ اس دن اللہ رسوا نہیں کرے گا نبی کو یعنی محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو اور جو ایمان لائے۔ خلیل نے عرض کی واجعل لسان صدق فی الاخرین اور کر میرے لئے سچی زبان یعنی ثنا پیچھے آنے والوں میں قیامت کے دن تک) اور حبیب کے لئے خود فرمایا ورفعنا لك ذکرك۔ اور اے محبوب ہم نے آپ کے ذکر کو بلند کیا خلیل نے عرض کیا: واجعلنی من ورثۃ جنت النعیم اے اللہ کر مجھ کو جنت النعیم کے وارثوں سے۔ اور اللہ تعالیٰ نے حبیب کے لئے فرمایا انا اعطینك الکوثر: بیشک ہم نے اے محبوب! آپ کو کوثر عطا فرمایا

Marfat.com

اور اظہر استدلال اس پر کہ آپ کی محبوبیت کا مرتبہ درجہ کمال پر ہے یہ آیت ہے قل ان کنتم تحبون اللہ یحببکم اللہ (انتہی) علی ہامش المشکوٰۃ المصابیح صہ ۵۱۲ ۔ شفاء میں اس پر یہ زیادتی ہے کہ خلیل اللہ تعالیٰ کے قول وکذٰلک نری ابراھیم ملکوت السمٰوٰت والارض کے مطابق اللہ تک بالواسطہ پہنچا اور حبیب اللہ تعالیٰ کے قول وکان قاب قوسین او ادنیٰ کے مطابق اللہ تک بلا واسطہ پہنچا۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لفظ "کُن" استعمال کیا:

اللہ تعالیٰ کی شان ہے کہ وہ جس چیز کے وجود و خلق کا ارادہ کرتا ہے اس کو اپنے علم میں کہتا ہے ۔ کُن ۔ ہو جا فیکون پس وہ ہو جاتی ہے یہ صفت اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو بھی عطا فرمائی جیسا کہ حدیث میں آیا ہے تو ابوذر ہو وہ ابوذر ہو گیا ۔ کھجور کی ایک ٹہنی کو جنگ تبوک میں فرمایا تو تلوار ہو جا ۔ وہ تلوار ہو گئی ۔ ایسی مثالوں کو حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ و السلام کے خوارق عادت اور معجزات میں شمار کیا جاتا ہے ۔ جب آپ کو معجزات کے ظہور کی اجازت تھی تو کن استعمال کرنے کی بھی آپ کو اجازت ہوئی بلکہ اس عالم دنیا میں اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے محبوب کی امت کے تمام اولیاء کو بھی کن کے ساتھ تصرف کرنے کی اجازت دی ہوئی ہے مگر وہ اس کو ادبا دارِ دنیا میں استعمال نہیں کرتے اس لئے کہ اس کا حقیقی اور اصلی موطن و محل دارِ آخرت ہے یہاں دنیا میں وہ اس کی بجائے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھتے ہیں ۔ یعنی جو کام کن سے لیا جا سکتا ہے وہ بسم اللہ سے لے لیتے ہیں ۔ صفت تکوین حقیقتاً ظاہراً و باطناً دنیا و آخرت میں صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ مختص ہے اور اس کی اعطا سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کی امت کے لئے بھی ہے ۔ اگرچہ اولیاء نے دنیا میں اس کو ادباً

Marfat.com

استعمال نہیں کیا تاکہ تکوین ظاہراً و باطناً اللہ ہی کے لئے ہو۔

تمام انبیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نائب ہیں :

الیواقیت والجواہر صـ۲۲ جلد ثانی فکل نبی تقدم علی زمن ظہورہ فھو نائب لہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فی بعثتہ بتلک الشریعۃ ذکر الشیخ تقی الدین السبکی

پس جو نبی آپ کے ظہور کے زمانہ پر مقدم ہے وہ اپنی بعثت میں اس شریعت کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نائب ہے۔ ہر شریعت جس کے ساتھ کوئی نبی مبعوث ہوا حقیقت میں وہ شریعت حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ کی شریعت ہے جو اس زمانے کے تقاضوں کے مطابق اہل زمانہ کے ساتھ مخصوص ہے۔ تمام پیغمبروں کی نیابت کی کتاب مذکور میں یہ دلیل دی گئی ہے کہ حضور نبی اکرم علیہ والسلام نے فرمایا اگر موسٰی زندہ ہوتا تو اس کو چارہ نہ ہوتا میری اتباع کے بغیر اور جب عیسٰی علیہ السلام قرب قیامت میں آسمان سے نزول فرمائیں گے تو اپنی شریعت پر جس کے ساتھ وہ مبعوث ہوئے عمل نہیں کریں گے بلکہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی شریعت اور سنت کی اتباع کریں گے۔ ہر پیغمبر نے اپنے زمانہ میں آپ کا ذکر کیا اور لوگوں کو آپ کی آخیر زمانہ میں آمد کی اطلاع دی اور ان کو وصیت کی کہ تم میں جو کوئی آپ کے عہد اور زمانہ کو پائے ، وہ آپ پر ایمان لائے۔ اور آپ کی مدد کرے۔ اور جو تم سے آپ کے زمانہ کو نہ پائے وہ مرنے کے وقت اپنی اولاد سے یہی عہد لے۔

وسعتِ علم آنحضور پُرنور صلے اللہ علیہ وسلم :

مدارج النبوت جلد اول صـ۱۴۴ ہر چہ در دنیا ست از زمان آدم تا اوردن نفخہ اولی بروے منکشف ساختند تا ہمہ احوال را از اول تا آخر معلوم گرد د یاران خود را نیز از بعضی ازاں احوال خبر داد ۔ آدم علیہ السلام کے زمانے سے

Marfat.com

سے لے کر نفخہ اولیٰ تک جو کچھ دنیا میں ہے سب حضور صلے اللہ علیہ وسلم پر منکشف اور روشن کیا گیا۔ یہاں تک کہ آپ نے اول سے آخر تک تمام احوال کو معلوم کیا۔ اور اپنے دوستوں کو بھی ان سے بعض احوال کی خبر دی۔

اس سے معلوم ہوا کہ حضور نبی اکرم علیہ الصّلوٰۃ والسلام سے ابتدائے آفرینش عالم سے لے کر اس کی انتہا تک دنیا کا کوئی حال اور اس کی کوئی چیز چھوٹی یا بڑی مستور اور مخفی نہیں ہے۔

علم غیب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا :

شیخ محمد عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب مدارج النبوت جلد اول صفحہ ۳۴ پر لکھا ہے۔

از جملہ معجزات باہرہ وے صلے اللہ علیہ وسلم بودن اوست مطلع بر غیوب و خبر دادن بآنچہ حادث خواہد شد از کائنات۔ علم غیب اصالۃً مخصوص ست پروردگار تعالیٰ و تقدس کہ علام الغیوب است و ہر چہ بر زبان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و بعضے از تابعان وے ظاہر شدہ است بوحی یا بالہام در حدیث آمدہ است۔ وَ اللہِ اِنِّی لا اعلم الا ما علمنی ربی۔ حضور نبی اکرم علیہ الصّلوٰۃ والسلام کے غالب اور مشہور معجزات سے یہ ہے کہ آپ غیوب پر مطلع ہیں اور آپ نے اس چیز کی خبر دی ہے جو آئندہ دنیا کے اندر پیدا ہو گی۔ علم غیب اصالۃً پروردگارِ عالم کے ساتھ مخصوص ہے کہ علام الغیوب وہی ہے اور جو چیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر اور آپ کے بعض پیروکاروں کی زبان پر ظاہر ہوئی وہ وحی یا الہام کے ساتھ ہے۔ حدیث میں آیا ہے قسم ہے اللہ کی میں نہیں جانتا مگر وہی جس کا میرے رب نے مجھ کو علم دیا یہ مستثنیٰ کو نین دین و دنیا ظاہر و باطن کے علم کو محیط ہے۔

معراج حضور، حضور پر نور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات

Marfat.com

باہرہ سے بہت عظیم الشان معجزہ معراج ہے جو نبوت کے دسویں سال رجب کی ستائیسویں شب کو ہوا۔ معراج کی ابتدا مسجد الحرام سے ہوئی اور اس کی انتہا مسجد اقصیٰ پر ہوئی۔ یہ آپ کے اس معجزانہ سفر کا ایک حصہ ہے جس کو قرآن پاک میں اسرا فرمایا گیا ہے۔

سبحان الذی اسریٰ بعبدہٖ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی الذی بارکنا حولہ لنریہ من اٰیاتنا انہ ھو السمیع البصیر

پاک ہے وہ ذات جس نے رات کو اس کے قلیل حصہ میں اپنے بندے (محمدؐ) کو سیر کرائی مسجد الحرام (بیت اللہ) سے مسجد اقصیٰ تک۔ جس کے گردا گرد کو ہم نے بابرکت بنایا ہے (یہ سیر اس لئے کرائی) کہ ہم آپ کو اپنی قدرت کی نشانیاں دکھائیں بیشک وہ سننے والا دیکھنے والا ہے پھر آپ کو آسمانوں پر لے جایا گیا۔ اس کو معراج کا نام دیا گیا کیونکہ اس میں عروج الی الفوق پایا گیا ہے لیکن عام طور پر اس سیر کے دونوں حصوں پر معراج یا اسرا کا لفظ بولا گیا ہے۔

اہل سنت و جماعت کے نزدیک معراج آپ کو روح اور جسم سمیت بیداری میں ہوا۔ یہت صحیح قول یہی ہے۔ جنہوں نے اس کے خلاف گفتگو کی ہے وہ مردود اور بالکل غلط ہے جس کا جواب علماء اہل سنت نے دلائل قاہرہ اور براہین باہرہ سے ان کو دیا ہے۔ معراج میں آپ براق میں سوار ہوئے۔ آپ نے فرمایا براق ایک دابہ (جانور) ہے جس کا رنگ سفید ہے۔ بڑا تیز رفتار کہ وہ اپنا پاؤں وہاں رکھتا ہے جہاں اس کی نگاہ پڑتی ہے۔ گدھے سے چھوٹا اور گھوڑے سے بڑا ہے۔ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

سوار جہاں گیر یکراں براق!
کہ بگذشت از قصر نیلی رواق

مسجد اقصیٰ میں تمام انبیاء سے آپ کی ملاقات ہوئی۔ اور وہاں آپ

Marfat.com

نے دو رکعت نماز تحیۃ المسجد ادا فرمائی اور جملہ انبیاء سے آپ کی اقتداء کی
پھر ایک اجلاس ہوا جس میں ہر پیغمبر نے باری باری کھڑے ہو کر اللہ تعالے
کی حمد و ثنا کے بعد اللہ تعالیٰ کے انعام و اکرام کا ذکر فرمایا جس سے اللہ تعالیٰ
نے ان کو نوازا آخر میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی حمد و ثنا کے
بعد ان نعمتوں کا تحدیث نعمت کے طور پر ذکر فرمایا جن سے اللہ تعالیٰ نے
آپ کو نوازا آپ نے فرمایا میں حبیب اللہ ہوں۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ
علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فوراً کھڑے ہو کر پیغمبروں کو خطاب کر کے فرمایا
اسی وجہ سے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) تم سب سے افضل و اعلیٰ ہیں پھر
آپ کا آسمان کی طرف معراج ہوا۔ یہاں تک کہ پہلا آسمان آیا جبرئیل علیہ
السلام نے دستک دی۔ اندر سے آواز آئی کون ہے؟ جبرئیل نے اپنا نام
بتایا۔ پھر پوچھا گیا۔ تیرے ساتھ کون ہے جواب دیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پھر
پوچھا گیا کیا ان کو مبعوث کیا گیا ہے۔ کہا ہاں! پھر دروازہ کھلا اور آپ نے
وہاں کے عجائب اور آیات رب کو ملاحظہ فرمایا۔ پہلے آسمان پر آپ نے
آدم علیہ السلام سے ملاقات کی۔ آپ نے اس کو سلام کہا۔ آدم نے جواب دیا
اور کہا مرحبا بابن الصالح وبنی الصالح اچھا آنا ہو نیک بیٹے کا اور
اچھا آنا ہو نیک نبی کا۔ اسی طرح ساتوں آسمانوں پر تشریف لے گئے
اور ہر آسمان کو بدستور کھلوایا۔ دوسرے آسمان پر حضرت یحییٰ اور عیسیٰ سے
کہ دونوں خالہ زاد بھائی ہیں ملاقات ہوئی۔ آپ نے ان کو سلام کہا۔ انہوں نے
جواب دیا اور مرحبا کہی۔ تیسرے آسمان پر جب تشریف لے گئے تو وہاں
حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھا۔ آپ نے ان کو سلام کہا انہوں نے
جواب دیا اور مرحبا کہی۔ چوتھے آسمان پر حضرت ادریس کو دیکھا آپ
نے سلام کہی انہوں نے جواب دیا اور مرحبا کہی۔ پانچویں آسمان پر حضرت
ہارون علیہ السلام کی زیارت ہوئی آپ نے ان کو سلام کہا۔ انہوں نے

Marfat.com

جواب دیا اور مرحبا کہی۔ چھٹے آسمان پر حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ آپ نے ان کو سلام کہا انہوں نے جواب دیا اور مرحبا کہی جب حضور پرنور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان سے رخصت ہوئے تو وہ رو دئے۔ پوچھا گیا اے موسیٰ تیرے رونے کی کیا وجہ ہے۔ فرمایا مجھے اس لڑکے پر یعنی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر رشک آیا کہ اس کی امت میری امت سے بہت زیادہ جنت میں داخل ہوگی۔ حالانکہ یہ میرے بعد مبعوث ہوا ہے۔

ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ

ساتویں آسمان پر حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی آپ نے ان کو سلام کہا۔ انہوں نے جواب دیا اور مرحبا کہی۔ پھر آپ سدرۃ المنتہیٰ تک اٹھائے گئے وہ بیری کا درخت ہے اس کا پھل (بیر) مقام ہجر کے مٹکوں کے برابر ہے اور اس کے پتے ہاتھی کے کان کی مانند ہیں۔ اس کی جڑ سے چار نہریں نکلتی ہیں دو ظاہر اور دو باطن۔ جو دو ظاہر ہیں وہ نیل اور فرات ہیں اور جو باطن ہیں وہ جنت میں ہیں پھر آپ کے سامنے بیت المعمور کیا گیا جس میں ہر روز ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں اور جو ایک دفعہ ایک بار گئے پھر اس کی باری قیامت کے دن تک نہیں آئے گی۔ بیت المعمور ملائکہ کا قبلہ ہے۔ پھر آپ کی خدمت میں دو برتن ایک دودھ کا اور ایک شراب کا لایا گیا۔ آپ نے دودھ کا برتن پسند فرمایا۔ جبرئیل نے کہا : ھی الفطرۃ : وہ فطرت (راستی طبع) ہے جس پر آپ اور آپ کی امت ہے۔ پھر آپ پر رات دن میں پچاس نمازیں فرض ہوئیں۔ آپ موسیٰ علیہ السلام کے مشورہ سے بار بار تخفیف کا سوال کر کر

Marfat.com

گئے اور دس دس کی کمی ہوتی رہی۔ جب دس رہ گئیں تو آپ پھر گئے۔ دس
سے پانچ کی کمی ہو گئی اور باقی پانچ رہ گئیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے اگرچہ آپ کو
اب بھی تخفیف کے لئے واپس جانے کو کہا تھا مگر آپ نہ گئے اور فرمایا کہ
اب مجھ کو حیا آتی ہے میں ان پانچ نمازوں پر راضی ہوں اور میں ان کو قبول
کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ندا آئی۔ اے محبوب! اَمْضَيْتُ فَرِيضَتِي
وَخَفَّفْتُ عَنْ عِبَادِي: میں نے اپنا فرض نافذ کیا اور اپنے بندوں سے
تخفیف کی۔ یعنی نماز کی فرضیت میں نے نافذ کی اور اس کی کثرت میں بندوں کیلئے
تخفیف کر دی۔ بعض دیگر روایات میں آیا ہے کہ جو کوئی آپ کی امت سے رات
دن میں پانچ نمازیں ادا کرے گا اس کیلئے باعتبار اصل کے پچاس نمازوں کا
ثواب لکھا جائے گا۔ اس لئے کہ ہمارا قول بدلتا نہیں ہے۔ ظاہراً نماز کی کمیت کو
کم کیا اور ثواب کو زیادہ کر کے پانچ کو پچاس کے برابر کر دیا۔ گویا ایک نماز ثواب میں
دس نمازوں کے برابر ہے۔ جیسا کہ حدیث میں آیا۔ يَا مُحَمَّدُ اِنَّهُنَّ خَمْسُ
صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ لِكُلِّ صَلٰوةٍ عَشْرٌ فَذٰلِكَ خَمْسُوْنَ صَلٰوةً"
اے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) بیشک وہ پانچ نمازیں ہیں۔ ہر دن
اور رات میں واسطے ہر نماز کے دس (نمازوں کا ثواب) ہے پس اس طرح وہ
پچاس ہیں (مشکوٰۃ) بعض حدیثوں میں آیا آسمان اور سدرۃ المنتہیٰ کے
ذکر کے ساتھ مستوی کا بھی ذکر آیا ہے کہ مجھ کو اوپر لے جایا گیا یہاں تک
کہ میں مستوی پر پہنچا۔ وہاں میں قلموں کے چلنے کی آواز سنتا تھا۔ مستوی سے

(تفسیر حاشیہ مشکوٰۃ) الانبیاء کانہ شاب او المراد استقصار مدتہ مع استکمال فضائلہ
موسیٰ علیہ السلام کا رونا امت کی شفقت اور رحمت کے لئے ہے اس امت پر حسد کیلئے نہیں
اور مشہور ہے کہ غلام کا کہنا ہمارے نبی کی تعظیم کیلئے ہے تحقیر کیلئے نہیں یعنی اس کو یہ دولت جوانی میں دی گئی
سوچو اور پرنسبت دیگر انبیاء کے جوان ہیں یا اس سے مراد آپ کی چھوٹی مدت کثرت فضائل کے ساتھ ہے

Marfat.com

مراد عرش ہے۔ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ میں جنت میں داخل کیا گیا وہاں میں نے
گنبدوں کو دیکھا۔ آپ نے فرمایا معراج کی شب مجھے تین چیزیں عطا ہوئیں۔
پنجگانہ نماز۔ سورہ بقرہ کی آخری آیات اور جو میری امت سے مشرک نہ ہو اس
کی مغفرت۔ سدرۃ المنتہیٰ کی بابت بعض حدیثوں میں یہ بھی منقول ہے۔

وغشیھا الوان لا ادری ماھی : اور سدرۃ المنتہیٰ کو ایسے رنگوں نے ڈھانپ
رکھا ہے۔ میں نہیں جانتا کہ وہ کیا ہے۔ شاہ عبدالحق محدث نے فرمایا کہ وہ ملائکہ کے
پروں کے انوار ہیں۔ جیسا کہ بعض روایات میں آیا ہے کہ سدرۃ المنتہیٰ کے ایک
ایک پتہ پر ایک ایک فرشتہ بیٹھا ہوا اللہ تعالیٰ کی تسبیح پڑھتا ہے۔ آپ
نے فرمایا سدرۃ المنتہیٰ کے حسن اور اس کی خوبی کو کوئی بیان کرنے کی طاقت نہیں
رکھتا۔ آپ کو جس جگہ سے بیت المقدس کی طرف لے جایا گیا اس میں روایات
کا اختلاف ہے۔ ایک روایت کے مطابق آپ اس وقت حجر میں تھے اور
ایک روایت کے مطابق آپ حطیم میں تھے۔ اور ایک روایت کے مطابق ام
ہانی کے گھر میں تھے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ آپ اس وقت شعب ابی
طالب میں تھے ان تمام روایات کی تطبیق یہ ہے کہ حطیم اور حجر ایک ہی جگہ
کا نام ہے اور ام ہانی کا گھر شعب ابی طالب میں ہے۔ اس واسطے کبھی ام ہانی
کے گھر سے خبر دی اور کبھی شعب ابی طالب سے۔ اور ایک روایت میں عند
البیت بھی آیا ہے۔ یعنی بیت اللہ شریف کے قریب۔ اس کا مطلب بھی
ام ہانی کا گھر ہے جو بیت اللہ شریف کے قریب تھا۔ ایک روایت فرج سقف
بیتی آیا ہے کہ میرے گھر کی چھت کھولی گئی۔ اس سے بھی مراد ام ہانی کا گھر
اس کو اپنا گھر اس لئے فرمایا کہ آپ اس رات وہاں لیٹے ہوئے تھے۔ جب حضور
نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام آسمانوں کی سیر سے صبح ہونے سے پہلے واپس آ گئے
تو آپ نے سب سے پہلے اس کا ذکر قریش سے کیا۔ قریش نے آپ کی تکذیب
کی اور اس کا انکار کیا۔ انہوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا شب...

Marfat.com

مسجد اقصیٰ تک اور پھر شبا شب واپس آ جانا ناممکن جانا۔ پھر انہوں نے مسجد اقصیٰ کی بابت چند سوال کئے۔ آپ فرماتے ہیں، جن چیزوں کا انہوں نے سوال کیا تھا میں اس کو اپنے ذہن میں نہیں رکھتا تھا۔ اس لئے میں بہت بے چین ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ محبوب! آپ کیوں بے چین ہوتے ہیں ہم ابھی مسجد اقصیٰ کو اٹھا کر آپ کے سامنے رکھ دیں گے۔ چنانچہ عقیل ابن ابی طالب کے مکان کے سامنے میں نے مسجد اقصیٰ کو دیکھا وہ مجھ سے جو کچھ پوچھتے تھے میں وہاں سے دیکھ کر ان کو بتاتا جاتا تھا یہاں تک کہ وہ لاجواب ہو گئے۔ چنانچہ ارشاد ہے: فجلی اللّٰہ لی بیت المقدس فطفقت اخبرھم عن ایاتہ وانا انظر الیہ پس اللہ نے میرے سامنے بیت المقدس ظاہر کیا میں اس سے دیکھ کر اس کی نشانیوں کی خبر دے رہا تھا۔ اس وقت جبکہ تمام قریش نے آپ کی تکذیب کی حضرت ابوبکر نے آپ کی تصدیق کی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ابوبکر کو صدیق کے خطاب سے نوازا۔ آپ نے فرمایا۔ صدیق نے میری ایسے وقت میں تصدیق کی جبکہ سب لوگ میری تکذیب کر رہے تھے۔

مسجد الحرام سے مسجد اقصیٰ تک معراج کا منکر کافر ہے اس لئے کہ بقرآن سے ثابت ہے اور آسمانوں پر جانے کا منکر گمراہ اور فاسق و مبتدع ہے اس لئے کہ وہ احادیث مشہورہ سے ثابت ہے (اشعۃ اللمعات و دیگر کتب معتبرہ) جب آپ جانے لگے تو جبرئیل علیہ السلام نے آپ کا سینہ مبارک کی اوپر کی ہڈی سے لے کر ناف تک چیرا اور آپ کے دل کو آب زم زم سے دھویا اور ایک سونے کا تھال لایا گیا جو ایمان و حکمت سے پر تھا اس کو میرے سینے میں انڈیل دیا گیا۔ اور پھر سینہ مبارک کو پہلے کی طرح کر دیا گیا۔ چیرنے کا نشان جاتا رہا جب براق پر سوار ہوئے تو وہ خوشی سے وجد میں آیا یعنی اچھلنے لگا۔ جبرئیل نے کہا کیا تجھے حیا نہیں آتا کہ آج تیری پشت پر اللہ کا پیارا محبوب سوار ہو رہا ہے جس کے برابر بھی

Marfat.com

فضیلت میں اللہ تعالیٰ نے کسی شخص کو پیدا نہیں فرمایا۔

حبیب اور کلیم کے درمیان تفاضل

جس طرح حبیب اور خلیل کے مابین تفاضل اس سے پہلے بتایا گیا ہے۔ اسی طرح حبیب اور کلیم کے درمیان بھی تفاضل ہے۔ یعنی حبیب کو کلیم پر کئی طرح سے فضیلت اور برتری حاصل ہے۔ ایک وجہ تو عام واعظین کے مابین مشہور و معروف ہے جس کو علامہ عبدالرحمان صفوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتاب نزہۃ المجالس میں بیان فرمایا کہ کلیم وہ ہے جو طور پر آیا اور جب مقدس وادی میں داخل ہوا تو حکم ہوا فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ اے موسیٰ اپنا جوتا اتار اس لئے کہ تو پاک میدان میں ہے اور پھر اللہ تعالیٰ نے اس سے حجاب میں کلام فرمایا۔ حبیب وہ ہے جو بحکم خداوندی عرش سے اوپر جہاں تک رب تعالیٰ نے چاہا گیا۔ اس کا عروج وہاں تک ہوا کہ اس کے آگے تمام رفعتیں پستیوں میں بدل گئیں۔ پیدل نہیں گئے۔ تیز رفتار براق پہ کئی ہزار فرشتوں کے جلو میں گئے۔ ساتوں آسمانوں کی سیر کرائی۔ انبیاء و ملائکہ کو دیکھا جنت و نار کو دیکھا۔ برزخ و آخرت کا مشاہدہ کیا۔ سدرۃ المنتہیٰ کی سیر فرمائی بیت المعمور کو دیکھا۔ عرش پر جلوہ فرمایا۔ اس کے علاوہ حبیب اور کلیم کے درمیان جو تفاضل ہے۔ اس کو ہم ذیل میں کتاب شرح تعرف سے جس کو ابراہیم بن اسماعیل بن محمد بن عبداللہ المستملی البخاری نے تصنیف فرمایا نقل کرتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دوسرے پیغمبروں پر دو چیزوں کی تخصیص کے ساتھ فضیلت دی ایک معراج جو آپ کو دنیا میں ہوا۔ اور ایک شفاعت جس کا وقوع آخرت میں ہوگا۔ یہ دو چیزیں دوسرے پیغمبروں کو عطا نہیں ہوئیں جبکہ اور کئی چیزوں میں مثلاً شریعت میں۔ کتاب میں معجزات میں

Marfat.com

نبوت میں تمام پیغمبر آپ کے ساتھ شریک ہیں۔ معراج اور شفاعت میں کوئی بھی پیغمبر آپ کے ساتھ شریک نہیں ہے۔ معتزلی ان ہر دو کے منکر ہیں معراج کے منکرین بعض کافر اور بعض مبتدع ہیں۔ کافر نہیں۔ بیت المقدس تک کے معراج کا انکار کرنا کفر ہے۔ اس لئے کہ یہ نص قرآن سے ثابت ہے جیسا کہ فرمایا

سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ
اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَی الَّذِیْ بَارَکْنَا حَوْلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنْ
اٰیٰتِنَا اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ؕ

اور نص کا انکار کفر ہے۔ لیکن یہ بات کہ آپ کو آسمان تک لے جایا گیا ہم اس کے منکر کو کافر نہیں کہیں گے اس لئے کہ آپ کا آسمانوں پر جانا اخبار آحاد سے ثابت ہے۔ جن کا منکر کافر نہیں ہوتا۔ لیکن وہ بدعتی اور خواہش نفس کا پیرو کار فرور ہے۔ اس پر دلیل کہ معراج حق ہے اور بیداری میں ہوا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰی الآیہ

پاک ہے وہ جو اپنے بندے کو لے گیا۔ اگر خواب میں ہوتا تو یہ نہ کہا جاتا اس لئے کہ خواب میں بندہ کہیں نہیں جاتا۔ اس کا جسم جہاں وہ سویا ہے وہیں ہوتا ہے۔ جب اللہ نے فرمایا کہ میں اپنے بندے کو لے گیا تو یہ بات درست ہوئی کہ معراج بیداری میں تھا، نہ کہ خواب میں اور بعبدہٖ بھی فرمایا ہم نے کہیں نہیں پایا کہ عبد کہہ کر اس سے مراد خواب یا اس کی روح ہو بلکہ ہر مقام پر اس سے مراد آدمی کا جسم ہی لیا گیا ہے جیسا کہ فرمایا: وانہٗ لما قام عبد اللہ اور فرمایا انی عبد اللہ اور فرمایا عباد الرحمان اس کے نظائر بہت ہیں۔ عبد سے مراد انسان کا تمام جسم مراد ہے جس کو شخص کہتے ہیں۔ اگر عبد کے معنے خواب ہیں لیجا نیکے ہوں تو اس کا ادعا ہر ایک کے لئے ممکن ہے۔ پھر کتاب کے معانی کا تعطل اور بغیر دلیل کے ترک حقیقت لازم

Marfat.com

آئے گا لیکن منکر بن کا یہ کہنا کہ یہ عقل میں مستحیل ہے محض بیہودہ اور من گھڑت بات ہے۔ اس لئے کہ معراج کی بنیاد بندے کے فعل پر نہیں (کہ وہ خود گیا، کہ عقل اس کو رد کرے معراج کی بنیاد قدرت خداوندی پر ہے وہ جو چاہے کر سکتا ہے۔ اور کلیم پر حبیب کے فضل کی ایک وجہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کے قصہ میں فرمایا وَلَمَّا جَآءَ مُوسٰی لِمِیْقَاتِنَا وَکَلَّمَہٗ رَبُّہٗ اور جب آیا موسیٰ ہماری میقات (مقرر کی ہوئی جگہ) پر اور کلام کیا اس سے اس کے رب نے اور مصطفیٰ کے حق میں فرمایا۔ سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ پاک ہے وہ ذات جو لے گیا اپنے بندے کو وجہ تفضیل کی یہ ہے کہ موسیٰ کو اس کے نام سے جو اس کا علم ہے یاد فرمایا اور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے نام کرامت (بِعَبْدِہٖ) سے یاد کیا۔ موسیٰ کے نام کی اضافت پانی اور درخت کی طرف کی اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام نامی اور اسم گرامی کی اضافت اپنی ذات کی طرف کرتے ہوئے بِعَبْدِہٖ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اپنی ساری مخلوق میں سوائے اپنے پیارے حبیب کے خصوصیت کے ساتھ کسی کو اپنا عبد نہیں فرمایا۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے آپ ہی کو خصوصیت کے ساتھ اپنا بندہ فرمایا ہے۔ اس میں اشارہ فرمایا کہ میرا بندہ وہی ہے جو اپنی کل صفات اور جسد کے تمام معانی کے ساتھ میری عبادت کے فرائض کو بجا لائے وہ سوائے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی نہیں ہے۔ فضیلت حبیب برکلیم کی دوسری وجہ یہ ہے کہ قرآن پاک میں جب موسیٰ کے قرب کو بیان فرمایا تو موسیٰ کی تعریف کی۔ اور جب قرب مصطفیٰ کا تذکرہ کیا تو اپنی ذات کی تعریف کی۔ وہ موسیٰ کے بقا کی دلیل ہے اپنی صفات میں اور یہ مصطفیٰ کے اپنی صفات سے فنا ہو کر حق جل وعلاء کی صفات کے ساتھ باقی ہونے کی دلیل ہے۔

فضیلت حبیب برکلیم کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ معراج موسیٰ میں جو طور پر ہوا موسیٰ کو آنے والا فرمایا اور معراج مصطفیٰ میں جو عرش پر ہوا مصطفیٰ کو ص

Marfat.com

کو لایا ہوا فرمایا۔ ان دونوں معنوں میں بہت فرق ہے۔ آنے والا فاعل ہے اور فاعل اپنی صفات کے ساتھ قائم ہوتا ہے اور لایا ہوا جس کی اپنی کوئی صفت نہیں ہوتی۔ اس میں جو صفت ہوتی ہے وہ اس کے فاعل کا فعل ہوتا ہے جب تک کہ کوئی اپنی کل صفات سے فانی نہ ہو غائب اور صفات حق کے ساتھ موصوف نہیں ہوتا۔ اس تقریر کی حقیقت یہ ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم معراج میں جہاں تک پہنچے اللہ تعالیٰ کی صفت کے ساتھ پہنچے کہ وہ لے جانا ہے اس لئے کہ آپ کو لے جانے والا وہی ہے۔ اپنی صفت کے ساتھ نہیں پہنچے کہ وہ آنا ہے۔ جاننا چاہیئے کہ آنے والا طالب اور جس کو لے جایا گیا ہو مطلوب ہے۔ آنے والا مرید اور لے جایا گیا مراد۔ آنے والا جب تک آیا نہیں غائب ہے اور جو لے جایا گیا ہے وہ لے جانے والے سے ایک لمحہ بھی غائب نہیں۔ آنا ایک عام صفت ہے اور لانا صفت خاص ہے۔ جو ہمارے پاس آئے اس کو آنے سے چارہ نہیں۔ اور جس کو ہم لے جانا چاہیں ہم اس کو خود لے جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام حق کی تجلی پہاڑ پر دیکھ کر اپنی صفت سے فانی ہو گئے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَخَرَّ مُوْسٰی صَعِقًا۔ اور گرا موسیٰ غش کھا کر۔ اس لئے موسیٰ آنے والے تھے اور آنا آنے والے کی صفت ہے اور جو اپنی صفت سے قائم ہو ہو سکتا ہے اس پر کوئی صفت غالب آ جائے۔ کیونکہ مخلوق کی صفات کا مغلوب ہو سکنا ہے ناممکن ہے۔ آئیے اب مقام شان مصطفیٰ اور انوار مصطفیٰ کی بھی ایک جھلک ملاحظہ فرمایئے۔ باوجودیکہ آپ نے کل انبیاء و رسل کے کل مقامات کو اور ساتوں آسمانوں اور ساتوں زمینوں کے عجائب و غرائب اور نوادرات کو اور اس میں عظمت حق اور صولت جلال اور ہیبت اور اس کی نعمتوں اور ان کے کمال کو اور دوزخ اور اس کے عذاب کو اور لوح و قلم اور قضاء و قدر اور قسمت کو اور عرش و کرسی اور خالق خلق کو بیچگونہ اور

بے مانند چشم مہر کے ساتھ دیکھا۔ جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ
عنہ سے روایت ہے۔ اپنی جگہ سے ذرہ بھر ادھر ادھر نہ ہوئے یعنی اپنی
ہوش میں قائم رہے اس لئے کہ آپ حق کے لیجائے ہوئے تھے بلکہ خود
گئے ہوئے اور لیجانا حق کی صفت ہے اور صفۃ الحق لا تغلب [illegible]
حق کا مغلوب ہونا ناممکن ہے۔ موسٰی چونکہ اپنی صفت سے قائم [illegible] مغلوب
ہوا۔ مصطفیٰ علیہ السلام صفت حق کے ساتھ قائم ہوئے۔ غالب [illegible]
اور ہوش سے وارفتہ نہ ہوئے۔ آپ ہی کو فرمایا گیا اسے محبوب ہم
آپ کو لے جا رہے ہیں اور تو ہمارے ساتھ آ رہا ہے۔ تجھے کیا خوف ہے

ایک نکتۂ عجیب :

حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے۔ سبحان الذی کی سورۃ [illegible] جس کا
اس کے بعد حاضر خدمت ہو کر عرض کی یا رسول اللہ تیار ہوں [illegible] آپ کو
لے جاؤں۔ آپ نے فرمایا۔ اگر لے جانے والا تو ہے تو سبحان کیا ہے
اور اگر لے جانے والا سبحان ہے تو تو درمیان میں آنے والا کون؟ تجھے اس
لئے نہیں بھیجا کہ تو ہمیں لے جائے جو ذات پاک تمام جہانوں کو عدم سے وجود
میں لانے والی ہے۔ اس کے ہم ہی محبوب و مطلوب ہیں۔ وہ خود [illegible]
چلنے کا کھیل ہے تجھے صرف ہماری خدمت کے لئے بھیجا ہے اور [illegible] جاننا
چاہیئے کہ موسٰی علیہ السلام اپنی صفت سے قائم تھے۔ مغلوب ہوئے اور حضرت
محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم صفت حق سے قائم تھے وہ ہر دو [illegible] غالب
آئے۔ لطیفہ: سبب اول ابوجہل معراج کا منکر ہوا اس [illegible]
میں نازل ہوا۔ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَى اللّٰهِ وَكَذَّبَ بِالصِّدْقِ [illegible]
پس اس سے زیادہ کون ظالم ہے جس نے اللہ پر جھوٹ باندھا اور
حق کی تکذیب کی جب وہ اس کے پاس آیا اور تصدیق سبب [illegible]

Marfat.com

ابوبکر نے کی۔ ان کی شان میں نازل ہوا، وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِہٖ اور وہ جو سچ لایا اور جس نے سچ کی تصدیق کی۔ سچ لانے والے حضرت محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کی تصدیق کرنے والے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ ہیں

صدقِ معراج پر ایک عجیب واقعہ

جب حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میں آج رات بیت المقدس میں گیا اور وہاں دو رکعت نماز پڑھی۔ قریش نے حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اپنے قافلہ کی بابت پوچھا۔ آپ نے فرمایا تمہارا قافلہ شام سے آرہا ہے۔ اس میں ایک مرد کو سردی لگی اس نے اپنے غلام سے اس کی گلیم (گدڑی) مانگی اور مجھے پیاس محسوس ہوئی میں نے قافلہ سے پانی کا کوزہ اٹھایا اور پیا۔ جب کوزے کے مالک نے کوزہ دیکھا تو اس میں پانی نہیں تھا۔ قافلے کے اونٹوں نے جب براق دیکھا تو مارے خوف اور دہشت کے بھاگ گئے۔ اور اہل قافلہ اپنے اونٹ تلاش کرنے لگے۔ قریش نے کہا حجاز کی زمین سردی سے محروم ہے۔ اس آدمی کو سردی کا لگنا عجیب بات ہے آپ نے فرمایا وہ دوست کے قرب کی ہوا تھی جس نے میرے گذرنے کی برکت سے ان میں اثر کیا۔ انہوں نے دریافت کیا تو نے ہمارا قافلہ کہاں دیکھا آپ نے فرمایا فلاں جگہ۔ انہوں نے سوال کیا کہ اے محمد ؐ اگر تو اپنی بات میں سچا ہے تو یہ بھی بتا ہمارا قافلہ کب پہونچیگا۔ آپ نے فرمایا اگر وہ اونٹوں کی تلاش میں نہ لگ جاتے تو صبح کو آجاتے لیکن ان کو اونٹوں کی تلاش میں دیر ہو گئی ہے اب سورج چڑھنے کے وقت آئیں گے اخبار میں آیا ہے قافلہ ابھی دور تھا۔ اللہ تعالٰی نے آپ کی خبر کو سچا کرنے کے لئے زمین کو ان کے قدموں سے لپیٹا اور سورج پر موکل فرشتہ کو حکم دیا کہ وہ اس

Marfat.com

وقت تک اس کو چڑھنے سے روکے جب تک قافلہ نہ پہنچ جائے۔ اہل مکہ کے کچھ آدمی پہاڑ کی بلندی پر سورج کے طلوع کو دیکھنے کے لئے بیٹھ گئے اور کچھ آدمی دوسری طرف قافلہ کو دیکھ رہے تھے۔ یہاں تک کہ ایک طرف سے آواز بلند ہوئی کہ قافلہ آگیا۔ دوسری طرف سے بالکل اسی آواز کے ساتھ یہ بھی سنائی دیا کہ سورج طلوع ہوا۔ معراج شریف کے اسرار و لطائف بہت ہیں جن کو علماء نے اپنے مقام پر بیان فرمایا ہے۔ ہمارا یہ رسالہ ان تمام مسائل کے بیان کا متحمل نہیں ہے لہذا ہم اس موضوع کو بیان کی نہایت نہیں یہیں ختم کرتے ہیں۔

بخشش اُمت کا ایک عجیب طریقہ :

واستغفر لذنبك وللمومنين والمومنات۔ اے محبوب اپنے گناہ کی بخشش مانگ اور ایماندار مردوں کے لئے اور ایمان دار عورتوں کے لئے

مقام غور ہے کہ حضور پرنور بلکہ جمیع انبیاء گناہوں سے معصوم اور پاک ہیں ان کو استغفار کرنے کی حاجت نہیں۔ پھر آپ کو اپنے لئے استغفار کرنے کا حکم کیوں ہوا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو گنہگاران امت کی مغفرت کی بڑی تمنا تھی۔ آپ اس اندیشہ سے کہ میری امت کو کہیں عذاب نہ ہو رات کی تاریکیوں میں رونے اور اس کے لئے بخشش کی دعا فرماتے۔

اللہ تعالیٰ کا حکم آیا کہ: چوں عاصیاں را ا د ما بجواہی خویشتن را درمیان افگن با برکت تو ایشاں را بیامرزم و بدیں معنی خبر است از عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہ گفت کہ ہر کرا بخدا تعالےٰ حاجتے باشد باید اول بر پیغمبر علیہ السلام صلوات فرستد آنگاہ حاجت بخواہد آنگاہ دیگر بارہ صلوات بدہد بہر آنکہ خدا تعالےٰ در رحمت بکشاید۔ در وقت صلوات دادن بر پیغامبر و چوں اول و آخر

Marfat.com

درکشادہ باشد حاجت درمیان بطفیل او روا گردد"
(شرح تعرف جلد دوم ص۱۹۹)

کہ اے محبوب جب تو ہم سے گنہگاروں کو مانگتا ہے تو تو اپنے آپ کو ان کے درمیان میں لا۔ تیری برکت سے ہم ان کے گناہوں کو بخشدیں گے۔ اس معنی کی تائید یہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یہ خبر مروی ہے کہ جس کسی کو اللہ تعالیٰ سے کوئی حاجت ہو اس کو چاہیئے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھے پھر حاجت مانگے اور حاجت مانگنے کے بعد پھر درود شریف پڑھے۔ اس لئے کہ جب کوئی اللہ کے محبوب پہ درود شریف پڑھتا ہے تو وہ رحمت کا دروازہ کھولتا ہے جب دعا کے اول اور آخر میں کوئی درود شریف پڑھے گا تو درمیان درود شریف کی برکت سے یہ دعا بھی قبول ہوگی اور حاجت پوری ہوگی۔

معجزات کا بیان

قبل اس کے ہم آنحضور پر نور صلے اللہ علیہ وسلم کے معجزات کو بیان کریں یہ بتانا چاہتے ہیں کہ متکلمین اور اہل علم کے نزدیک معجزہ کی تعریف کیا ہے۔ شرح تعرف جلد سوم ص۷ میں مرقوم ہے۔ ومعجزات الانبیاء اخراج الشئ من العدم الی الوجود وتقلیب الاعیان ؛

پیغمبروں کے معجزات باہر لانا ہے چیز کا عدم سے وجود میں اور پھرنا ہے اشیاء کا ان کی حقیقت سے مانند موسےٰ علیہ السلام کے عصا کو سانپ کر دینے کے اور آگ کو باغ بنا دینے کے اور چیز کے عدم سے وجود میں لانے کی مثال۔ پتھر سے پانی جاری کرنا اور آگ میں پانی پیدا کر دینا ہے یا قمر کا دو ٹکڑے کرنا ہے۔ اس طرح کا ظہور انبیاء کے لئے حاصل ہے اس کو معجزہ کہتے ہیں۔ اولیاء کے لئے یہ نہیں ہے اس لئے کہ ان

Marfat.com

کے لئے حجت ضروری نہیں۔ معجزہ خلافِ عادت امر کا نام ہے اور جو کچھ ہم نے اولیاء کے حق میں ذکر کیا ہے وہ بھی خلافِ عادت ہوتا ہے خلافِ عادت امر کا ظہور انبیاء کے لئے بھی ہوتا ہے اور اولیاء کے لئے بھی فرق یہ ہے کہ اولیاء کے لئے کبھی ہوتا ہے کبھی نہیں مگر انبیاء کے لئے ہر وقت ثابت ہے۔ اولیاء کے حال میں قصور جائز ہے انبیاء کے حال میں قصور جائز نہیں۔ بس کرامت اور معجزہ کے مابین فرق صرف اتنا ہی ہے۔ انتہی (ترجمہ) رسالہ قشیریہ ص ۱۶۳ میں ہے۔

وتكلم الناس فى الفرق بين الكرامات وبين المعجزات من اهل الحق فكان الامام ابو اسحاق الاسفرائني رحمه الله تعالىٰ يقول المعجزات دلالات صدق الانبياء و دليل النبوة لا يوجد مع غير النبى كما ان العقل المحكم لما كان دليلًا للعالم فى كونه عالمًا لم يوجد الا ممن يكون عالمًا و كان يقول الاولياء لهم كرامات شبه اجابة الدعاء فاما جنس ما هو معجزة للانبياء فلا واما الامام ابو بكر بن فورك رحمه الله فكان يقول المعجزات دلالات الصدق ثم ان ادعى صاحبها النبوة فالمعجزات تدل على صدقه فى مقالته وان اشار صاحبها الى الولاية دلت المعجزة على صدقه فى حاله فتسمى كرامة ولا تسمى معجزة وان كانت من جنس المعجزات للفرق وكان رحمه الله يقول من الفرق بين المعجزات والكرامات ان الانبياء عليهم السلام مامورون باظهارها والولى يجب عليه سترها واخفاءها والنبى صلى الله عليه وسلم يدعى ذلك و يقطع القول به والولى لا يدعيها ولا يقطع بكرامته ، بجواز ان يكون مكرًا انتهى

ترجمہ: کرامات اور معجزات کے درمیان فرق کرنے میں اہل حق میں سے کئی

Marfat.com

لوگوں نے کلام کیا ہے۔ پس امام ابواسحاق اسفرائنی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ معجزات انبیاء کی صدق کی دلیلیں ہیں اور نبوۃ کی دلیل غیر نبی کے ساتھ نہیں پائی جاتی ہے جیسے کہ عقل محکم دلیل ہے عالم کے لئے اس کے عالم ہونے میں تو وہ نہیں پائی جائے گی مگر اسی میں جو عالم ہوگا۔ اور فرمایا کرتے تھے اولیاء کے لئے کرامات ہیں مانند اجابت دعا کے۔ اور جو چیز انبیاء کے معجزات کی جنس سے ہو وہ ان کے لئے نہیں ہو سکتی۔

لیکن امام ابوبکر فورک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول کہ معجزات انبیاء کی سچائی پر دلائل ہیں۔ پھر اگر جس کے ہاتھ پر معجزات کا ظہور ہوا ہو وہ نبوت کا مدعی ہے تو معجزات اس کے صدق مقال پر دال ہوں گے۔ اور اگر وہ ولایت کا دعویٰ کرے (یعنی نبوت کا مدعی نہ ہو اور ایمان اور اعمال صالحہ اور اتباع رسول سے وہ ولی ثابت ہو) تو وہ معجزات اس کے حال کے سچا ہونے پر دلالت کریں گے۔ اور ان کا نام کرامت رکھا جائے گا۔ اگرچہ وہ معجزہ کی جنس سے ہو، تاکہ معجزہ اور کرامت کے مابین فرق ہو اور ابوبکر بن فورک رحمۃ اللہ علیہ یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ معجزہ اور کرامت کے درمیان اس طرح بھی فرق ہے کہ انبیاء علیہم السلام معجزہ کے اظہار کے لئے مامور ہیں۔ ولی مامور نہیں بلکہ اس پر کرامت کا چھپانا واجب ہے نیز نبی اس کا دعویٰ کرتا ہے اور اس کے ساتھ اس کے قول کی تصدیق ہوتی ہے۔ ولی اس کا دعویٰ نہیں کرتا اور نہ ہی اس کی کرامت پر یقین کیا جا سکتا ہے اس لئے کہ ہو سکتا ہے کہ وہ مکر واستدراج ہو۔

کتاب الیواقیت والجواہر ص۱۵۷ جلد اول و۔ بانہا امرٌ خارق للعادۃ مقرون بالتحدی مع عدم المعارضۃ من المرسل الیہم بان لا یظہر منہم ذلک الخارق معجزہ وہ امر ہے جو عادت کو توڑنے والا ہو، ملا ہوا ہو تحدی یعنی دعوائے رسالت کے ساتھ اور مرسل الیہم یعنی اس قوم کی جانب سے جن کی طرف

Marfat.com

رسول بھیجا گیا، معارضہ نہ ہو۔ اس سے بھی ثابت ہوا کہ معجزہ کا اختصاص انبیاء و رسل کے ساتھ ہے۔ اور ان کے لئے واجب ہے کہ وہ نبوت و رسالت کا دعویٰ کریں اور حق کی اور اپنی اتباع کی طرف لوگوں کو پکاریں۔ اور عام لوگوں سے امتیاز حاصل کرنے اور اپنی تصدیق کے لئے ان کو معجزات دکھائیں۔ اور ان کو چیلنج کریں کہ وہ اس کا مقابلہ کر دکھائیں مگر لاکھ سر پٹکیں اور ہزاروں جتن کریں زمانہ بھر کی قوتیں اور طاقتیں جمع کریں، مقابلہ نہیں کریں گے۔ اب ہم مستند اور معتبر روایات کے ساتھ حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چند معجزات مشکوٰۃ المصابیح باب فی المعجزات سے نقل کرتے ہیں۔

غارِ ثور کا واقعہ:

انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا (ہجرت کے وقت غار ثور میں) میں نے اپنے سر پر و یعنی اپنے اوپر مشرکین کے قدم دیکھے میں نے عرض کی یا رسول اللہ۔ اگر ان میں سے کوئی اپنے قدم کی طرف دیکھے تو ہمیں دیکھ پائے گا۔ آپ نے فرمایا "اے ابوبکر تیرا کیا گمان ہے ان دو کے متعلق جن کا تیسرا رب ہے" معجزہ کی صورت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے باوجودیکہ کفار مشرکین آپ کی جگہ جہاں آپ آرام فرما رہے تھے پہنچ گئے تھے اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب اور آپ کے پیارے دوست ابوبکر کو بچایا اور ان کو آپ کی طرف سے اندھا کر دیا

مرقات میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔

اللّٰھم اعم ابصارھم۔ اے اللہ ان کی آنکھوں کو اندھا کر دے پس وہ غار کے گرد اگرد گھوم رہے تھے مگر آپ کا غار کے اندر تشریف فرما ہونا دریافت نہ کر سکے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی آنکھوں کو آپ کو دیکھنے سے منع کر دیا تھا۔ بعض دیگر روایات میں غار کے راستے میں کبوتری کے انڈے دینے

Marfat.com

اور عنکبوت کے دہانہ پر جالا بننے کا بھی ذکر ہے اور یہ سب کچھ پردۂ غیب سے آناً فاناً ہوا۔

سراقہ بن مالک کا زمین میں گھوڑے سمیت دھنس جانا:

براء ابن عازب سے روایت ہے کہ اس کے باپ نے ابو بکر کو کہا اے ابو بکر تم نے کیا کیا جس رات تم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (ہجرت) کے لئے گئے تھے۔ ابو بکر نے فرمایا ہم ساری رات چلتے رہے اور صبح کو بھی یہاں تک کہ دوپہر ہو گئی۔ اور راستہ آنے والوں سے خالی ہو گیا۔ اس میں کوئی گذرنے والا نہیں گذر رہا تھا دھوپ بہت تھی اچانک ایک لمبا پتھر ظاہر ہوا جو اوپر کی طرف اونچا تھا اور اس کا سایہ تھا اس پر دھوپ نہیں آتی تھی ہم اس کے پاس اتر پڑے۔ میں نے حضور نبی اکرم کے لئے اپنے ہاتھوں سے جگہ کو برابر کیا کہ آپ وہاں سو جائیں۔ پھر میں نے اپنی پوستین اتار کر بچھا دی اور عرض کی یارسول اللہ آپ سو جائیں اور میں آپ کے گرداگرد دیکھ بھال کرتا ہوں گا۔ آپ سو گئے اور میں وہاں سے باہر نکل کر ادھر ادھر دیکھنے لگا کہ اس طرف کوئی دشمن نہ آرہا ہو۔ میں نے ایک راعی کو آتے ہوئے دیکھا جو وہاں بکریاں چرا رہا تھا۔ میں نے اس کو کہا کیا تیری بکریوں میں دودھ ہے۔ اس نے کہا ہاں ہے۔ میں نے کہا کیا تو ہمارے لئے دودھ دے گا۔ اس نے کہا ہاں۔ پھر اس نے ایک بکری کو لیا اور لکڑی کے ایک (ڈھنگے) پیالہ میں اس کا دودھ دوہا۔ میرے پاس پانی کا ایک مشکیزہ یا چھاگل تھی جس کو میں نے حضور علیہ السلام کے لئے اٹھایا ہوا تھا کہ آپ اس سے پیئں گے اور وضو فرمائیں گے پھر میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ سو رہے تھے۔ میں نے آپ کو جگانا پسند نہ کیا یہاں تک کہ آپ خود ہی بیدار ہوئے۔ میں نے دودھ کے اوپر پانی ڈالا یہاں تک کہ

Marfat.com

وہ نیچے تک ٹھنڈا ہو گیا۔ میں نے عرض کی حضور نوش فرمائیں۔ آپ نے پیا یہاں تک کہ میں خوش ہوا۔ پھر آپ نے پوچھا کیا کوچ کا وقت نہیں ہوا میں نے عرض کی حضور ہو گیا ہے۔ پھر ہم وہاں سے سورج ڈھلنے کے بعد چل پڑے۔ سراقہ ابن مالک نے ہمارا تعاقب کیا وہ سرپٹ گھوڑا دوڑاتا ہوا آرہا تھا۔ آپ نے فرمایا "غم نہ کر اللہ ہمارے ساتھ ہے" آپ نے اس کے لئے بد دعا کی اس کا گھوڑا اپنے پیٹ تک زمین میں دھنس گیا حالانکہ وہ پتھریلی سنگلاخ بڑی سخت زمین تھی۔ سراقہ نے کہا میں جانتا ہوں کہ تو نے میرے لئے بد دعا کی ہے۔ اب تم میرے لئے دعا کرو کہ زمین مجھے چھوڑ دے تمہارا رب تمہاری حفاظت کا کفیل ہے۔ میں واپس جاتا ہوں اور اس طرف جو کوئی آتا ہوگا تمہیں پکڑنے کے لئے میں اس کو پھیر دوں گا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام نے اس کے لئے دعا کی تو اس نے نجات پائی زمین سے باہر آ گیا۔ اور چلا گیا، راستے میں جو بھی کوئی اسے ملتا وہ کہتا ادھر کوئی نہیں ہے پلٹ جاؤ۔ اس حدیث کو بخاری و مسلم دونوں نے اپنی صحیحین میں روایت کیا ہے

عبداللہ بن سلام کا مسلمان ہونا :

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن سلام نے نے جبکہ وہ ایک باغ میں پھل توڑنے کے کام میں مصروف تھے سنا کہ یہاں ہمارے شہر (مدینہ) میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہیں۔ عبداللہ بن سلام نے حاضر خدمت ہو کر عرض کی میں آپ سے تین چیزوں کی بابت سوال کروں گا جن کو نہیں جانتا کوئی مگر وہی شخص جو نبی ہے۔ پس آپ فرمائیں کہ قیامت کی پہلی علامت کیا ہے۔ یعنی اس کی بڑی علامتوں سے کون سی علامت ہے جس کا سب سے پہلے ظہور ہوگا۔ اور اہل جنت کے لئے پہلا کھانا کس چیز سے ہوگا۔ اور اس کی کیا وجہ ہے کہ بچہ کبھی اپنے باپ کے مشابہ

Marfat.com

ہوتا ہے اور کبھی ماں کے۔ آپ نے فرمایا قیامت کی پہلی علامت آگ ہے جو لوگوں کو مشرق سے مغرب کی طرف لے جائیگی اور جنتیوں کا پہلا کھانا جو وہ کھائیں مچھلی کے جگر کا کنارہ ہے اس لئے کہ یہ بہت لذیذ ہوتا ہے۔ اور جب مرد کا پانی عورت کے پانی پر سبقت لے جائے تو بچہ باپ کے مشابہ ہوتا ہے اور جب اس کا عکس ہو تو ماں کے۔ حضرت عبداللہ بن سلام رضہ نے اپنے سوالوں کا جواب پاکر کہا۔

اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد انك رسول اللہ

میں گواہی دیتا ہوں اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بلا شک آپ اللہ کے رسول ہیں۔ پھر عرض کی یارسول اللہ یہود ایک بہتان تراش قوم ہے۔ اور اگر وہ میرے اسلام کو معلوم کریں قبل اس کے آپ ان سے میری بابت کچھ پوچھیں تو یقیناً مجھ پر بہتان باندھیں گے۔ اس کے بعد یہود آپ کی خدمت میں آئے۔ آپ نے ان سے پوچھا تم میں عبداللہ کیسا آدمی ہے انہوں نے کہا وہ ہم سے بہت اچھا اور افضل ہے۔ اس کا باپ اور دادا بھی بہت اچھے اور نیک اور ذی وقار انسان تھے۔ آپ نے فرمایا جب یہ بات ہے تو تم بتاؤ کہ اگر وہ یہ بات تسلیم کرے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کا رسول ہے تو پھر تم اس کی پیروی کروگے۔ یہ بات سن کر اور معلوم کرکے کہ وہ حلقہ بگوش اسلام ہوگیا ہے کہنے لگے وہ اس کا باپ اور اس کا دادا ہم میں بدترین انسان تھے۔ ہم اس کی کیوں پیروی کریں؟ اس کے بعد حضرت عبداللہ نے عرض کی یارسول اللہ میں ان کی طرف سے ان کی اسی بات سے ڈرتا تھا اسی واسطے میں نے عرض کیا تھا کہ آپ ان سے میری بابت سوال کریں۔ قبل اس کے کہ ان کو میرے مسلمان ہونے کا پتہ چلے۔

کفار کے قتل کی جگہ کا تعین کرنا:۔ جب مکہ مکرمہ سے ابوسفیان ایک

Marfat.com

قافلہ لے کر نکلا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے اصحاب سے اس سے جنگ کرنے کی بابت مشورہ کیا۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کیا ہے کہ سعد ابن عبادہ جو انصار کے رئیس تھے اٹھ کر کھڑے ہوئے اور عرض کی یارسول اللہ اگر آپ ہم کو سمندر میں گھس جانے کا حکم فرمائیں گے تو ہم آپ کی تعمیل کریں گے اور اگر آپ ہم کو اونٹوں پر سوار ہو کر برک الغماد (ایک مقام کا نام جو مدینہ منورہ سے پانچ دنوں کی مسافت پر ہے) تک ان کو دوڑا کر لے جانے کا حکم دیں تو ہم ایسا ہی کریں گے۔ راوی نے کہا کہ اس کے بعد آپ نے باآواز بلند لوگوں کو پکارا اور فرمایا "چلو" یہاں تک کہ وہ مقام بدر میں آ گئے اور فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ جگہ فلاں کافر کے قتل ہونے کی ہے اور اس پر اپنا ہاتھ رکھتے اور فرماتے جاتے تھے۔ یہاں فلاں اور یہاں فلاں مارا جائے گا۔ انہوں نے کہا جہاں حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دست مبارک رکھا تھا اس جگہ سے کسی نے تجاوز نہ فرمایا یعنی وہ وہیں قتل ہوا۔ جو جگہ اس کے لئے آپ نے بتا دی تھی۔ (اس حدیث کو مسلم نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے)

جنگ بدر میں ملائکہ کا نازل ہونا:

اس حدیث میں غزوۂ بدر کا ذکر فرمایا گیا ہے۔ مورخین اور اصحاب سیر نے اس کی تفصیل اس طرح رقم کی ہے کہ ابو سفیان ایک تجارتی قافلہ کے ساتھ جس میں کل چالیس آدمی تھے شام سے مکہ کی طرف جا رہا تھا اور ان کے پاس جو قافلہ میں شریک تھے بہت مال تھا۔ جب مسلمانوں کو اس کی خبر ہوئی تو انہوں نے راستہ میں ان کو لوٹنے کا ارادہ کیا۔ کسی جاسوس نے مکہ والوں کو آگاہ کیا کہ تمہارے قافلہ پر جو ابوسفیان کی قیادت میں آ رہا ہے

Marfat.com

Marfat.com

اگر یہ مٹھی بھر مسلمان اس جنگ میں کفار نابکار کے ہاتھوں مارے گئے۔ تو پھر آج کے بعد انسانوں سے زمین پر کوئی تیری پرستش کرے گا حضرت ابوبکر صدیق سے آپ کا یہ حال برداشت نہ ہوا۔ آپ کے قریب آئے اور آپ کا ہاتھ پکڑا اور عرض کی یارسول اللہ آپ کے لئے اتنا ہی جتنا آپ نے فرمایا کافی ہے۔ آپ نے دعا میں بہت مبالغہ اور کوشش فرمائی ہے۔ کوشش اس لئے فرمائی کہ لڑائی میں مسلمان دلیر ہوں اور خوب ثابت قدمی سے ہم کو لڑائی کریں۔ پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خیمہ سے زرہ سے اچھلتے ہوئے باہر نکلے اور فرما رہے تھے عنقریب کفار کی جماعت شکست پائے گی اور پیٹھ پھیرے گی۔ چنانچہ تاریخ گواہ ہے کہ آپ نے جو فرمایا ویسا ہو کر رہا۔

تھوڑے کھانے کا بہتوں کے لئے کافی ہونا :

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ یوم خندق میں ہم خندق کی کھدائی میں مصروف تھے کہ ایک جگہ ایک سخت پتھر آگیا جس کا توڑنا ہمارے بس کا روگ نہیں تھا۔ ہم نے اس کو توڑنے کے لئے باری باری قوت آزمائی کی مگر وہ نہ ٹوٹا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور عرض کی۔ اور فرمایا مجھے کدال دو۔ آپ کدال لے کر نیچے اترے اور اس زور سے اس پر ضرب لگائی کہ وہ ریت کی مانند ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا۔ جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے دیکھا کہ بوجہ بھوک کی شدت کے حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پیٹ پر پتھر باندھا ہوا ہے۔ میں اپنے گھر گیا اور بیوی سے پوچھا کہ کچھ کھانے کے لئے ہے؟ وہ ایک تھیلا لائی جس میں چار سیر جو تھے جن سے ان کو پیس کر آٹا بنایا بکری کا ایک بچہ گھر پالا ہوا تھا اس کو ذبح کر کے گوشت بنایا پھر میں حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور آہستہ عرض کی کہ حضور

Marfat.com

ایسا ہوا ہے تو ان کا زندہ ہونا مستبعد بھی نہیں۔ اس کے امکان میں کلام نہیں کلام ہے تو اس کے وقوع میں ہے۔

یوم حدیبیہ میں حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی انگلیوں سے پانی جاری ہونا

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں۔ یوم حدیبیہ میں لوگوں کو جو حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ تھے پیاس لگی وہاں پانی نہیں تھا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس پانی کا ایک برتن تھا جس سے آپ نے وضو فرمایا۔ لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی حضور ہم پیاسے ہیں اور ہمارے پاس پانی نہیں کہ اس سے وضو کریں اور پیئیں۔ حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے پانی کے برتن میں ہاتھ رکھا تو پانی آپ کی انگلیوں کے درمیان سے ابل ابل کر چشموں کی مانند نکل رہا تھا۔ پھر ہم نے پیا بھی اور وضو بھی کیا۔ جابر سے پوچھا گیا تم تعداد میں کتنے تھے۔ جابر نے کہا تھے تو ہم پندرہ سو لیکن اگر ہم ہزار بھی ہوتے تو وہ پانی ہم سب کو کافی ہوتا (متفق علیہ مشکوٰۃ)

یہی واقعہ مشکوٰۃ میں براء ابن عازب سے اس طرح منقول ہے کہ یوم حدیبیہ میں ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اور تعداد میں ہم چودہ سو تھے۔ اور حدیبیہ ایک کنواں ہے جس کا ہم نے سارا پانی کھینچ لیا تھا یہاں تک کہ اس میں ایک قطرہ بھی نہ چھوڑا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے اور اس کی منڈھیر پر بیٹھ گئے۔ پھر آپ نے پانی کا ایک برتن منگوایا اور وضو کیا اور کلی کی اور دعا مانگی اور وہ پانی کنوئیں میں ڈال دیا اور فرمایا ایک ساعت توقف کرو۔ ایک ساعت کے بعد اس میں اتنا پانی آیا کہ ہم خوب سیراب ہو کر پیتے رہے اور اپنی سواریوں کو بھی پلاتے رہے۔ یہاں تک کہ وہاں سے کوچ کیا (روایت کیا اس کو بخاری نے)

اسی طرح کا ایک معجزہ عوف نے ابی رجا سے اور اس نے عمران بن حصین سے روایت کیا ہے کہ ہم ایک سفر میں حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ کے ہمراہ تھے۔ لوگوں

Marfat.com

سے آپ کی خدمت میں پیاس کی شکایت کی آپ نے ایک آدمی کو اس کا نام لے کر پکارا جس کا نام یاد نہیں رہا اور حضرت علی کو بھی بلایا اور فرمایا جاؤ پانی تلاش کرو۔ یہ دونوں صاحب ایک عورت کو پکڑ لائے جو اونٹ پر پانی کی دو چھاگلوں کے درمیان بیٹھی ہوئی تھی۔ حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس عورت کو نیچے اترنے کا حکم دیا اور اس کی چھاگلوں کا منہ کھول دیا اور فرمایا پیو اور پلاؤ۔ راوی کہتا ہے ہم سب نے پیا اور خوب پیا۔ ہم چالیس آدمی تھے۔ ہم نے اپنے مشکیزوں اور برتنوں کو بھی پانی سے بھر لیا۔ قسم ہے اللہ تعالیٰ کی جب ان چھاگلوں کا منہ باندھا گیا تو وہ پہلے سے زیادہ بھری ہوئی تھیں (متفق علیہ)

درخت آپ کے مطیع ہو گئے:

جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ ہم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ جا رہے تھے۔ یہاں تک کہ ہم ایک وادی میں اترے جو بڑی وسیع اور کشادہ تھی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام قضائے حاجت کے لئے گئے مگر آپ نے کوئی پردہ نہ پایا وادی کے کنارے دو درخت تھے۔ ان میں سے آپ ایک کی طرف گئے۔ اور اس کی ٹہنی کو پکڑا اور فرمایا اللہ کے حکم سے میرا مطیع ہو وہ درخت آپ کے ساتھ اس طرح چل رہا تھا جس طرح وہ اونٹ جس کے ناک میں نکیل پڑی ہو اپنے کھینچنے والے کے ساتھ چلتا ہے۔ پھر آپ نے اس کو ایک جگہ چھوڑا۔ اور دوسرے درخت کی طرف گئے اس کی ٹہنی کو پکڑا اور فرمایا اللہ کے حکم کے ساتھ میرا مطیع ہو۔ وہ بھی آپ کے ساتھ چلنے لگا۔ جب اس کو پہلے درخت کے قریب لائے کہ ان دونوں کے درمیان ایک فاصلہ رہ گیا تو آپ نے فرمایا۔ التئما علی باذن اللہ —— تم مجھ پر اللہ کے اذن سے مل جاؤ وہ درخت آپس میں مل گئے۔ راوی کہتا ہے میں بیٹھا ہوا اپنے جی سے باتیں کر رہا تھا کہ اچانک میں نے کیا دیکھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف

Marfat.com

لا رہے ہیں۔ اور درخت اپنی اپنی جگہ پر جا رہے ہیں۔ یہاں تک کہ اپنی پہلی جگہ پر جا رہے ہیں۔ یہاں تک کہ اپنی پہلی جگہ پر پہنچ کر وہ سیدھے کھڑے ہو گئے

ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ماں کا مسلمان ہونا :

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا کہ میری ماں کافرہ تھی میں اس کو اکثر اسلام کی دعوت دیتا رہتا تھا مگر وہ مسلمان نہیں ہوتی تھی۔ ایک دن کا ذکر ہے کہ جب میں نے اس کو اسلام لانے کو کہا تو اس نے حضور علیہ الصّلوٰۃ والسلام کے حق میں ناسزا اور بہت بری باتیں کہیں جس سے مجھے سخت صدمہ ہوا۔ میں روتا ہوا حضور نبی اکرم علیہ الصّلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے عرض کی حضور۔ آپ میری ماں کے لیئے دعا فرمائیں کہ وہ مسلمان ہو جائے۔ آپ نے فرمایا۔ اَللّٰھُمَّ اِھْدِ اُمَّ اَبِی ھُرَیْرَۃَ اے اللہ۔ ابوہریرہ کی ماں کو ہدایت دے۔ میں خوش ہو کر اس یقین سے کہ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسلام کی دعا قبول ہو گئی گھر کو جانے لگا۔ جب گھر کے دروازہ کے قریب آیا تو وہ بند تھا۔ میری ماں نے میرے پاؤں کی آہٹ پا کر اندر سے کہا مکانک یا ابا ھریرہ ابوہریرہ یہیں ٹھہرے رہیں۔ میں نے پانی گرنے کی آواز سنی معلوم ہوا کہ ماں نہا رہی ہے۔ جب وہ نہا چکی اور قمیض پہنا اور سر پہ دوپٹہ لیا تو دروازہ کھولا اور کہا ابوہریرہ : اشھد ان لا الٰہ الا اللہ۔ و اشھد ان محمدًا عبدہ ورسولہٗ میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کے بندے اور رسول ہیں۔ پھر میں حضور علیہ الصّلوٰۃ والسلام کی خدمت میں خوشی سے روتا ہوا حاضر ہوا اور آپ کو اپنی ماں کے مسلمان ہونے کی خبر دی۔ آپ نے یہ بات سن کر اللہ کی حمد کی اور اچھی بات کہی۔ (رواہ مسلم)

ابوھریرہ رضہ کا حافظہ :۔ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا

Marfat.com

تم کہتے ہوگے کہ ابو ہریرہ بہت حدیثیں روایت کرتا ہے۔ اللہ گواہ ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ میرے مہاجرین بھائیوں کو بازار میں تجارت نے مشغول کر رکھا تھا کیونکہ وہ تجارت پیشہ تھے اور میرے انصار بھائیوں کو ان کے اموال نے کاموں نے مشغول کر رکھا تھا۔ اس لئے کہ وہ زراعت پیشہ تھے۔ یعنی ان دونوں کو حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ رہنے کا زیادہ وقت نہیں ملتا تھا۔ میں ایک مسکین آدمی تھا میرا کوئی کاروبار نہیں تھا۔ میں ہر وقت حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ رہتا تھا۔ ایک دن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔

"نہیں پھیلائیگا تم میں سے کوئی اپنا کپڑا یہاں تک کہ میں ختم کردوں اس بات کو۔ (آپ اس وقت صحابہ کے لئے دعا فرما رہے تھے۔) پھر اکٹھا کرے اس کو اپنے سینے کی طرف پس وہ نہیں بھولے گا میری حدیث سے کچھ بھی ہمیشہ" میرے اوپر ایک چادر تھی اس کے سوا کوئی اور کپڑا میرے اوپر نہیں تھا۔ میں نے اس کو بچھا دیا، یہاں تک کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے قول یعنی دعا سے فارغ ہوئے پھر میں نے اس کو اپنے سینہ کی طرف اکٹھا کیا۔ پس قسم ہے اس ذات کی جس نے بھیجا آپ کو ساتھ حق کے۔ میں نہیں بھولا آپ کی حدیث کو اس وقت سے لے کر اس دن تک۔ (متفق علیہ)

بُت خانہ ذی الخلیصہ کا توڑنا۔

جریر بن عبد اللہ نے روایت کیا کہ مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تو مجھ کو آرام نہیں پہنچائے گا ذی الخلیصہ سے۔ یعنی اس کو توڑ کر میرے دل کو راحت پہنچا۔ میں نے عرض کی حضور مجھے ایک مرض ہے کہ میں گھوڑے پر جم کر بیٹھ نہیں سکتا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعا فرمائی۔ اللھم ثبتہ واجعلہ ھادیا مھدیا اے اللہ اس کو گھوڑے پر ثابت رکھ اور اس کو ہادی اور مہدی (ہدایت یافتہ) بنا۔ اور پھر آپ نے اپنا

Marfat.com

ہاتھ مبارک میرے سینہ پر مارا یہاں تک کہ میں نے اس کا اثر اپنے سینہ میں پایا۔ اس کے بعد میں گھوڑے سے کبھی نہ گرا۔ اور قوم قریش کے ایک سو پچاس سوار لے کر گیا اور ذی الخلیصہ بت خانہ کو جلا ڈالا اور اس کو توڑ کر مسمار کر دیا (متفق علیہ)

آسمانی مدد

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ جس دن مقام بدر میں کفار نابکار سے جنگ ہو رہی تھی اس دن ایک مسلمان آدمی ایک مشرک آدمی کے پیچھے دوڑا جا رہا تھا کہ اس کو قتل کرے اچانک اس نے اس پر چابک پڑنے کی آواز سنی اور یہ بھی سنا کہ کوئی سوار اپنے گھوڑے کو ایڑھی لگا کر کہتا ہے اے حیزوم آگے بڑھ (یہ جبریل کے گھوڑے کا نام ہے) پھر اس نے دیکھا کہ وہی مشرک جس کے پیچھے وہ دوڑا آ رہا تھا، چت گرا ہوا ہے۔ اس کی ناک اور سر چابک کی ضرب سے پھٹا ہوا ہے۔ اور منہ سیاہ ہو رہا ہے۔ اس انصاری مرد نے یہ واقعہ حضور نبی اکرم علیہ الصّلوٰۃ والسلام کی خدمت میں عرض کیا۔ آپ نے فرمایا تو نے سچ کہا یہ تیسرے آسمان کی مدد سے ہے۔ یوم بدر میں ستر آدمی کفار کے قتل ہوئے اور ستر آدمی قید ہوئے۔

اس سلسلہ کی ایک حدیث سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے حضور نبی اکرم علیہ الصّلوٰۃ والسلام کی دائیں جانب ایک آدمی کو اور بائیں جانب ایک آدمی کو دیکھا۔ ان دونوں نے سفید لباس پہنا ہوا تھا۔ اور خوب بہادری اور زور سے لڑ رہے تھے۔ میں نے ان کو نہ اس سے قبل دیکھا تھا نہ اس کے بعد۔ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسلام نے فرمایا وہ دونوں جبرئیل اور میکائیل تھے۔

Marfat.com

عبداللہ بن عتیکؓ کا واقعہ :

حضرت براءؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جماعت ابورافع یہودی کے قتل کے لئے بھیجی۔ (ابورافع حضور نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا بڑا دشمن تھا اسنے آپ کے خلاف کئی فتنوں کو ہوا دی تھی) ابن عتیک کا قلعہ میں جبکہ وہ اندر سے بند تھا۔ پہنچ جانا بھی اللہ تعالیٰ کی قدرت ہی ہے۔ جب یہ اندر گئے اور وہ سو رہا تھا۔ انہوں نے اپنی تلوار اس کے پیٹ پر رکھ کر اوپر سے اس کو دبایا۔ یہاں تک کہ وہ پیٹ کو چیرتی ہوئی پیٹھ تک پہنچ گئی۔ جب وہ قتل ہو گیا تو انہوں نے اپنے ساتھیوں کو جو قلعہ کے باہر کھڑے دروازہ کھلنے کے منتظر تھے، اندر بلانے کے لئے دروازے کھولنے شروع کئے۔ ایک جگہ پر سیڑھی پر چڑھنے لگے، چاندنی رات تھی پاؤں رکھنے میں کچھ دھوکہ لگا نیچے زمین پر گر پڑے۔ پنڈلی کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ اور پگڑی کے ساتھ اس کو باندھا اور حضور نبی اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ابورافع کے قتل اور ہڈی کے ٹوٹنے کا سارا واقعہ حضور کی خدمت میں عرض کیا۔ آپ نے فرمایا اپنی پنڈلی میری طرف کشادہ کر۔ آپ نے اس پر ہاتھ پھیرا وہ بالکل ٹھیک ہو گئی گویا وہ ٹوٹی ہی نہیں۔

ایک مرتد کی بابت آپ نے خبر دی کہ اس کو زمین قبول نہیں کریگی۔

حضرت انس راوی ہیں کہ ایک آدمی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی لکھا کرتا تھا، اسلام سے پھر گیا آپ نے فرمایا، اس کو زمین قبول نہیں کرے گی! ابو طلحہ نے بتایا کہ جس زمین میں وہ مرا وہاں اسکی لاش زمین پر پڑی دیکھی۔ میں نے لوگوں سے پوچھا، اسکا کیا حال ہے (انہوں اس کو دفن کیوں نہیں کیا) انہوں نے کہا ہم نے اس کو کئی بار دفن کیا

Marfat.com

مگر زمین نے اس کو قبول نہیں کیا (متفق علیہ)

ایک منافق کی موت کی خبر دینا۔

جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر سے واپس تشریف لا رہے تھے جب مدینہ کے قریب پہنچے تو تیز آندھی چلنے لگی قریب تھا کہ وہ سوار کو مٹی میں دفن کرے آپ نے فرمایا، یہ ہوا ایک منافق کی موت کے لیے بھیجی گئی ہے۔ پھر جب مدینہ میں داخل ہوئے تو معلوم ہوا کہ ایک بڑا منافق مرگیا ہے :۔ رواۃ مسلم۔ شارحین نے اس منافق کا نام رفاعہ بن درید لکھا ہے اور سفر سے مراد غزوہ تبوک ہے، بعض نے منافق کا نام رافع اور سفر کا نام غزوہ بنی مصطلق بتایا ہے ان دونوں حدیثوں میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا معجزہ غیب کی خبر دینا ہے، آپ نے دو شخصوں کے متعلق قبل از وقوع اور دریافت جو کچھ بیان فرمایا وہ ویسا ہی ہوا۔

حضور ایک سفر میں تھے اور ملائکہ مدینۃ المنورہ کی حفاظت کر رہے تھے۔

ابو سعید خدری راوی ہیں کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے یہاں تک کہ ہم عسفان میں آئے (یہ مکہ مکرمہ سے دو منزل پر ایک جگہ ہے) لوگوں نے کہا ہم یہاں کچھ نہیں کر رہے یعنی بیکار بیٹھے ہیں، اور ہمارا اہل وعیال ہمارے پیچھے غیر محفوظ ہے (یعنی خطرے میں ہے ہو سکتا ہے کہ دشمن ہماری عدم موجودگی سے فائدہ اٹھا کر شہر پر حملہ کرے)

حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ خبر پہنچی تو آپ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ نہیں ہے مدینہ شریف کا کوئی دروازہ اور گھاٹی مگر اس پر دو فرشتے اس کی حفاظت کے لیے پہرہ دے رہے ہیں، یہاں تک کہ تم اس میں آؤ، پھر آپ نے فرمایا کوچ کرو، ہم نے کوچ کیا اور مدینہ کی طرف آئے پس قسم ہے اس ذات کی جس کے نام کی قسم کھائی جاتی ہے، ابھی ہم نے نہیں رکھا تھا اپنے کجاوں کو جبکہ ہم مدینہ میں داخل ہوئے کہ، اچانک ہم پر بنو عبداللہ بن غطفان

Marfat.com

نے حملہ کر دیا : حالانکہ اس سے قبل جب تک ہم باہر تھے ان کو حملہ کرنیکی جرات نہیں ہوئی تھی (رواہ مسلم)

آپ کی دعا سے بارش کا برسنا۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عہد میں ایک بار لوگوں پر قحط پڑا، جمعہ کے دن جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خطبہ پڑھ رہے تھے، ایک اعرابی کھڑا ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ ھلک الممال وجاع العیال فادع اللہ مال ہلاک ہوا عیال بھوکا ہے، آپ اللہ سے دعا کریں۔ آپ نے اپنے ہاتھ اٹھائے اس وقت آسمان پر بادل کا کوئی ٹکڑا نظر نہ آتا تھا قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ حضور ابھی دعا سے فارغ نہیں ہوئے تھے کہ آسمان پر دیکھتے دیکھتے پہاڑوں کی مانند بادل جمع ہوگیا۔ آپ ابھی منبر ہی پر تشریف فرما تھے کہ بارش ہونے لگی اور پانی آپ کی ریش مبارک پر پڑ رہا تھا: دعا کے وقت سے لیکر جمعہ کا تمام دن مینہ برستا رہا۔ اس سے اگلے دن بھی اور پھر اس سے اگلے دن بھی بارش ہوتی رہی یہانتک کہ دوسرا جمعہ آگیا، آپ جمعہ کا خطبہ پڑھا رہے تھے، کہ وہی اعرابی یا کوئی اور شخص کھڑا ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ، تھدم البناء غرق المال فادع اللہ لنا۔ کوٹھا۔ مکان گر گیا، مال ڈوب گیا، آپ اللہ سے ہمارے لیے دعا مانگیں، آپ نے دونوں ہاتھ اٹھائے اور فرمایا۔

اے اللہ ہمارے اردگرد برسے ہم پر نہ برسے، آپ جہاں اشارہ کرتے تھے بادل کی طرف مگر کھل جاتا تھا۔ وہ اس طرف سے یہاں تک کہ ہو گیا مدینہ کے اوپر کا حصہ خالی بادل سے اور بہنے لگی وادی احد پہاڑ کے قریب کی جس کا نام قناۃ ہے ایک مہینہ، اور نہیں آتا تھا کوئی شخص کسی طرف سے مگر وہ بیان کرتا تھا بارش کی کثرت کو ایک روایت میں ہے " اے اللہ ہمارے اردگرد برسے نہ ہم پر۔ اے اللہ پہاڑوں اور ٹیلوں اور وادیوں کے اندر اور درختوں کے اگنے کی جگہوں پر

Marfat.com

برستے۔ راوی نے کہا مدینہ کے اوپر سے بادل صاف ہو گیا اور ہم دھوپ میں چلنے لگے۔ (متفق علیہ۔ مشکوٰۃ)

کم رفتار والے گھوڑے کا تیز رفتار ہونا۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ایک بار کا ذکر ہے کہ مدینہ شریف والے لوگوں کو کوئی خوف اور خطرہ محسوس ہوا وہ گھبرا گئے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ابو طلحہ کے گھوڑے پر جو بہت آہستہ چلا کرتا تھا خطرے کا پتہ لینے کے لئے سوار ہو کر باہر نکل گئے۔ جب آپ واپس آئے تو فرمایا "میں نے تمہارے اس گھوڑے کو تیز رفتاری میں سمندر کی مانند پایا۔ اس کے بعد وہ اتنا تیز چلا کرتا تھا کہ کوئی گھوڑا اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا تھا (رواہ البخاری۔ مشکوٰۃ)

ایک متکبر کا ہاتھ۔

روایت کرتے ہیں۔ ایک آدمی حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس بائیں ہاتھ سے کھانا کھا رہا تھا۔ آپ نے اسے دائیں ہاتھ سے کھانے کو فرمایا اس نے ازراہ تکبر کہا میں اس سے نہیں کھا سکتا حالانکہ وہ اس سے کھا سکتا تھا۔ آپ نے فرمایا تو نہ کھا سکے۔ اس کے بعد اس آدمی کا دایاں ہاتھ اس کے منہ تک نہیں اٹھتا تھا۔ حالانکہ اس کو کوئی تکلیف اور بیماری نہیں تھی (رواہ مسلم۔ مشکوٰۃ)

درخت کا گواہی دینا

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام خطبہ کے وقت کھجور کے ایک تنہ کے ساتھ جو مسجد کے ستونوں میں سے ایک ستون تھا، تکیہ لگا کر کھڑے ہوتے تھے۔ جب آپ کے لئے منبر بنایا گیا تو آپ

Marfat.com

اس پر کھڑے ہوتے (آپ کے فراق سے متاثر ہوکر) وہ ستون جس کے ساتھ آپ تکیہ لگا خطبہ پڑھا کرتے تھے رو دیا۔ قریب تھا کہ وہ اس صدمہ سے پھٹ جاتے۔ حضور نبی کریم علیہ الصّلوٰۃ والسلام نیچے تشریف لائے اور اس کو اپنے ساتھ ملایا اور وہ اس بچے کی طرح رو رہا تھا جس کو چپ کرایا جاتے۔ یہاں تک کہ وہ خاموش ہوگیا یعنی اس کو سکون اور قرار آگیا۔ جابر نے فرمایا وہ اس لئے رویا کہ قریب سے ذکر سننے سے محروم ہوگیا۔ صاحب نشر الطیب نے کہا، اس گریہ میں جس طرح مفارقت ذکر کو دخل ہے اسی طرح مفارقت ذاکر کو یعنی ذات مقدسہ نبویہ کو ورنہ سینہ سے لگانے سے خاموش نہ ہوجاتا (نشر الطیب صہ ۲۱۰ مطبوعہ تاج کمپنی لاہور)

بعض روایات میں یہ بات زائد ہے کہ حضور نبی اکرم علیہ الصّلوٰۃ والسلام نے ستون کو کہا اگر تو چاہے تو میں دعا کروں کہ تو سبز ہو جائے تیری جڑھ زمین میں مضبوط ہو جائے۔ اور تیرا پھل اہل دنیا کھائیں اور اگر تو چاہے تو میں دعا کروں کہ تو جنت میں ہو اور تیرا پھل اہل جنت اولیاء اللہ کھایا کریں۔ اس نے آخرت کو دنیا پر ترجیح دی۔ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسلام نے اس کو وہاں سے اکھاڑ کر دفن کر دیا تھا۔ قیامت کے دن وہ جنت کا درخت ہوگا۔ مدارج النبوت میں ہے کہ اس کی آواز سے مسجد جنبش اور لرزہ میں آئی۔ اور لوگوں نے جب ستون کا یہ عجیب حال مشاہدہ کیا تو بہت رونے لگے۔ ایک روایت میں ہے کہ وہ تنہ کھجور کا پھٹ گیا اور ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا۔ پھر حضور علیہ الصّلوٰۃ والسلام نے اس پر اپنا داہنا ہاتھ مبارک رکھا اور بغل میں لیا تو خاموش ہوگیا۔ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسلام نے فرمایا اس لکڑی نے ذکر خدا کو نہ پانے کے سبب رونا شروع کیا اگر میں اس کو بغل میں نہ لیتا تو وہ ہمیشہ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسلام کی جدائی کے صدمہ اور غم سے قیامت کے دن تک روتا۔

پھر حضور علیہ الصّلوٰۃ والسلام نے اس کو منبر کے نیچے دفن کرنے کا حکم فرمایا آنحضور پرنور صلے اللہ علیہ وسلم اس کی طرف منہ کرکے نماز ادا فرمایا کرتے

Marfat.com

ستے تھے۔ ایک روایت میں آیا کہ حضور نے اس کو اپنی طرف بلایا تو وہ زمین کو چیرتے ہوئے حاضر خدمت ہوا۔ اور آپ نے اس کو بغل میں پکڑا۔ اور فرمایا اپنی جگہ پر جا وہ اپنی جگہ پر چلا گیا۔ بریدہ کی روایت میں آیا ہے کہ آپ نے اس تنہ کو فرمایا اگر تو چاہے تو میں تجھ کو اس باغ میں لگا دوں جہاں تو تھا تاکہ تیری رگیں اگیں اور تیری خلقت کامل ہو۔ اور تیری شاخیں تر ہوں۔ اور تیرا پھل پیدا ہو۔ اور اگر تو چاہے تو میں تجھ کو بہشت میں لگا دوں تاکہ تیرا پھل اللہ کے دوست کھائیں۔ اس کے بعد حضور نے اس کی طرف اپنا کان مبارک لگایا کہ وہ کیا جواب دیتا ہے۔ آپ نے فرمایا وہ کہتا ہے یا رسول اللہ آپ مجھ کو بہشت میں لگا دیں تاکہ میرا پھل خدا کے دوست کھائیں۔ جہاں میں کہنہ اور فانی نہ ہوں۔ اس آواز کو ہر ایک نے جو کہ نزدیک تھا سنا۔ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہم نے ایسا ہی کیا جیسا اس نے کہا۔ اور فرمایا اس نے دار بقا کو دار فنا پر پسند کیا۔ حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب یہ حدیث سناتے تو فرماتے اے خدا کے بندو! ایک لکڑی نے پیغمبر خدا کے شوق اور محبت میں گریہ زاری کی تم اس سے زیادہ لائق ہو کہ حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ عشق و محبت رکھو۔

سنگی دگیاہے کہ در و منفعتے ہست
بہ ز آدمی داں کہ در و معرفتے نیست
انتہیٰ

درخت کا حضور کی رسالت کی گواہی دینا۔

مدارج النبوت میں بحوالہ مستدرک ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی اس حدیث کو نقل فرمایا کہ انہوں نے فرمایا ہم ایک سفر میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے۔ آپ نے ایک اعرابی کو دیکھا کہ جا رہا ہے۔ آپ نے فرمایا کہاں جا رہا ہے۔ اس نے کہا گھر کو اپنے اہل وعیال

Marfat.com

کے پاس۔ آپ نے فرمایا تجھے خواہش ہے کہ تو نیکی اور بھلائی حاصل کرے۔ اس نے کہا وہ کیا ہے آپ نے فرمایا شہادت۔

اشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ وان محمداً عبدہٗ ورسولہٗ

اعرابی نے کہا جو آپ نے کہا ہے کیا کوئی اس پر گواہ ہے۔ آپ نے فرمایا یہ درخت جو تیرے سامنے ہے یہ میرے رسول ہونے کا گواہ ہے۔ اس کے بعد آپ نے اس کو جو وادی کے کنارہ پر تھا اپنی طرف بلایا۔ وہ زمین کو چیرتے ہوئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے اس سے گواہی طلب کی اس نے تین بار آپ کے رسول ہونے کی گواہی دی اور اپنی پہلی جگہ پر چلا گیا۔ (مدارج النبوت صہ ۱۹۳)

سنگریزوں کا تسبیح پڑھنا

ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں ایک دن حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کے لئے دوپہر کے وقت آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا۔ اے ابوذر تجھے کونسی چیز لائی ہے۔ میں نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے۔ آپ نے بیٹھنے کا اشارہ فرمایا۔ میں بیٹھ گیا۔ پھر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے ان سے بھی آپ نے استفسار فرمایا تمہیں کونسی چیز لائی انہوں نے عرض کی اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے آپ نے ان کو بھی ہاتھ سے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ پھر حضرت عمر آئے اور پھر حضرت عثمان آئے ان سے بھی آپ نے وہی سوال کیا جو اس سے قبل مجھ سے اور ابوبکر سے کیا تھا۔ ان کو بھی بیٹھنے کو فرمایا۔ پھر آپ نے سات یا نو کنکریوں کو ہاتھ میں لیا۔ وہ آپ کے ہاتھ میں تسبیح پڑھنے لگیں۔ ہم نے اپنے کانوں سے ان کی بھنبھناہٹ کو جو شہد کی مکھی کے مشابہ تھی آپ کی ہتھیلی مبارک سے سنا۔ پھر وہ سنگریزے ابوبکر کے ہاتھ میں دیئے۔ ان کے ہاتھ میں بھی وہ تسبیح پڑھتے تھے۔ پھر آپ نے حضرت ابوبکر سے لے کر ان کو زمین پر رکھا وہ خاموش ہو گئے۔ پھر اٹھا کر حضرت عمر کے ہاتھ

Marfat.com

میں دے دیئے وہ تسبیح پڑھنے لگے۔ پھر ان کے ہاتھ سے لے کر حضرت عثمان کے ہاتھ میں دے دیئے۔ ان کے ہاتھ میں بھی تسبیح پڑھ رہے تھے۔ پھر آپ نے ان سنگریزوں کو زمین پر رکھا تو وہ خاموش ہو گئے۔ (اس حدیث کو بزار اور طبرانی نے اوسط میں روایت کیا۔ مدارج النبوت)

آپ کے دست مبارک سے ایک دیوانہ بھلا چنگا ہو گیا

ایک عورت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں اپنے بچے کو لے کر حاضر ہوئی عرض کی حضور میرا یہ بچہ دیوانہ ہے۔ یا اس پر آسیب کا اثر ہے۔ رات کو جب کھانا کھانے کا وقت ہوتا ہے تو اس کا آسیب اس پر غالب آتا ہے۔ ہمیں کھانا نہیں دیتا۔ آپ نے اس کے سینے پر ہاتھ پھیرا۔ اس کو قے آئی اور اس سے سیاہ کتے کے بچے کے مشابہ کوئی چیز نکلی اور دوڑنے لگی۔ اس کے بعد اس کو بالکل آرام آگیا اور وہ شکایت جاتی رہی۔

اسی طرح کا ایک اور واقعہ ہے کہ ایک عورت اپنے بچہ کو لے کر آئی۔ جو آسیب زدہ تھا۔ آپ نے پانی منگوایا اور اس میں کلی کی اور وہ پانی اس کو پلایا اور اس سے اس کے ہاتھ اور پاؤں دھلائے وہ بالکل ٹھیک ہو گیا اور ساری عمر عقل و ہوش سے رہا۔ پھر کبھی کوئی ایسا حادثہ نہ ہوا۔

مردے کا زندہ ہونا

ایک آدمی کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسلام کی دعوت دی [illegible] کہا میں ایمان نہیں لاؤں گا یہاں تک کہ میری بیٹی جو مر گئی ہے [illegible] آپ نے فرمایا مجھ کو اس کی قبر دکھا۔ ایک روایت میں ہے کہ [illegible] میں اس کو ایک وادی میں پھینک آیا ہوں۔ آپ نے فرمایا مجھ کو [illegible] دکھا اس نے آپ کو پہلی روایت کے مطابق اس کی قبر اور دوسری [illegible]

Marfat.com

مطابق وادی دکھائی تو آپ نے اس کا نام لے کر اس کو پکارا۔ اس لڑکی نے جواب دیا لبیک وسعدیک۔ آپ نے فرمایا کیا تو چاہتی ہے کہ دنیا میں واپس آ جائے اس نے کہا نہیں میں نے آخرت کو دنیا سے بہتر پایا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ میں نے اللہ تعالیٰ کو اپنے ماں باپ سے اچھا پایا (مدارج النبوت)

مردہ زندہ ہونے کا ایک عجیب واقعہ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ انصار میں ایک جوان فوت ہو گیا۔ اس کی ماں بہت بوڑھی اور نابینا تھی۔ ہم نے اس جوان پر ایک چادر دے کر اس کے سر اور منہ کو ڈھانک دیا۔ اور اس کی ماں کو تسلی دینے لگے۔ اس کی ماں نے کہا کیا میرا بچہ فوت ہو گیا ہے ہم نے کہا ہاں فوت ہو گیا ہے۔ پھر اس نے کہا اے خدا تو جانتا ہے کہ میں نے تیری اور تیرے رسول کی طرف اس لئے ہجرت کی تھی کہ تو میری مدد کرے گا۔ اور میری فریاد سنے گا۔ اور ہر سختی اور تکلیف میں تو میری پشت پناہی کرے گا۔ اے رب میری درخواست ہے میرے بیٹے کی موت کا بوجھ میرے اوپر نہ رکھ میں تیری نہایت کمزور بندی ہوں یہ بوجھ نہیں اٹھا سکوں گی ابھی وہ اس دعا سے فارغ نہیں ہوئی تھی کہ اس کا بچہ چادر اتار کر ہمارے پاس آ گیا۔ اور ہمارے ساتھ مل کر اس نے کھانا کھایا بڑھیا کی یہ کرامت بھی حقیقت میں حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا معجزہ ہے۔ اس لئے کہ اولیاء امت کی کرامات ان کے نبی کا معجزہ ہوتی ہیں) مدارج النبوت

معجزہ شق القمر

حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بہت مشہور بین الخواص والعوام شق القمر چاند پھٹنے کا معجزہ ہے: حضرت قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کتاب شفا میں اقتربت الساعۃ وانشق القمر کے تحت بالاسناد یوں نقل فرمایا کہ:

Marfat.com

اللہ تعالیٰ نے چاند کے ٹکڑے ہونے اور کفار کے اس سے اعراض کرنے کی خبر ماضی کے لفظ سے دی، اس سے ثابت ہوا کہ چاند کے ٹکڑے ہونے کا وقوع حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عہد خیریت مہد میں ہو چکا ہے اور مفسرین نے اس پر اجماع کیا ہے ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے

انشق القمر علیٰ عهد رسول الله صلی الله علیه وسلم فرقتین فرقة فوق الجبل وفرقة دونه فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم اشهد

حضور کے زمان خیریت نشان میں چاند دو ٹکڑے ہوا، ایک ٹکڑا پہاڑ کے اوپر گرا اور ایک اس کے نیچے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گواہ ہو، ابن مسعود کی دوسری روایت میں آیا ہے کہ میں نے پہاڑ کو چاند کے دو ٹکڑوں کے درمیان دیکھا مسروق نے روایت کیا کہ اس معجزہ کا وقوع مکہ میں ہوا، کافروں سے ایک آدمی نے کہا کہ محمد نے اگر چاند پر سحر کیا ہے تو کل زمین پر نہیں کیا جو لوگ مکہ سے باہر ہیں ان سے پوچھنا چاہیے کہ انہوں نے چاند کا ٹکڑے ہونا دیکھا ہے تو وہ باہر کے لوگوں کے پاس ان کے شہروں میں گئے اور پوچھا کہ فلاں رات کو تم نے آسمان پر چاند کو دو ٹکڑے ہوتے دیکھا ہے، انہوں نے کہا ہاں ہم نے دیکھا ہے، سمرقندی نے ضحاک سے اسی طرح کی ایک روایت نقل کی کہ ابوجہل نے کہا۔ چاند کے دو ٹکڑے ہونیکی کوئی حقیقت نہیں، یہ محض جادو ہے اور نظر بندی ہے تم دوسرے شہروں میں جو تمہارے اطراف میں ہیں لوگوں کی طرف بھیجو، کہ وہ اس کی بابت ان سے پوچھیں، جب ان کے لوگوں نے دوسرے شہروں کے لوگوں سے دریافت کیا تو انہوں نے کہا

انهم راوه منشقا بیشک انہوں نے اس کو پھٹا ہوا دیکھا ہے تو کافروں نے کہا هذا سحر مستمر یہ مستمر جادو ہے یعنی کامل اور موثر جادو ہے جس نے اجرام فلکیہ پر بھی اپنا اثر دکھایا انتہیٰ ملخصا صفحہ ۸۴ جلد اول تفسیر روح البیان صفحہ ۲۶ جلد رابع میں ہے: (ترجمہ) منقول ہے کہ ابوجہل اور ایک یہودی حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس آئے (ابوجہل نے کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کوئی معجزہ دکھاؤ نہ

Marfat.com

تجھے قتل کر دونگا، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، قتل سے تو میں ڈرتا نہیں تو میرے قتل پر قادر نہیں میرا رب میرا محافظ و نگہبان میرے ساتھ ہے اگر تو معجزہ دیکھنا چاہتا ہے تو بتا کیا معجزہ دیکھنا چاہتا ہے، ابوجہل نے دائیں بائیں نظر کی اور سوچنے لگا کہ کیا کہوں جس کا دکھانا ان کے لیے دشوار ہو یہودی نے ابوجہل کو کہا یہ شخص جادوگر ہے وہ چاند پھاڑ دکھائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شہادت کی انگلی اٹھائی اور چاند کی طرف اشارہ کیا چاند اسی وقت ایک ٹکڑا اپنی جگہ پر رہا اور دوسرا ٹکڑا دوسری طرف چلا گیا، پھر آپ کے حکم سے چاند کے دونوں ٹکڑے ایک دوسرے سے مل گئے،

غیب کا بیان کرنا

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا از منہ گذشتہ اور آئندہ کی اخبار غیبیہ کا بیان کرنا آپ کے معجزات میں شمار کیا ہے۔ اور اس موضوع میں وہ کتاب شفاء میں ایک مستقل اور جدید باب لائے ہیں جس کا عنوان یہ ہے من ذالک ما اطلع علیہ من الغیوب وما یکون۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معجزات سے ہیں وہ غیوب جن پر آپ کو مطلع کیا گیا اور وہ جو آئندہ ظہور پذیر ہوں گے۔ اس باب کے نیچے ابتداء میں یوں رقم طراز ہیں کہ اس باب میں حدیثوں کا ذخیرہ وہ دریا ہے جس کی انتہاء نہیں پائی جاتی اور جس کا کثیر پانی کھینچا نہیں جا سکتا اور یہ معجزہ من جملہ ان معجزات سے ہے جن کا علم ہم کو قطع اور یقین سے ہوا اور راویان خبر و ثقات کی کثرت سے تواتر سے ہمیں پہنچی۔ آگے ایک مشہور حدیث اس کی اسناد کے ساتھ بیان فرمائی کہ حذیفہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں ایک جگہ کھڑے ہوئے۔ آپ نے اس جگہ میں قیامت تک ہونے والی تمام اشیاء کو بیان فرمایا۔ ان میں سے آپ نے کسی چیز کو نہ چھوڑا جس نے ان کو یاد کیا اس نے یاد کیا اور جس نے ان کو بھلایا وہ بھول گیا۔ میرے ان دوستوں کو وہ باتیں جو حضور نے ارشاد فرمائی ہیں معلوم ہیں

Marfat.com

اور بیشک آپ کی بیان کی ہوئی باتوں سے جب کوئی بات ہوتی ہے تو میں اس کو پہچان لیتا ہوں۔ اور اس کو یاد کرتا ہوں کہ یہ وہی ہے جو حضور نے فرمائی تھی جیسے آدمی اس شخص کو جو ایک عرصے اس سے غائب رہا اور پھر اس کے سامنے آیا تو فوراً پہچان جاتا اور یاد کرتا ہے کہ یہ وہی میرا فلاں دوست ہے۔ حذیفہ (راوی) نے کہا میں نہیں جانتا کہ میرے دوستوں نے ان چیزوں کو جو حضور نے بیان فرمائی ہیں، یاد رکھا ہے یا بھلا دیا ہے۔ قسم ہے اللہ کی نہیں چھوڑا آپ نے کسی فتنہ کے لیڈر کو قیامت تک مگر اس کو بیان فرمایا۔ آپ نے یہ بھی فرمایا ان لیڈروں کے ساتھ تین سو یا اس سے زائد ان کی اتباع کرنے والے ہوں گے۔ اور آپ نے ان لیڈروں کو ان کا اور ان کے باپوں کا اور ان کے قبیلہ کا نام لے کر بیان فرمایا۔ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم کو حضور نبی اکرم علیہ الصّلوٰۃ والسلام نے اس حال اور صفت پر چھوڑا کہ نہیں حرکت دیتا کوئی پرندہ اپنے بازوؤں کو مگر اس کا بھی آپ نے ہم کو علم دیا۔ یعنی اگر پرندوں کے اڑنے اور پروں کو حرکت دینے کے برابر بھی کوئی چیز ہے تو حضور علیہ الصّلوٰۃ والسلام نے ہم کو اس سے بھی آگاہ فرما دیا۔ حضور نبی اکرم علیہ الصّلوٰۃ والسلام کے اصحاب اور ائمہ حدیث سے بڑی صحت کے ساتھ منقول ہے کہ آپ نے وقت سے بہت پہلے دشمنوں پر غلبہ کی اور فتح مکہ کی اور بیت المقدس کے فتح کی اور یمن اور شام اور عراق کے فتح ہونے کی اور ظہور امن کی خبر میں دیں یہاں تک کہ ایک عورت حیرہ سے مکہ تک تنہا سفر کرے گی اور اس کو سوا اللہ کے کسی کا خوف نہیں ہوگا۔ بیان فرمایا اور آپ نے یہ بھی بتایا کہ مدینہ منورہ میں لڑائی ہوگی اور خیبر اس کی لڑائی کے دوسرے دن حضرت علی کے ہاتھ پر فتح ہوگا۔ اور آپ کی امت پر دنیا کے ساز و سامان کی جو فراخت ہوگی اس کو بھی آپ نے بیان فرمایا اور آپ نے قیصر و کسریٰ کے خزانوں کی تقسیم کو بھی بیان فرمایا یعنی ایران اور شام کے ممالک مفتوح ہوں گے اور اصحاب کے مابین ان کے خزانے تقسیم

Marfat.com

ہوں گے۔ اور آپ نے یہ بھی فرمایا کہ میری امت میں طرح طرح کے فتنے اٹھیں گے اور ان کے درمیان بہت اختلاف رونما ہوگا۔ اور دین کی تعلیمات سے منہ موڑ کر ہوا یعنی نفسانی خواہشوں کی اتباع اور پیروی کریں گے۔ اور جو گمراہ لوگ ان سے پہلے ہوئے ہیں۔ ان کی راہ پر چلنے لگیں گے اور بہتر فرقوں میں بٹ جائیں گے۔ ان میں سے نجات پانے والا صرف ایک ہی فرقہ ہوگا۔ اور ان کے لئے پر تکلف بچھونے یا پردے ہوں گے۔ وہ صبح ایک جوڑے میں کریں گے تو شام دوسرے جوڑے میں۔ ان کے آگے کھانے کے برتن یکے بعد دیگرے رکھے جائیں گے۔ ایک اٹھایا جائے گا تو دوسرا آجائے گا۔ (آج یہی صورت ہے لوگ میزوں پر بیٹھ کر بڑے تکلف اور طمطراق سے کھاتے ہیں۔ اور ان کے سامنے برتنوں پر برتن آتے ہیں۔ ایک خالی ہوتا ہے تو اس کو اٹھا لیتے ہیں۔ دوسرا بھرا ہوا آجاتا ہے) اور فرمایا اپنے گھروں کو پردوں سے اس طرح ڈھانکیں گے جس طرح بیت اللہ شریف کو ڈھانکتے ہیں۔ (بیت اللہ شریف کا غلاف اور اس کا ستر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عہد سے بھی بہت پہلے کا ہے اور حضور نے اس کو باقی رکھا۔) اور فرمایا تم آج اس زمانہ کے لوگوں سے اچھے ہو۔ اور فرمایا لوگ نازو نخرے سے چلیں گے۔ اور فارس و روم کی لڑکیاں ان کی خادمائیں اور باندیاں ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ ان کی لڑائی کو انہیں پر روک دے گا اور ان کے بدوں کو ان کے نیکوں پر مسلط کرے گا۔ اور مسلمانوں کے ترک اور خزر اور روم کے ساتھ لڑنے کی بھی آپ نے خبر دی اور فرمایا کسریٰ اور فارس چلا جائے گا۔ یہاں تک کہ نہ کسریٰ ہوگا نہ فارس (آج یہی صورت ہے نہ فارس ہے نہ کسریٰ) اور قیصر چلا جائے گا۔ یہاں تک کہ اس کے بعد قیصر نہ ہوگا (آج شام کے بادشاہ کو قیصر نہیں کہا جاتا۔

ذیل میں ہم چند غیبی خبریں کتاب رحمۃ اللعالمین قاضی محمد سلیمان منصورپوری کی جلد سوم سے نقل کرتے ہیں۔

Marfat.com

جہادِ بحر کی اطلاع

انس سے روایت ہے کہ ایک روز نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ام حرام کے گھر میں آرام فرمایا۔ جب بیدار ہوئے تو حضور ہنس رہے تھے۔ ام حرام نے وجہ پوچھی فرمایا مجھے میری امت کے وہ غازی دکھلائے گئے ہیں جو سمندر میں جہاد کے لئے سفر کریں گے۔ وہ اپنے جہازوں پر ایسے بیٹھے ہوں گے جیسے ملوک اپنے تخت پر نشست کرتے ہیں۔ ام حرام نے عرض کی کہ میرے لئے بھی دعا فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے ان میں شامل فرمائے۔ حضور نے دعا کر دی اور پھر لیٹ گئے۔ پھر ہنستے ہوئے بیدار ہوئے فرمایا مجھے میری امت کے دوسرے غازی جہازوں پر سوار ہو کر جہاد کرنے والے دکھائے گئے ہیں۔ ام حرام نے کہا دعا فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی ان میں شامل فرمائے۔ فرمایا نہیں تو پہلے لوگوں میں سے ہے۔

امیر معاویہ کے زمانہ میں جب عبادہ بن صامت بحری جہاد کو گئے تو ام حرام بھی اپنے شوہر کے ساتھ گئیں۔ غزوہ سے واپسی کے وقت ام حرام کے لئے سواری لائی گئی۔ وہ سوار ہونے لگیں تو جانور نے لات ماری اور ان کا وہیں انتقال ہو گیا (صحیح بخاری و مسلم)

پیشین گوئی

صحیح بخاری میں عدی ابن حاتم طائی کی روایت ہے کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں بیٹھا تھا کہ ایک شخص آیا اور اس نے فاقہ کی شکایت کی۔ دوسرا آیا اس نے ڈکیتوں کی شکایت کی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عدی اگر تمہاری عمر لمبی ہوئی تو تم دیکھ لوگے کہ ایک بڑھیا حیرا سے اکیلی چلے گی اور خانہ کعبہ کا طواف کرے گی وہ اللہ کے سوا اور کسی سے نہ ڈرتی ہو گی۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ طے کے ڈکیت کدھر چلے

Marfat.com

جائیں گے: جنہوں نے تمام بستیوں کو اجاڑ رکھا ہے۔

پھر فرمایا اگر تیری عمر لمبی ہوئی تو تم کسریٰ کے خزانوں کو جا کھولو گے میں نے پوچھا کیا، کسریٰ ابن ہرمز فرمایا ہاں کسریٰ ابن ہرمز! پھر فرمایا، اگر تیری عمر لمبی ہوئی تو تو دیکھ لے گا کہ ایک شخص زکوٰۃ کا مال سونا چاندی لیے ہوئے پھر لگا اور ایسے کوئی نہ ملے گا جو زکوٰۃ کا پیسہ لینے والا ہو۔

عدی کہتے ہیں میں نے ایسی بڑھیا کو بھی حج کرتے دیکھ لیا جو کوفہ سے اکیلی حج کو آئی تھی اور اللہ کے سوا اسے کسی اور کا خوف نہ تھا اور خزائن کسریٰ کی فتح میں تو شامل تھا، اور تیسری بات بھی اے لوگو تم دیکھ لو گے امام بیہقی کہتے ہیں کہ عمر بن عبدالعزیز کی سلطنت میں تیسری بات بھی پوری ہو گئی کہ زکوٰۃ دینے والے کو تلاش سے بھی کوئی فقیر نہ ملتا تھا اور وہ اپنا مال گھر واپس لے جایا کرتا تھا۔

پیش گوئی کے مطابق فتوحات ممالک:

بیہقی اور ابو نعیم نے براء ابن عازب سے روایت کی ہے کہ خندق کھودتے ہوئے ایک بہت بڑا اور بہت سخت پتھر نکل آیا، یہ واقعہ اس سے قبل مذکور ہو چکا ہے مگر کسی اور حیثیت سے جس پر کدال کا اثر نہ ہوتا تھا ہم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حال عرض کیا، حضور نے پتھر دیکھا کدال کو ہاتھ میں لیا اور بسم اللہ کہہ کر ضرب لگائی ایک تہائی پتھر ٹوٹ گیا اس وقت حضور نے فرمایا، اَللّٰہُ اَکْبَرُ اُعْطِیْتُ مَفَاتِیْحَ مجھے ملک شام کے خزانے کی کنجیاں عطا کی گئیں خدا کی قسم میں نے وہاں کے سرخ سرخ محلات کو بھی دیکھ لیا ہے پھر دوسری ضرب لگائی اور ایک تہائی پتھر توڑ دیا پھر فرمایا: اَللّٰہُ اَکْبَرُ اُعْطِیْتُ مَفَاتِیْحَ الْفَارِسِ وَاللّٰہِ لَا بْصَرُ۔ مجھے ملک فارس کی کنجیاں عطا کی گئیں اور میں اس وقت مدائن کے سفید محلات کو ابھی دیکھ رہا ہوں پھر تیسری ضرب لگائی اور باقی پتھر کا چورا ہو گیا، اور فرمایا، اَللّٰہُ اَکْبَرُ اُعْطِیْتُ مَفَاتِیْحَ الْیَمَنِ وَاللّٰہِ اِنِّی لَاُبْصِرُ۔ مجھے ملک یمن کی کنجیاں عطا کی گئیں واللہ

Marfat.com

میں یہاں سے اس وقت شہر قیصر کے دروازوں کو دیکھ رہا ہوں ۔

یہ پیش گوئی اس وقت فرمائی تھی جب مدینہ پر کفار کے عساکر حملہ آور ہو رہے تھے اور ان سے بچاؤ کے لیے شہر کے گرداگرد خندق کھودی جارہی تھی ایسے ضعف کی حالت میں اتنے ممالک کی فتوحات کی اطلاع دینا اللہ کے نبی ہی کا کام ہے جسے اللہ تعالیٰ نے حرف بحرف پورا فرمایا ۔

شاہِ ایران کے کنگن :

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سراقہ بن مالک سے فرمایا کیف بک اذا لبست سواری کسریٰ " تیری کیا شان ہوگی جب تجھے کسریٰ کے کنگن پہنائے جائیں گے " (بیہقی من طریق ابن عتبہ)

حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روح مبارک تمام ارواح سے پہلے پیدا ہوئی اور تمام انبیاء آپ کے سبب سے پیدا ہوئے آپ کا وجود ان کے وجود کے لیے سبب ہے پس آپ ان کے معنوی باپ ہیں اور وہ سب وجود میں آپ کے تابع ہیں ۔ (نسیم الریاض)

ابوجہل سے حق دلانا :

سب جانتے ہیں کہ ابوجہل حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بڑا دشمن تھا ۔ اس نے ایک دیہاتی آدمی سے اونٹ خریدا اور کہا اس کی قیمت آج نہیں چند دنوں کے بعد دوں گا وہ شخص چند دنوں کے بعد حسب وعدہ ابوجہل سے اپنا دین (قرض) لینے کے لئے آیا مگر اس نے نہ دیا اور اس کو ٹال دیا کہ پھر کسی دن آنا اسی طرح جب بھی وہ آتا تو ٹال دیتا وہ شخص کمزور تھا مایوس ہو کر واپس چلا جاتا ۔ جب ایک طویل عرصہ گذر گیا تو اس نے اہل مکہ کے چند اکابر کے سامنے اس کا ذکر کیا اور درخواست کی کہ آپ لوگوں کی میرے حال پر بڑی مہربانی ہوگی جو ابوجہل سے میرا حق دلا دیں گے ۔ انہوں نے جنسی مذاق کے طور پر کہا

Marfat.com

ابوجہل بڑا سخت آدمی ہے اور شہر کا رئیس بھی ہے ہم تو اس سے تیرا حق نہیں دلا سکتے تو محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کے پاس جا یقیناً وہ تیرا حق اس سے دلا دیں گے۔ یہ بات انہوں نے اس لئے کہی کہ جب محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) اس کو لے کر اس کے پاس جائیں گے تو وہ آپ کو خوب ذلیل کرے گا۔ اور ہم تماشہ دیکھیں گے۔ ان کے مشورہ سے وہ دیہاتی حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور رو دیا۔ آپ نے فرمایا تو کیوں روتا ہے۔ اس نے عرض کی میں نے اتنے عرصہ سے ابوجہل سے قرض وصول کرنا ہے مگر وہ ٹال مٹول کرتا ہے، دیتا نہیں۔ لوگوں نے کہا کہ وہ آپ کی بات کو مانتا ہے۔ مہربانی فرما کر آپ میرے ساتھ اس کے گھر تک چلیں اور اس کو فرمائیں کہ وہ میرا حق ادا کرے۔ آپ نے اصل حقیقت تو جان لی کہ لوگوں نے اس کو فریب دیا ہے اور یہ سادہ لوح دیہاتی ان کے فریب میں آگیا ہے اور اس کا یقین ہے کہ میں اس سے اس کا حق دلا دوں گا۔ آپ اس کے ساتھ ابوجہل کے گھر تک گئے۔ دروازہ کو دستک دی۔ ابوجہل نے دروازہ کھولا تو حضور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس آدمی کے ہمراہ دروازہ پر کھڑا پاکر بہت حیران ہوا اور آگے بڑھ کر حضور کو خندہ پیشانی سے ملا۔ اور کہا اے محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) آپ کیوں آئے ہیں۔ آپ نے فرمایا کیا تو نے اس شخص کا قرض دینا ہے۔ ابوجہل نے کہا ہاں دینا ہے پھر آپ نے فرمایا دیدے دیر کیوں کرتا ہے۔ ابوجہل اندر گیا اور رقم لاکر اس کے حوالے کی وہ آدمی خوش ہو کر چلا گیا۔ لوگ حیران تھے یہ ہوا کیا۔ ابوجہل نے کہا جب محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) آئے تو میں نے ان کے کاندھے پر ایک بہت بڑے ہیبت ناک اژدہا کو بیٹھے ہوئے دیکھا اس نے میری طرف منہ کھولا ہوا تھا۔ اگر میں آپ کی بات نہ مانتا اور حکم کی تعمیل نہ کرتا تو اژدہا مجھے کھا جاتا۔ اس لئے اس کا قرض ادا کئے بغیر مجھے کوئی چارہ نہ تھا۔ (نزہتہ المجالس)

Marfat.com

ایک چرواہے کا واقعہ

نزہتہ المجالس میں بحوالہ شفا لکھا ہے کہ جنگل میں ایک چرواہا اپنی بکریاں چرا رہا تھا۔ ایک جانب سے بھیڑیا آیا اور اس نے چاہا کہ ایک بکری کا شکار کرے۔ مگر چرواہے نے بکری کو بچا لیا۔ بھیڑیئے نے انسانوں کی طرح بول کر چرواہے کو کہا افسوس ہے کہ تو میرے رزق کے درمیان حائل ہوا۔ چرواہے نے کہا، عجیب ہے کہ بھیڑیا بھی کلام کرتا ہے۔ بھیڑیئے نے کہا اس سے بھی زیادہ عجیب یہ بات ہے کہ تو بکریاں چراتا رہتا ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر نہیں ہوتا اس سے بڑا اللہ تعالیٰ نے کوئی نبی مبعوث نہیں کیا۔ اس کی اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑی عزت اور قدر ہے۔ اور وہ تجھ سے دور بھی نہیں صرف درمیان میں یہ ایک گھاٹی ہی تو ہے۔ اس نے کہا اگر میں وہاں جاؤں تو میری بکریاں کون چرائے گا۔ بھیڑیئے نے کہا اس کی فکر نہ کر تیرے واپس آنے تک تیری بکریاں میں چراؤں گا۔ اس نے بکریاں بھیڑیئے کے حوالہ کیں اور خود مدینہ منورہ میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور ایمان لایا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اپنی بکریوں کی طرف جا۔ وہ واپس آیا تو اس نے بھیڑیئے کو بکریاں چراتے دیکھا اور پھر ایک بکری ذبح کر کے اس بھیڑیئے کو کھلائی۔

ہرن کا واقعہ

ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا کہ حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک جنگل سے گزر ہوا آپ کو ایک ہرنی نے پکارا۔ یا رسول اللہ۔ آپ نے اس سے دریافت کیا اے ہرنی تیری کیا حاجت ہے۔ اس نے کہا یا رسول اللہ مجھے اس اعرابی نے جو پاس ہی سویا ہوا تھا شکار کیا ہے۔ اور اس سامنے

Marfat.com

کے پہاڑ میں میرے دو بچے ہیں۔ آپ مجھ کو میری بندش سے کھول دیں تاکہ میں اپنے بچوں کو دودھ پلاؤں اور پھر واپس آجاؤں گی۔ آپ نے فرمایا یہ ٹھیک ہے کہ تو آجائے گی۔ اس نے کہا ہاں یا رسول اللہ۔ آپ نے اس کو کھول دیا۔ وہ چلی گئی۔ اور دودھ پلاکر واپس آگئی۔ اتنے میں وہ اعرابی جس نے اس کا شکار کیا تھا، بیدار ہوا اور آپ کو تشریف فرما دیکھا۔ اس نے عرض کی یا رسول اللہ آپ یہاں کیوں تشریف فرما ہیں اور آپ کیا چاہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا اس ہرنی کو اپنی قید سے آزاد کر دے۔ اس نے اس کو آزاد کر دیا۔ وہ جنگل میں اچھلتی کودتی چوکڑیاں بھرتی ہوئی جا رہی تھی اور کہہ رہی تھی۔

اشھد ان لا الٰہ الا اللہ واشھد انک رسول اللہ

نزہتہ المجالس کے مصنف نے کہا کہ شفا کے سوا میں نے کسی اور کتاب میں یہ پڑھا ہے۔ کہ وہ ہرنی جب اپنے بچوں کو دودھ پلانے کے لئے گئی اور بچوں کو معلوم ہوا کہ ہماری ماں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنا ضامن بنا کر آئی ہے تو انہوں نے کہا لبنک علینا حرام حتی ترجعی الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تیرا دودھ ہم پر حرام ہے جب تک تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نہ لوٹ کر جائے اور ان کو ضمانت سے رہا نہ کرے۔ (نزہتہ المجالس صہ ۱۲۲ جلد ۲)

Marfat.com

الملتقطات من فضائلہ (صلے اللہ علیہ وسلم)

یعنے آپ کے وہ کمالات و فضائل جو ابواب و فصول اور عنوان کی قید سے آزاد ہیں اور بعض کتب کے مطالعے سے اخذ کیے گئے ہیں

۱۔ نسیم الریاض میں ہے کہ حضور پر نور صلے اللہ علیہ وسلم جس جانور پر سوار ہوئے۔ جب تک آپ اس پر سوار رہے تب تک نہ تو اس نے پیشاب کیا اور نہ لید۔ اور وہ جانور تا زندگی بیمار بھی نہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم جانوروں سے بھی کرائی حالانکہ وہ دولتِ عقل سے محروم ہیں اور ان کو آپ کے جسم کے مس سے یہ انعام ملا کہ وہ عمر بھر بیمار نہ ہوئے۔

۲۔ حیوٰۃ الحیوان الکبریٰ مطبوعہ مصر صفحہ ۲ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا آپ کی سنت کیا ہے آپ نے فرمایا معرفت[۱] میرا راس المال ہے اور محبت[۲] میری بنیاد ہے۔ شوق[۳] میری سواری ہے۔ اللہ کا ذکر[۴] میرے دل کا بہلاوا ہے۔ غم[۵] میرا رفیق ہے۔ علم[۶] میرا ہتھیار ہے۔ صبر[۷] میری چادر اور رضا[۸] میری غنیمت اور فقر[۹] میرا فخر اور زہد میرا کسب اور یقین[۱۰] میری قوت اور صدق[۱۱] میرا سفارشی اور طاعت[۱۲] میرا حسب اور جہاد[۱۳] میرا خلق اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک[۱۴] نماز میں ہے۔

تبع کا قصہ

تبع کا قصہ اپنی اس کتاب میں جو حضور پر نور صلے اللہ علیہ وسلم کے تمام محاسن اور آپ کے فضائل کمال میں آپ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور اس کی خاص تائید و توفیق سے لکھا ہے اس لئے لکھ لیا ہے کہ اس دور میں بھی حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذکر جمیل کی تابانیاں دلوں کو منور کر رہی ہیں

قرآن پاک میں ہے اھم خیر ام قوم تبع ۔۔۔ کیا اہل مکہ قوت میں

Marfat.com

زیادہ ہیں یا تبع کی قوم۔ جس تبع کا ذکر اس آیۃ کریمہ میں ہے اس سے تبع اکبر حمیری مراد ہے۔ اس کا نام اسعد یا سعد اور کنیت ابوکرب ہے۔ تبع نیک آدمی تھا۔ دلیل یہ ہے کہ قرآن میں تبع کی نہیں تبع کی قوم کی مذمت کی گئی ہے۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے: لا یشتبھن علیکم امر تبع فانہ کان مسلمًا تم پر تبع کا حال مشتبہ نہ ہو وہ مسلمان تھا۔ حضرت عائشہ سے روایت ہے کان تبع رجلاً صالحًا تبع نیک مرد تھا۔ ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ سہل بن سا عدی سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا (لا تسبوا تبعًا) فانہ کان قد اسلم تبع کو گالی نہ دو۔ اس لئے کہ وہ مسلمان تھا مورخین و مفسرین نے کہا ہے کہ تبع کامیاب اور فاتح و منصور بادشاہ تھا۔ دنیا کی سیر کرنے کے لئے اپنے لشکر کے ساتھ نکلا یہاں تک کہ سمرقند پہنچا اور وہاں سے جب واپس ہوا تو شام کا راستہ اختیار کیا۔ شام سے کئی احبار کو اپنے ساتھ لیا اور یمن کی طرف کوچ کیا۔ جب مکہ کے قریب پہنچا تو لوگوں میں یہ بات اڑی کہ وہ بیت اللہ شریف کو گرانے کے لئے آیا ہے۔ احبار نے اس کو کہا یہ کیا بات ہے جو تیرے دل میں آئی ہے۔ یہ بیت اللہ کا بیت ہے تو اس پر ہرگز مسلط نہیں ہوگا۔ اور جو بات تیرے دل میں آئی ہے وہ پوری نہیں ہو سکتی۔ تبع نے احبار سے یہ حقیقت افروز بات سن کر توبہ کی اور کہا اگر یہ گھر اللہ کا ہے تو میں اس کی حرمت بجا لانے کا زیادہ حق رکھتا ہوں۔ اسی وقت مسلمان ہوا اور احرام باندھا اور بیت اللہ شریف میں داخل ہوا۔ اور طواف کیا اور جو عبادت کا طریقہ تھا اس کو پورا کیا۔ ایک روایت یہ ہے کہ تبع جب مشرق کی سیر سے اس کے بعد کہ اس نے حیرہ (کوفہ کے قریب ایک شہر کا ہے) اور سمرقند بنایا۔ مدینہ کا قصد کیا وہاں چند دن قیام کیا اور اپنا بیٹا وہاں چھوڑ کر آگے گیا اور اس کا بیٹا اس کے بعد اچانک قتل ہوگیا۔ جب وہ سفر سے مدینہ شریف واپس آیا تو اپنے بیٹے کے

Marfat.com

قتل کی خبر سے سخت پریشان ہوا۔ اس نے مدینہ والوں سے جنگ کرنے کی ٹھانی کہ وہ اس شہر کو اور اس میں رہنے والوں کو تباہ کر دے گا شہر والے بھی اکٹھے ہوئے اور اس کے ساتھ لڑنے کے لئے اس کے سامنے صف آرا ہوئے۔ مدینہ والے دن کو لڑتے اور رات کو تبع اور اس کے لشکر کی مہمانی کرتے۔ تبع ان کے اس عمل سے حیران ہوا کہ یہ عجیب لوگ ہیں لڑتے بھی ہیں اور مہمانی بھی کرتے ہیں۔ اس کے ساتھ جو احبار تھے انہوں نے کہا یہ لوگ شریف اور بامروت ہیں۔ ایک دن اس کے پاس کعب اور اسعد بنی قریظہ کے قبیلہ سے آئے۔ یہ دونوں آپس میں ایک دوسرے کے چچازاد بھائی تھے۔ مدینہ شریف کے احبار یعنی بزرگ علماء میں سے تھے۔ انہوں نے کہا اے بادشاہ کان کھول کر سن اگرچہ تو بادشاہ اور بڑی قوت کا مالک ہے لیکن اپنے فاسد ارادے میں تو ہرگز ہرگز کامیاب نہیں ہو سکتا، اس لئے کہ یہ پیغمبر آخرالزمان حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کا شہر ہے آپ مکہ مکرمہ میں پیدا ہوں گے اور ترپن برس کی عمر میں بحکم خداوندی مکہ سے ہجرت فرما کر مدینہ شریف نزول اجلال فرمائیں گے۔ ان دونوں کی بات نے تبع کے دل میں اثر کیا اور وہ اپنے ارادہ سے باز آیا۔ پھر ان دونوں نے اس کو اسلام کی دعوت دی اور وہ مسلمان ہو گیا، اس کے بعد تبع یہود کی ایک جماعت کے ساتھ یمن کی طرف آیا راہ میں بنی ہذیل سے ایک جماعت نے جو اس کی ہلاکت اور تباہی کو چاہتی تھی اسکو کہا کہ مکہ میں ایک گھر ہے اس میں موتیوں اور سونے چاندی کا خزانہ ہے اگر تو اس گھر کو ویران کر کے اس کے خزانے کو لوٹے تو تیرے ہاتھ بہت مال آسکتا ہے، اس سے مراد ان کی یہ تھی کہ جب تبع اس گھر کو ویران کرنے کے لیے جائیگا تو یہ خود ہلاک ہو جائے گا اس لیے کہ ان کو معلوم تھا کہ جس کسی نے اس گھر کی ویرانی کا ارادہ کیا اللہ تعالیٰ نے اس کو تباہ کر دیا، تبع نے بنی ہذیل کی جماعت کی بات کو ان عالموں کو جو اس کے ساتھ تھے سنائی اور ان سے پوچھا کہ وہ کونسا گھر ہے، انہوں نے کہا گھر تو وہی ہے

گیا ہے وہ بڑی شان اور عزت و حرمت والا گھر ہے اس کو اللہ تعالٰی نے اپنا گھر فرمایا ہے اس کے گرانے کا یا اس کو لوٹنے کا جس ظالم نے بھی قصد کیا اللہ تعالٰی نے اس کا نام و نشان مٹا دیا، ایسا خیال ہرگز نہ کرنا تبع کو جب اصل حقیقت معلوم ہوئی تو اس نے بنی ہذیل کی جماعت کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے آنکھوں میں گرم سلائیں پھیر دیں جس سے وہ ہلاک ہو گئے۔

ایک روایت میں ہے کہ احبار نے تبع کو کہا کہ ہم نہیں جانتے کہ اس گھر کے سوا کوئی اور گھر اللہ تعالٰی نے اپنے لیے بنایا ہو تو اس میں اس کو سجدہ کرتے تھے اس کی عبادت کر اس کے قریب قربانی دے، اور سر منڈھا، وہ جن لوگوں نے تجھے اس گھر کے گرانے پر اکسایا انہوں نے تیری ہلاکت چاہی ہے اس لئے کہ ان کو پتہ ہے کہ جس کسی نے اس گھر کی خرابی کا ارادہ کیا اللہ تعالٰی نے اس کو ہلاک کیا ہے احبار کی اس بات سے وہ بہت متاثر ہوا اور اس نے اس کا اکرام کیا اور اس کو غلاف پہنایا، تبع ہی وہ پہلا انسان ہے جس نے خانہ کعبہ کو اس کے اکرام کی جہت سے غلاف پہنایا اور ان لوگوں کو جنہوں نے اس کو گرانے کا مشورہ دیا تھا صلیب پر چڑھایا اور ہاتھ پاؤں کاٹے اور آنکھوں میں گرم سلائیاں پھیریں یہاں تک کہ وہ تڑپ تڑپ کر ہلاک ہو گیا۔

ایک روایت میں ہے کہ مدینہ کے احبار جو اس کے ساتھ تھے، اس نے پوچھا جب تمہارے نزدیک یہ گھر بڑی شان والا ہے تو تم اسکا طواف کیوں نہیں کرتے، انہوں نے کہا یہاں کے لوگ ہم کو اسکا طواف کرنے سے مانع ہیں انہوں نے اس کے اندر بت گاڑے ہوئے ہیں، ان کی پرستش کرتے ہیں اور ان کے لئے قربانی کے جانور ذبح کرتے اور ان کا خون بہاتے ہیں یہ اہل شرک نجس اور پلید ہیں، بادشاہ کو معلوم ہوا کہ یہ احبار جو بات کہتے ہیں، عین حقیقت ہے، اس کی صداقت میں کوئی شبہ نہیں، اس کے بعد اس نے بیت اللہ شریف کا طواف کیا اور قربانی دی اور سر منڈھایا اور مکہ میں چھ دن قیام کیا ہر روز وہ لوگوں کے لئے جانور ذبح کرتا اور کھلاتا

اور شہید بلاتا ایک روایت میں ہے کہ جب اس نے خانہ کعبہ کی تخریب کا ارادہ کیا تو وہ ایک خطرناک بیماری میں مبتلا ہوا جب اس نے توبہ کی تو اس کو صحت ہوئی تو پھر اس نے اس کو غلاف پہنایا۔

غلاف کس چیز کا پہنایا گیا

اس کے متعلق کئی روایات ہیں اخرج ابن عساکر عن ابن اسحاق ؛ ان تبعاً اری فی منامه ان یکسو البیت فکساه الخصف[۱] ثم اری ان یکسوا احسن من ذالک فکساه المعافر[۲] ثم اری ان یکسوه احسن من ذلک فکساه الوصائل[۳] وصائل الیمن (روح المعانی)

ابن عساکر نے ابن اسحاق سے نقل کیا کہ تبع نے خواب میں دیکھا کہ وہ بیت اللہ کو غلاف پہنائے پس اس نے خصف پہنایا۔ پھر اس نے دیکھا کہ اس سے بھی اچھا پہنائے تو یمن کے وصائل سے اس کو وصائل پہنایا ایک روایت میں یوں ہے کہ اس نے مسوح[۴] پہنایا مگر بیت اللہ شریف نے اس کو اپنے سے اتار پھینکا اور پھاڑ ڈالا پھر اس نے انطاع[۵] عقنف پہنایا مگر اس نے قبول نہ کیا پھر اس کو انطاع پہنایا۔
ایک روایت میں ہے کہ بادشاہ تبع احبار کی تذکیر و تبلیغ اور ان کے راہ حق دکھانے سے مسلمان ہو کر جب یمن واپس آیا تو اہل یمن نے کہا۔

یا تبع انت سیدنا وابن سیدنا خرجت من عندنا علی دین و

ص۱ کھجور کے پتوں کی بنی ہوئی کوئی چیز
ص۲ یمن کی بنی ہوئی چادر : جبکہ وہاں کا ایک قبیلہ معافر تیار کرتا ہے
ص۳ سرخ رنگ کا دھاری دار کپڑا
ص۴ بالوں سے بنا ہوا کپڑا
ص۵ چمڑے کا تیار کیا ہوا (روح المعانی)

Marfat.com

جئت علی غیرہ فاحترمنا احداً من امان تخلینا وملکینا وتعبن ما شئت واماان تذردنیک الذی احدثنا احدثت

اے تبع تو ہمارا بادشاہ ہے اور ہمارے بادشاہ کا بیٹا ہے ہمارے پاس سے جس دین پر تو نکلا تھا اب تو اس پر نہیں ہے، ہماری طرف سے دو باتوں میں ایک بات کے تسلیم کرنے کا تمہیں اختیار ہے۔ یا تو ہمکو اور ہمارے ملک کو چھوڑ دے اور جس معبود کی چاہتا ہے عبادت کر: یا تو یہ نیا دین جو تو نے اختیار کیا ہے اس کو چھوڑ دے اس زمانے میں ان کے متنازعات اور جھگڑوں کا فیصلہ کرنے کے لیے آسمان سے آگ نازل ہوتی تھی جو باطل پر یا ظالم ہوتا اس کو وہ جلا دیتی تھی، اور اس کے برعکس جو حق پر یا مظلوم ہوتا اس میں زندہ رہتا اور اس کو کچھ بھی نقصان نہ ہوتا، احبار نے بادشاہ کو مشورہ دیا کہ وہ اپنی قوم سے کہے کہ ہمارے اور تمہارے درمیان آگ فیصلہ کرے گی کہ حق پر کون ہے، قوم کے سامنے جب بادشاہ نے یہ تجویز پیش کی تو وہ اس پر راضی ہو گئی اور تاریخ مقرر کر کے احبار وہاں آئے جہاں آگ کا نزول ہوتا تھا ان کے پاس توریت تھی جسکی وہ تلاوت کر رہے تھے اور بت پرست بتوں کے ساتھ وہاں آئے اور عام لوگ اس فیصلہ کا مظاہرہ دیکھنے کے لئے بڑی تعداد میں جمع ہوئے، آسمان سے رعد کی طرح آگ گرجتی ہوئی نازل ہوئی جب اس نے اپنی شعاؤں اور شعلوں کو وہاں

ڈالا تو لوگ الٹے پاؤں وہاں سے بھاگنے لگے اور بتوں کو اور ان کے پجاریوں کو آگ نے جلا کر ہلاک کر دیا اور احبار توراۃ پڑھتے ہوئے صحیح سلامت آگ سے نکل آئے ان کو ایک ذرہ کے برابر بھی گزند نہ پہنچا، دین حق کی یہ کرامت دیکھ کر وہ لوگ ایمان لائے اور اسلام کو قبول کیا اور تبع نے وہاں عمر بھر حکومت کی جب اس کی موت قریب آئی تو اپنے بعد اس نے بیٹے بھائی کو اپنا جانشین بنایا اور دنیا سے با ایمان کوچ کر گیا۔

تبع کا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لانا:

ابن سعد اور ابن عساکر نے ابی ابن کعب سے نقل کیا ہے کہ جب تبع مدینہ میں آیا تو اس نے یہود کے احبار کی طرف پیغام بھیجا کہ وہ اس شہر کو برباد

Marfat.com

کر دے گا اور یہودیت اس کا مقابلہ نہیں کر سکے گی۔ اور سب کا دین بت پرستی ہو گا۔ یہودیت کو برداشت نہیں کیا جائے گا۔ یہودیوں میں جو سب سے زیادہ علم والا تھا اور جس کا نام شامون تھا اس نے کہا اے بادشاہ! اس شہر کی طرف ایک نبی جو بنی اسمٰعیل سے ہو گا ہجرت کرے گا۔ یہ شہر اس کے رہنے کی جگہ ہے۔ اس کا مولد مکہ اور اس کا نام احمد ہے اور یہ شہر اس کا دار ہجرت ہے۔ تبع نے کہا اس کی صفت کیا ہے۔ شامون نے کہا اس کا قد نہ لمبا ہو گا اور نہ چھوٹا اس کی آنکھوں میں سرخی ہو گی وہ اونٹ کی سواری کرے گا اور چادر پہنے گا۔ اس کی تلوار اس کے کاندھے پر ہو گی وہ کسی سامنے آنے والے سے خوف نہیں کھائے گا۔ یہاں تک کہ اس کا دین تمام ادیان عالم پر غالب آ جائے گا۔ تبع نے کہا اس شہر کو برباد کرنے کی کوئی صورت نہیں اور نہ میں اس کے برباد کرنے پر قادر ہوں۔

ابو حاتم الریاشی نے کہا کہ تبع حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر آپ کے مبعث سے سات سو سال قبل ایمان لایا اور بعض نے کہا کہ تبع اور حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مولد کے درمیان ایک ہزار سال کا عرصہ ہے یہ دونوں قول اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ تبع حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مبعث سے پہلے ہوا ہے۔ تبع نے اوس اور خزرج کو کہا کہ تم اس شہر میں قیام کرو۔ اگر تم نے آپ کا زمانہ پایا تو ان کی مدد کرنا اور ان پر ایمان لانا۔ اور اگر تمہاری زندگی میں ان کا ظہور نہ ہوا تو اپنی اولاد کو وصیت کریں کہ اگر وہ آپ کو پائیں تو ایمان لائیں اور مدد کریں۔ تبع نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حق میں اپنے دلی جذبات کا اس شعر میں اظہار کیا ہے ؎

حُدِّثْتُ اَنَّ رسولَ المَلِيكِ يَخْرُجُ ۔ حَقًّا بِاَرْضِ الحَرَم
وَلَوْ مُدَّ دَهْرِي اِلٰى دَهْرِهٖ لَكُنْتُ وَزِيرًا لَهٗ وَابْنَ عَم
شَهِدْتُ عَلٰى اَحْمَدَ اَنَّهٗ رَسُولٌ مِنَ اللّٰهِ بَارِئِ النَّسَم

Marfat.com

بھیجے بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا جو تمام جہانوں کا مالک اور بادشاہ ہے حرم کی زمین میں رسول پیدا ہوگا۔ اگر میرا زمانہ آپ کے زمانہ تک لمبا ہوا تو میں آپ کا وزیر اور چچازاد بھائی ہوں گا۔ میں نے احمد (صلے اللہ علیہ وسلم) پر شہادت دی کہ آپ اللہ تعالےٰ کے جو جانوں کا پیدا کرنے والا ہے، رسول ہیں۔

تبع نے حضور پر نور صلے اللہ علیہ وسلم کے نام ایک مکتوب لکھا کہ میں آپ پر اور آپ کی کتاب پر ایمان لایا اور میں آپ کے دین اور آپ کی سنت پر ہوں۔ میں آپ کے اور سب جہانوں کے رب پر ایمان لایا اور اسلامی مسائل سے جو کچھ بھی آپ کے رب سے آیا میں اس پر ایمان لایا۔ اگر میں نے آپ کا زمانہ پایا تو یہ میری عین مراد اور دلی تمنا اور آرزو ہے۔ اگر میں نے آپ کا زمانہ نہ پایا تو میری شفاعت کریں اور قیامت کے دن مجھے نہ بھولیں اس لئے کہ میں آپ کا اولین امت سے ہوں۔ اور آپ کی تشریف آوری سے قبل آپ کے تابعداروں سے ہوں۔ میں آپ کی اور آپ کے باپ ابراہیم کی ملت پر ہوں۔ اس کے بعد مکتوب ختم کیا اور اس کے آخیر میں اس طرح اپنے دستخط کئے۔

اوس اور خزرج سے جو زیادہ عظیم اور علم والا تھا وہ مکتوب اس کے حوالہ کیا اور اس کو حکم دیا کہ وہ آپ کے زمانہ کو پائے تو یہ مکتوب بصد ادب واحترام آپ کی خدمت میں پیش کرے۔ کہا جاتا ہے کہ تبع نے مدینہ منورہ میں آپ کے لئے ایک گھر تعمیر کیا کہ جب آپ تشریف لائیں تو اس میں نزول اجلال فرمائیں۔ اور وہ گھر وہی تھا جو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی آمد کے وقت ابوایوب بن خالد بن زید کی تحویل میں تھا۔ اور ابوایوب اس آدمی کی اولاد سے تھا جس کے حوالہ تبع نے اپنا مکتوب کیا تھا۔ جب حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام

Marfat.com

اپنے گھر میں تشریف لائے تو تبع کا مکتوب اور اس کا شعر دونوں ابو ایوب نے آپ کی خدمت میں پیش کرنے کا شرف حاصل کیا۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے مکتوب پڑھا گیا تو آپ نے تین بار فرمایا۔ مرحبا تبع للاخ الصالح۔ تبع نیک بھائی کے لئے مرحبا ہے۔ بعض روایات میں آیا ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے اس پر نماز جنازہ پڑھی (غائب پر نماز جنازہ پڑھنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خصائص میں سے ہے) تبع کے متعلق اوپر کی تمام روایات و اقوال تفسیر روح المعانی سے تلخیص کے ساتھ ماخوذ ہیں۔

نعت شریف ۔ لمولف ھذا الکتاب

میرے دل میں تمنا ہے محمد کی زیارت ہو
سرورِ قلب حاصل ہو تو آنکھوں کی عبادت ہو
اطاعت فرض ہے ہر کام میں شاہِ مدینہ کی
عبادت ہو معیشت ہو کوئی امرِ سیاست ہو
محمد مصطفٰے کے عاشقوں پر یہ کرم ہو گا
کہ محشر میں نہ گھبرائیں نہ کچھ خوف ندامت ہو
ہُوَ الاول ہُوَ الآخر ہی الظاہر ہُوَ الباطن
جہاں کی ہے ہدایت ان سے ان پر ہی نہایت ہو
لواء الحمد کے حامل جناب مصطفٰے ہوں گے
جھکا کر سر کو سجدے میں طلب اذن شفاعت ہو
محمد نام نامی سے منور ہے جہاں اس سے
نہ کیوں اس سے دو عالم میں میسر خیر و برکت ہو
ندائے یا رسول اللہ غذائے روح و ایمان ہے
اسی نعرے کی برکت سے دلوں سے دور غفلت ہو

Marfat.com

یتیموں کے وہ ملجا ہیں فقیروں کے وہ ماویٰ ہیں

غریبوں کے وہ حامی ہیں کہ ان کی شان و شوکت ہو

مطابق سنتِ نبوی بنائے گر کوئی صورت

اسی کو نعت پڑھنے کی مجالس میں اجازت ہو

محمد کی ثنا خوانی محبت ہی سے ہوتی ہے

محبت گوہرِ ایمان نہ ایماں بے محبت ہو

آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم کے خلق عظیم کی کاٹ تلوار کی کاٹ سے زیادہ تیز ہے اور آپ کی زلفِ محبت کا اسیر آزادی نہیں چاہتا، اثامہ بن اثال کا واقعہ بھی کچھ ایسا ہی ہے :

اثامہ بن اثال :

حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے چند سواروں کو نجد کی طرف بھیجا۔ وہ اثامہ بن اثال کو پکڑ لائے اور مسجد نبوی کے ایک ستون سے اس کو باندھ دیا جب حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو خبر ہوئی تو آپ اس کے پاس تشریف لائے اور اس سے پوچھا کہ اس سے کیا سلوک کیا جائے۔ اس نے کہا اگر آپ مجھے قتل کر دیں تو آپ کو حق ہے۔ اس لئے کہ میں قاتل اور خونی انسان ہوں۔ اور اگر آپ معاف فرما دیں گے تو آپ ایک شکر گزار انسان کو معاف فرمائیں گے اور اگر آپ مال چاہتے ہیں تو جتنا آپ چاہیں گے اتنا مال پیش کر دوں گا۔ آپ واپس آ گئے اور اس کے متعلق کوئی فیصلہ نہ فرمایا۔ دوسرے روز پھر آپ اس کے پاس گئے اور پوچھا اے اثامہ کیا حال ہے اس نے کہا اگر آپ قتل کر دیں

Marfat.com

گے تو ایک قاتل کو قتل کریں گے اور اگر آپ نوازش فرما کر چھوڑ دیں گے تو یہ آپ کی ایک شکر گزار انسان پر نوازش ہو گی اور اگر آپ کو مال مطلوب ہے تو اس سے بھی دریغ نہیں کیا جائے گا جتنا فرمائیں گے اتنا مال آپ کے قدموں میں ڈھیر کر دوں گا۔ آپ نے کوئی فیصلہ نہ کیا اور واپس چلے آئے۔ تیسرے دن آپ پھر اس کے پاس گئے اور وہی سوال کیا جو دو دن پہلے کیا تھا۔ اور اس نے بھی وہی جواب دیا جو دو دن پہلے دیا تھا۔ آج آپ نے فیصلہ فرما دیا۔ اس کو چھوڑ دو۔ ثمامہ آزاد ہونے کے بعد مسجد نبوی کے سامنے ایک باغ تھا اس میں گیا اور نہایا اور پھر مسجد نبوی میں واپس آیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تو گیا نہیں عرض کی حضور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بیشک محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) اس کے بندے اور رسول ہیں۔ پھر اس نے عرض کی حضور میں گھر سے مکہ کو عمرہ کرنے کے لئے جا رہا تھا مگر آپ کے سوار مجھے پکڑ لائے اب مجھے کیا حکم ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں جاؤ اور عمرہ کرو۔ جب ثمامہ مکہ میں پہنچا تو کسی نے کہا ثمامہ تو بے دین ہو گیا ہے؟ ثمامہ نے کہا نہیں بلکہ دین دار ہو گیا ہوں اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر مسلمان ہو گیا ہوں اور اے اہل مکہ یاد رکھو یمامہ کی طرف سے اب تمہیں گیہوں کا ایک دانہ بھی نہیں ملے گا۔ جب تک کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم حکم نہ دیں۔ چنانچہ واپس آ کر اس نے اپنے علاقہ سے مکہ والوں کی طرف گیہوں کی برآمد روک دی اور جب مکہ والے تنگ آ گئے اور بھوکوں مرنے لگے تو حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ کی خدمت میں قریش کا ایک وفد آیا اور ثمامہ کے گیہوں روکنے کی شکایت کرتے ہوئے درخواست کی کہ آپ اس کو فرمائیں کہ وہ گیہوں بھیجا کرے۔ آپ کو ان پر رحم آیا اور ثمامہ کو گیہوں بھیجنے کا پیغام بھیجا اور ثمامہ نے فوراً تعمیل کی۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جن وانس کی طرف مبعوث ہوئے

آپ سے پہلے کوئی پیغمبر جنوں کی طرف مبعوث نہیں ہوا۔ [illegible]

Marfat.com

خصوصیت اور فضیلت ہے کہ آپ جس طرح بنی آدم کی طرف مبعوث ہوئے اسی طرح آپ جنوں کی طرف بھی مبعوث ہوئے ۔ جیسا کہ تفسیر خازن ج ۴ سورۃ احقاف کی آیت یاقومنا اجیبوا داعی اللہ کے تحت لکھا ہے۔

یعنی محمدًا صلی اللہ علیہ وسلم لانہ لا یوصف بهذا غیرہ وفی الایة دلیل علی انہ مبعوث الی الانس والجن جمیعًا قال مقاتل لم یبعث اللہ نبیًا الی الانس والجن قبلہ

داعی اللہ سے مراد حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اس لئے کہ اس صفت کے ساتھ آپ کا غیر صفت نہیں کیا جاتا اور آیت میں اس بات پر دلیل ہے کہ آپ انسانوں اور جنوں دونوں کی طرف مبعوث ہیں۔ مقاتل نے کہا اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کو آپ سے قبل انسانوں اور جنوں کی طرف نہیں بھیجا۔ ثابت ہوا کہ یہ آپ کی خصوصی شان ہے۔

جنات کا حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے قرآن سننا اور ایمان لانا

واذ صرفنا الیک نفرًا من الجن یستمعون القرآن فلما حضروہ قالوا انصتوا فلما قضی ولوا الی قومهم منذرین ۔

اور جب ہم نے پھیرا آپ کی طرف ایک طائفہ جنوں سے کہ سنیں وہ قرآن۔ پس جب وہ اس کے حاضر ہوئے تو انہوں نے ایک دوسرے کو کہا کہ چپ رہو۔ پس جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام قرآن کی تلاوت سے فارغ ہوئے تو وہ اپنی قوم کی طرف لوٹ گئے اس حال میں کہ وہ ان کو ڈر سنانے والے تھے۔ اس آیت میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس جب آپ وادی نخلہ میں تہجد کی یا فجر کی نماز میں بلند آواز سے قرآن پڑھ رہے تھے جنوں کے حاضر ہونے کا ذکر فرمایا کہ جن آپ کے پیچھے آکر کھڑے ہوگئے اور خاموش ہو کر قرآن سننے لگے۔ جب حضور قرأت قرآن سے فارغ ہوئے تو وہ آپ کی صداقت کے شاہد ہوئے اور آپ پر ایمان لائے۔ آپ نے ان کو اپنی طرف سے اپنی قوم کی طرف مبلغ بنا کر بھیجا کہ وہ ان کو کفر و شرک ترک نہ کرنے کی صورت میں [illegible] نار جہنم سے ڈرائیں۔

Marfat.com

تفسیر روح المعانی ج ۲۵ ص ۳۰ ۲۴ سورۃ احقاف میں مرقوم ہے۔ قیل انہم تفرقوا فی البلاد فانذروا من ادرکوہ من الجن ۔۔۔ کہا گیا ہے کہ وہ شہروں میں پھیل گئے اور جن جس کو دیکھا اس کو توحید کا پیغام دیا اور اللہ کے عذاب سے ڈر سنایا۔ اور کئی روایتوں کے مطابق وہ نصیبین کے جن تھے۔ نصیبین شام کے قریب ایک جگہ کا نام ہے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ شیصبان سے تھے وہاں کے جن شمار میں بہت ہیں اور ابلیس کے لشکر میں اکثر وہی ہیں۔ حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک رات وادی نخلہ میں تھے جو کہ مکہ مکرمہ سے ایک رات کی مسافت پر ہے۔ واقدی نے ابی جعفر کی روایت سے بیان کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں جنات ربیع الاول سنہ [illegible] نبوت میں حاضر ہوئے۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کی جماعت کے ہمراہ عکاظ کے بازار کی طرف گئے۔ [illegible] شیاطین اور آسمان کی خبروں کے مابین رکاوٹ کر دی گئی۔ یعنی ان کو آسمان کے قریب جا کر ملائکہ سے دنیا کے آئندہ حوادثات وقائع کے متعلق ملائکہ کی گفتگو کا سرقہ کرنے سے شہب کے ساتھ منع کر دیا گیا۔ انہوں نے [illegible] غور و تامل کے بعد کہا کہ کسی عجیب چیز کے ظہور کے سبب ہم کو آسمانوں پر جانے اور خبر اڑانے سے روکا گیا ہے۔ اس بات کو دریافت کرنے کے لئے مشارق و مغارب کی طرف چلنے لگے۔ ان میں سے ایک جماعت تہامہ کی طرف آئی وہاں آپ اپنے اصحاب کے ساتھ وادی نخلہ میں تھے۔ جب جنوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے قرآن سنا تو انہوں نے کہا: ھذا واللہ الذی حال بینکم وبین خبر السماء۔ بخدا یہ ہے وہ چیز جو تمہارے اور آسمان کے درمیان حائل ہوئی ہے۔

یہاں دو روایتیں ہیں ایک روایت یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ان کی خبر نہیں ہوئی وہ خود ہی ایمان لا کر اپنی قوم کی طرف لوٹ گئے اس کے بعد جنوں کی حاضری کی خبر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت قل اوحی الیّ انہ استمع نفر من الجن نازل فرما کر آپ کو دی۔ صحیحین میں ہے کہ [illegible]

Marfat.com

ابن مسعود سے روایت کیا کہ جنوں کے آنے کی خبر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایک درخت نے کی۔ دوسری روایت یہ ہے کہ نماز سے جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فارغ ہوئے تو وہ آپ کے سامنے آئے اور عرض کی کہ ہم جن ہیں۔ ہم نے آپ سے قرآن سنا ہم آپ پر ایمان لائے۔ پھر آپ نے ان کو اپنا مبلغ بنا کر ان کی قوم کی طرف بھیجا کہ اپنی قوم کو میری طرف سے ایمان واسلام کی دعوت دیں۔

ان کی تعداد بعض روایات میں سات آئی ہے۔ تین اہل حران سے اور چار نصیبین سے۔ ان کے نام یہ ہیں۔ حسی۔ مسی۔ شاصر۔ ماصر۔ اور دانیان سرق، احقم۔ ابن جریر اور طبرانی نے اور ابن مردویہ نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے کہ وہ انیس تھے اہل نصیبین سے۔ پس کیا ان کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے رسول ان کی قوم کی طرف۔ پہلی چیز اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ جب جن حاضر ہوئے اس وقت حضور علیہ الصلوٰۃ اپنے اصحاب کے ساتھ تھے۔ عبد بن حمید اور احمد اور مسلم اور ترمذی اور ابو داؤد نے علقمہ سے روایت کی ہے کہ اس نے ابن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو پوچھا ھل صحب النبی صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ الجن منکم احد کیا لیلۃ الجن میں تم میں سے کوئی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ تھا۔ ابن مسعود نے کہا ہم میں سے اس رات کوئی بھی آپ کے ساتھ نہیں تھا۔ لیکن ہم ایک رات آپ کے ساتھ تھے پس ہم نے آپ کو گم پایا پھر ہم نے آپ کو وادیوں اور گھاٹیوں میں تلاش کیا۔ جب آپ نہ ملے تو ہم بہت فکر مند ہوئے کہ شاید کوئی چیز آپ کو اڑا کر لے گئی ہے یا کوئی آپ کو ناگہانی حادثہ پہنچا ہے۔ ہم نے وہ رات پریشانی میں بسر کی جب صبح ہوئی تو کیا دیکھا کہ آپ حرا کی طرف سے تشریف لا رہے ہیں۔ ہم نے جو کچھ ہم پر گذرا آپ کی خدمت میں عرض کی۔ آپ نے فرمایا میرے پاس جنوں کا داعی آیا تھا۔ میں ان کے پاس گیا اور ان کو قرآن پاک کو سنایا۔ آؤ میرے ساتھ میں تم کو ان کے اور ان کی آگ کے آثار دکھاؤں روایت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ آپ کے اصحاب آپ کے ساتھ

Marfat.com

نہیں سمجھے اور نہ ہی اس کا کسی کو علم ہوا۔

اصل میں بات یہ ہے کہ جنوں کے حاضر ہونے کا ایک واقعہ نہیں بلکہ کئی ہیں۔ جس واقعہ کا ذکر قرآن پاک میں ہے اس واقعہ میں آپ کے اصحاب آپ کے ساتھ تھے اور جن روایات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ اکیلے تھے آپ کے ساتھ کوئی نہیں تھا وہ واقعات اس کے سوا اور ہیں۔

عموم رسالت

عموم رسالت کے یہ معنی ہیں کہ آپ تمام بنی آدم کی طرف مبعوث ہیں اور اس کے یہ معنی بھی ہیں کہ آپ کی بعثت نہ صرف انسانوں کے لئے ہے۔ بلکہ جنوں کے لئے بھی ہے۔ علامہ دمیری رحمتہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مشہور کتاب حیوٰۃ الحیوان میں لکھا ہے کہ تمام اہل اسلام کا اس پر اجماع ہے کہ ہمارے نبی حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم جنوں کی طرف ایسے ہی مبعوث ہیں جیسے آپ انسانوں کی طرف مبعوث ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ واوحی الی ھذا القرآن لانذرکم بہ ومن بلغ ——— اے محبوب آپ فرمائیں کہ میری طرف یہ قرآن وحی کیا گیا ہے اس لئے کہ میں تم کو اور اس کو ڈر سناؤں جس کو قرآن پہنچا اور جنوں کو قرآن پہنچا ہے لہذا آپ نے ان کو بھی تبلیغ کی اور ان کو ڈر سنایا اور پیغمبر اسی قوم کو تبلیغ و تذکیر کرتا ہے جس کی طرف وہ مبعوث ہو۔ پس ثابت ہوا کہ آپ جنوں کی طرف بھی مبعوث ہیں۔ اگر مبعوث نہ ہوتے تو وہ کیوں قرآن سنتے اور اللہ تعالیٰ کیوں ان کو آپ کی طرف پھیرتا۔ نیز فرمایا

تبارک الذی نزل الفرقان علی عبدہ لیکون للعالمین نذیرا

برکت والی ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے (محمد صلے اللہ علیہ وسلم) پر فرقان اتارا۔ تاکہ وہ جہان والوں کو ڈر سنائے۔ جن بھی عالمین میں شامل ہیں نیز فرمایا۔ وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین اور ہم نے نہیں بھیجا آپ کو مگر رحمت سب جہانوں کے لئے۔ اس سے واضح ہوا کہ آپ جنوں کے لئے بھی رحمت ہیں۔ اس لئے کہ وہ بھی عالمین میں داخل ہیں۔ اور رحمت کے معنی

Marfat.com

نبوت کے بھی ہیں۔ مطلب یہ کہ آپ سب جہانوں کے نبی ہیں۔ خواہ انسان ہوں یا جن۔ اور فرمایا وما ارسلناک الا کافۃ للناس اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو مگر سب لوگوں کے لئے۔ جوہری نے کہا ہے کہ ناس کا اطلاق جن و انس پر ہوتا ہے۔ جمہور نے آیۃ ولمن خاف مقام ربہ جنتان سے استدلال کیا ہے اس پر کہ جنوں سے ایمان دار جنت میں جائیں گے۔ اور ان کو ثواب دیا جائے گا جس طرح انسانوں کو دیا جاتا ہے۔ اس بات میں امام ابو حنیفہ اور یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا اختلاف ہے وہ کہتے ہیں ان میں سے ایمان داروں کا ثواب صرف یہی ہے کہ ان کو نار سے پناہ دی جائے گی۔ اس قول میں ان کی اکثر علماء نے مخالفت بھی کی ہے یہاں تک کہ ان کے شاگرد امام احمد اور ابو یوسف بھی اس کا انکار کرتے ہیں۔ امام صاحب کے پاس اس کے سوا کوئی حجت نہیں کہ قرآن میں آیا ہے: ویجرکم من عذاب الیم اور تم کو وہ پناہ دے گا عذاب الیم سے۔ انتہی بترجمۃ ملخصاً لاختصار۔

سایۂ دیوار:

تواریخ و سیر کی کتب میں منقول ہے کہ فتح مکہ کے روز حضور پر نور شافع یوم النشور ایک مکان کے سایہ میں آرام فرمانے لگے وہ مکان ایک عورت کا تھا جو کافرہ تھی اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی بڑی دشمن تھی۔ اکثر حضور علیہ الصلوٰۃ کے حق میں ناشائستہ الفاظ کہتی تھی۔ جب اس کو پتہ لگا کہ دائی کونین دیوار کے سایہ میں جلوہ فرما ہیں تو اس نے اس خوف سے کہ میری دیوار کا سایہ کہیں آپ کے رخ انور پر نہ پڑے اپنے مکان کی تمام کھڑکیوں کو بند کر دیا۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علم ہوا تو آپ وہاں سے اٹھ کر دوسری طرف چلے گئے۔ ابھی تھوڑی دیر ہی گذری تھی کہ جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے اور عرض کی اے محبوب خدا آپ کا خدا آپ کو سلام بھیجتا ہے اور فرماتا ہے مجھے اپنی عزت اور جلال کی قسم ہے جس دیوار یا مکان سے تیری پشت نے مس کیا ہے اس مکان میں رہنے والوں پر میں نے دوزخ

کی آگ کو حرام کر دیا ہے۔ اس نے آکر اپنے مکان کے دروازوں اور کھڑکیوں کو بند کیا تھا تو آپ کی پشت کی عزت وکرامت کا صدقہ میں نے ایمان قبول کرنے کے لئے اس کے دل کے تمام دروازے کھول دیئے ہیں۔ اب وہ آپ پر قربان ہونے کے لئے آپ کو ڈھونڈ رہی ہے آپ وہاں تشریف لے جائیں۔ آپ پھر وہاں تشریف لے گئے جب اس عورت کی نگاہ آپ کے رخ انور پر پڑی تو وہ مرغ نیم بسمل کی طرح آپ کے پاؤں میں لوٹ رہی تھی۔ آپ نے اس کو کلمہ شہادت پڑھایا اور خلعت ایمان سے مشرف فرمایا اس کے بعد اس کے گھر میں جتنے افراد تھے سب مسلمان ہوئے اور دوزخ سے نجات پاکر جنت کے مالک بن گئے۔ (نزہتہ المجالس)

اخلاق محمدی

ایک یہودی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں آیا اور کہا آپ اپنے پیغمبر کا خلق بیان کریں۔ آپ نے فرمایا بلال کے پاس جاؤ وہ اس مسئلہ میں مجھ سے زیادہ علم رکھتے ہیں۔ جب وہ حضرت بلال کے پاس آیا تو حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا مجھ سے زیادہ بنت رسول فاطمہ بتول رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو علم ہے ان سے پوچھنا چاہیئے۔ جب ان سے پوچھا گیا تو انہوں نے یہودی کو فرمایا۔ صف لی متاع الدنیا وھو قلیل۔ تو میرے پاس دنیا کے ساز وسامان کی صفت جبکہ وہ قلیل بھی ہے بیان کر وہ بیان نہ کر سکا اس سے عاجز آگیا۔ حضرت فاطمۃ الزہرا نے فرمایا اے یہودی جب تجھ سے ایک ایسی چیز کا حال اور اس کا سامان بیان نہیں ہو سکا جو قلیل ہے تو تو سوچ ایسی ذات والا صفات جس کی شان کی نہ حد ہے نہ عد جس کی حمد باری رب العالمین خود کرتا ہے اس کی [illegible] کون بیان کر سکتا ہے۔ یہودی یہ [illegible] پاکر لاجواب ہو گیا اور اپنا سر [illegible] پلا لیا (نزہتہ المجالس)

نام محمد کا اعجاز :

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی [illegible] نہیں [illegible]

Marfat.com

یہودی تھا۔ ایک دن کا ذکر ہے کہ اس نے تورات میں تلاوت کرتے ہوئے ایک جگہ آپ کا نام نامی اور اسم گرامی محمد علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام لکھا ہوا پایا اس نے چاقو یا چھری سے اس کو وہاں سے کھرچ کر مٹا دیا۔ جب اس نے دوسرے روز تورات کو کھولا تو ایک کی بجائے آٹھ جگہ نام محمد لکھا ہوا پایا اس نے پھر کھرچ ڈالا تیسرے دن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہی نام مبارک بارہ جگہوں میں لکھا ہوا پایا اب اس کو یقین ہو گیا کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم بیشک اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور جو نہیں مانتے وہ کم بخت خسارہ میں ہیں۔ اس کے دل میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت کی آگ سلگ اٹھی وہ آپ کو دیکھنے کے لئے شب و روز بے چین رہنے لگا۔ آخر ایک دن اس نے مدینہ منورہ کی طرف پیدل چلنا شروع کیا۔ راستہ کی سینکڑوں صعوبتیں اور تکلیفیں جان پر سہتا ہوا ایک دن جو اس کے لئے بڑا مبارک اور نیک دن تھا مدینہ منورہ پہنچا سب سے اول اس نے ایک جگہ حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ کو دیکھا۔ اس نے سمجھا کہ یہی ہیں محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں وہ یا رسول اللہ کہتا ہوا آپ کے قدموں پر گر گیا حضرت علی نے اسے اٹھایا اور فرمایا کہ اے نو وارد میں رسول اللہ نہیں ہوں میں تو ان کا ایک ادنیٰ غلام ہوں۔ نو وارد نے رو کر عرض کی جب غلام یہ ہے تو میں قربان جاؤں آقا کیا ہو گا مجھے ضرور اپنے آقا کے پاس لے چلیں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ جان کر کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے یہ عاشق زار ملک شام سے پیدل سفر کر کے آیا ہے اگر میں اس کو اصل بات بتا دوں کہ اللہ کے رسول آج سے دو دن پہلے اس دنیائے فانی سے لپٹ کر رب کے پاس چلے گئے ہیں اور ہم سب غلاموں کو ہجر و فراق کے ڈونگے اور گہرے سمندر میں چھوڑ گئے ہیں تو یہ ایک آہ سرد کھینچے گا اور مر جائے گا۔ آپ اس کو لے کر صحابہ کرام کی مجلس میں آئے اور سب کو اس سے متعارف کیا اور صورت حال بیان کی۔ صحابہ نے فرمایا اے علی یہ راز کب تک نہاں رہے گا۔ اس کو اصل حقیقت سے آگاہ کر

کے بغیر کوئی چارہ نہیں ہے۔ آخر صحابہ کرام نے روتے ہوئے اس کو بتایا کہ آپ وصال فرما گئے ہیں۔ اس کے بعد سب صحابہ رونے لگے۔ لواردہ نے کہا اگر آپ دنیا میں تشریف فرما نہیں ہیں تو مجھے آپ کے جسم کا کوئی کپڑا ہی دے دیا جائے کہ میں اس کو دیکھوں۔ صحابہ کرام نے حضور کا کپڑا اس کو دیا۔ اس نے اس کو سونگھا اور روضۂ اقدس کے قریب آ کر مسلمان ہوا۔ کلمۂ شہادت پڑھا پھر اس نے دعا مانگی۔

اللّٰھم ان کنت قبلت اسلامی فاقبض روحی سریعًا اتی ... میتًا فتسلمہ علی و دفنہ بالبقیع رحمہ اللہ تعالیٰ

اے اللہ اگر تو نے میرے اسلام کو قبول کیا ہے تو میری روح ... قبض کر لے۔ ابھی اس نے یہ بات کہی ہی تھی کہ وہ مر کر گرا۔ حضرت ... رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو غسل دیا اور جنت البقیع میں دفن کیا۔ (اللہ اس پر رحم کرے)

اس مقام پر ہم اپنے مرحوم دوست حضرت ادیب سیمابی کا منظوم ... کلام جس میں میم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے عنوان سے انہوں نے اپنے قلبی جذبات و تاثرات کا شاعرانہ انداز میں اظہار کیا ہے، درج کرتے ہیں۔

میم محمد صلی اللہ علیہ وسلم

اللہ آن بان محمد کے میم کی — کیا شان ہو بیان محمد کے میم کی
مصطفیٰ میں میم محمد میں میم ہے — احمد میں میم خالقِ احمد میں میم ہے
... میں ہے میم تو معبد میں میم ہے — تمجید میں تجدید میں ... میں میم ہے

اللہ آن بان محمد کے میم کی
کیا شان ہو بیان محمد کے میم کی

... اور مسجد و منبر میں میم ہے — مہر فلک میں ماہِ منور میں میم ہے
... میں میم مقربین میں میم ہے — مرقد میں ہے جو میم تو محشر میں میم ہے

Marfat.com

اللہ آن بان محمد کے میم کی
کیا شان ہو بیان محمد کے میم کی

محبوب میں میم محبت میں میم ہے
ہے مہر میں جو میم مروت میں میم ہے
مداح میں ہے میم تو مدحت میں میم ہے
انعام میں نعیم میں نعمت میں میم ہے

اللہ آن بان محمد کے میم کی
کیا شان ہو بیان محمد کے میم کی

مسجود میں ہے میم مساجد میں میم ہے
مقصود میں ہے میم مقاصد میں میم ہے
محمود میں ہے میم تو حامد میں میم ہے
مقصود میں ہے میم مقاصد میں میم ہے

اللہ آن بان محمد کے میم کی
کیا شان ہو بیان محمد کے میم کی

لہرا رہی ہے میم ہی موج نسیم میں
ہیں میم ہی کی نکہتیں پنہاں شمیم میں
فرطِ ادب سے میم نہاں ہے کریم میں
بیٹھی ہے میم رحمتیں لے کر رحیم میں

اللہ آن بان محمد کے میم کی
کیا شان ہو بیان محمد کے میم کی

نام محمد کی شان

نزہتہ المجالس میں بحوالہ کتاب البرکت لکھا ہے کہ حضور پرنور شافع یوم النشور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جس کے بچہ پیدا ہوا اور اس نے میری محبت اور برکت حاصل کرنے کی نیت سے اس کا نام محمد رکھا تو وہ اور اس کا بچہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔ آپ نے فرمایا حلال اور طیب کھانے کے دسترخوان پر لوگ بیٹھے ہوں اور ان میں کوئی شخص وہ ہو جس کا نام میرے نام پر ہے۔ اللہ تعالےٰ میرے نام کی برکت سے اس کھانے میں کئی گنا برکت پیدا کر دیتا ہے۔

Marfat.com

زبدۃ الصادقین امام العارفین حجۃ الکاملین قطب زماں حضرت مولانا الحاج حافظ پیر سید جماعت علی شاہ قدس سرہٗ علی پوری نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بشریت پر جو ایمان افروز تبصرہ فرمایا ہے اس سے ہم چند اقتباسات ذیل میں درج کرتے ہیں:

بشر مثلکم:

آج کل کہا جاتا ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم ہم جیسے بشر ہیں۔ ان لوگوں نے حضور کی ذات کو ظاہر پر قیاس کر لیا ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے وتراھم ینظرون الیک وھم لا یبصرون (پ ۹ آخری رکوع سورۃ اعراف) یعنے ظاہری آنکھوں سے تو وہ آپ کو دیکھتے ہیں لیکن دل کی آنکھیں ان کی اندھی ہیں۔ وہ دل کی آنکھوں سے نہیں دیکھ سکتے۔

ابو جہل اشد اندھا کہاں دیکھے محمد کو
جو صدیقوں نے دیکھی ہے صورت محمد کی

کافروں نے آپ کو ظاہری آنکھوں سے دیکھا اور اپنے اوپر قیاس کر کے آپ کو اپنا ہم مثل سمجھا اور یہ کہا — ما لھذا الرسول یاکل الطعام ویمشی فی الاسواق — (پ ۱۸ سورہ فرقان کا پہلا رکوع)

ترجمہ: کیا ہے اس رسول کے لئے جو کھاتا ہے کھانا اور پھرتا ہے بازاروں میں۔ اس پر خدا تعالیٰ اپنے نبی کو مخاطب کر کے فرماتا ہے۔

انظر کیف ضربوا لک الامثال:

ترجمہ۔ یارسول اللہ یہ کیسی کیسی مثالیں آپ کے لئے بیان کرتے ہیں ان کافروں نے اپنے پر قیاس کر کے آپ کو اپنا ہم مثل سمجھ رکھا ہے کافروں کے اس کہنے پر بارگاہ الٰہی سے کیا حکم ہوتا ہے؟ خدا تعالیٰ فرماتا ہے فضلوا یعنے جنہوں نے یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آپ کو اپنا مثل سمجھ لیا وہ ہمیشہ قیامت تک گمراہ ہو گئے۔ آگے خدا تعالےٰ فرماتے ہیں فلا یستطیعون سبیلا یعنی ان کے راہ راست پر آنے

Marfat.com

کی ان سے استطاعت چھین لی گئی۔ وہ توبہ کریں تو ان کی توبہ قبول نہ ہوگی مرتد ہوگئے لبشر مثلکم یہ رسالہ لکھنے والے اس آیت شریف کو غور سے پڑھ لیں۔ اس سے آگے رقم طراز ہیں۔

قل انما البشر مثلکم یوحی الی (پ ۱۶ آخری آیت سورۃ کہف) خدا تعالیٰ فرماتے ہیں یا حضرت آپ فرما دیجئے کہ میں تم جیسا بشر ہوں مگر میری طرف وحی آتی ہے۔ بے سمجھوں نے بشر مثلکم کو لے لیا یوحی الی کو چھوڑ دیا۔ صحیح بخاری شریف ایکم مثلی ؟ (ترجمہ) میں تم میں سے کسی کی مثل نہیں ہوں۔ صحیح بخاری شریف لست کاحدکم کون ہے تم میں سے جو میری مثل ہو۔ حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا محمد ہم جیسے بشر ہیں یا نہیں تو جواب میں آپ نے فرمایا۔

محمد بشر لا کالبشر

بل هو یاقوت لا کالحجر

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرا ظاہر تمہاری طرح ہے مگر مجھ میں اور تم میں فرق یہ ہے کہ میرے پاس وحی آتی ہے تمہارے پاس وہ نہیں آتی۔ انتہی بعبادتہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

چند اقتباسات از کتاب افضل الرسل مولفہ زبدۃ العارفین قدوۃ السالکین رئیس الفقہا امام الفضلا مقدام المحدثین علامۂ زماں سیدی ومولائی واستاذی واستاذ العلماء سراج الملت مولانا الحاج پیر سید محمد حسین شاہ صاحب نور اللہ مرقدہ ذیل میں نقل کرتے ہیں۔

طبرانی اور بیہقی میں حضرت رسول اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مروی ہے

قال لی جبرئیل قلبت الارض مشارقها ومغاربها فلم اجد رجلا افضل من محمد ولم اجد بنی اب افضل من بنی هاشم

ترجمہ: جبرئیل نے مجھ سے عرض کی میں نے پورب پچھم ساری زمین الٹ پلٹ کر دیکھی کوئی شخص مجھے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل نہ ملا نہ کوئی خاندان بنی ہاشم کے خاندان سے بہتر معلوم ہوا۔ اس

Marfat.com

حدیث صحیح سے بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی افضلیت مطلقہ ثابت ہوتی ہے۔ کیونکہ جبرئیل ایسے آدمی کی تلاش سے عاجز رہے ہیں تو جو ہمارے نبی رحیم سے افضل و اعلیٰ ہے۔

ماقم علی پوری (یعنے حضرت سراج الملت قدس سرہ) جب دہلی میں حضرت استاذی مولٰنا مولوی مشتاق احمد صاحب انبہٹوی ادام اللہ فیوضہم کے پاس نسائی شریف پڑھتا تھا۔ اس وقت حضرت مولٰنا صاحب نے مجھے فرمایا کہ جب میں لدھیانہ میں مدرس تھا تو وہاں ایک کھجور کا درخت نکل آیا جس کی تمام ٹہنیاں لفظ محمد کی شکل میں قدرت نے بنائی ہوئی تھیں۔ لوگوں نے جب دیکھا تو کھجور پر ٹوٹ پڑے چنانچہ مجھے بھی وہاں سے تبرک ملا ہوا ہے ہم تم کو زیارت کراتے ہیں۔ حضرت مولٰنا صاحب نے ایک خوشنما چوکھٹا نکالا جس کے اوپر شیشہ لگا ہوا تھا اور اس کے اندر کھجور کی ٹہنی قدرت نے اس طرز پر خمدار بنائی ہوئی تھی کہ صاف طور پر لفظ (محمد) علیہ الصلوٰۃ والسلام نظر آتا تھا۔ اور یقینی طور پر واضح ہوتا تھا کہ اس کو صانع حقیقی نے اپنی قدرت کاملہ دکھانے کے لئے بنایا ہے نہ کہ کسی انسان نے۔ حضرت استاذی مولٰنا صاحب (یہ آج سے انسٹھ سال پہلے کا واقعہ ہے) بفضل خدا اب بھی دہلی میں موجود ہیں۔ آپ جاکر مولٰنا کے پاس دیکھ سکتے ہیں کہ یہ واقعہ صحیح ہے یا غلط۔ حضرات یہ ہے حبیب کی شان اور یہ ہے پیارے کی فضیلت اور یہ ہے افضل الرسل کی جلوہ نمائی اور یہ ہے سید الانس و الجن کی عزت و منزلت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین۔

آدم اور حبیب کا موازنہ

حضرت آدم علیہ السلام کو اگر تمام اشیاء کے اسماء کا علم دیا گیا تھا تو اس کے مقابلہ میں ہمارے سرور انبیا حبیب خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی تمام اشیاء کا علم دیا گیا ہے جیسا کہ طبرانی میں اوتی بنیکم علم کل شیٔ وارد ہے اور مسند الفردوس میں دیلمی نے وعلمت الاسماء کلھا کما علم آدم۔

الاسماء کلہا نکالا ہے۔ حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اگر کلام کا شرف بخشا گیا تھا تو حضرت رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام کو شب معراج میں سدرۃ المنتہیٰ کے مقام پر کلام کرنے کی عزت بخشی گئی تھی۔ حضرت آدم کو اگر ملائکہ نے سجدہ کیا تھا تو حضرت رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام پر بذات باری مع جمیع ملائکہ ہمیشہ درود شریف بھیجتے رہتے ہیں۔ آپ غور فرمائیں کہ مسجود ہونے کی فضیلت زیادہ ہے یا ذات باری کا مع ملائکہ کے ہمیشہ صلوٰۃ پڑھتے رہنا افضل و اعلیٰ ہے۔ دیکھئے حضرت آدم علیہ السلام کو ملائکہ نے محض تھوڑی دیر کے لئے سجدہ کیا تھا اور حقیقت میں سوچیں تو وہ بھی اس لئے تھا کہ حضرت آدم علیہ السلام کی جبین مبارک میں محبوب خدا حضرت رسول اکرم کا نور تھا تو گویا وہ سجدہ بھی فخر عالم سید الموجودات کو ہی ہوا تھا نہ کہ حضرت آدم کو اور اگر بالفرض تسلیم بھی کیا جائے کہ مسجود الیہ حضرت آدم ہی تھے تو پھر ہم موازنہ کریں گے کہ وہاں صرف تھوڑی دیر کے لئے جماعت ملائکہ ساجدہ تھی اور یہاں معبود حقیقی خود مع جماعت ملائکہ درود شریف ہمیشہ ادا کر رہا ہے اور پھر ساتھ ہی جمیع مومنین و مومنات کو قیامت تک حکم ہو رہا ہے کہ پیارے پر صلوٰۃ والسلام پڑھتے رہا کرو۔ خداوند عالم کی ذات ازلی و ابدی جس کو کبھی فنا نہیں جب وہ ہمیشہ سے اپنے حبیب کی عزت افزائی کے لیے درود شریف پڑھتا ہے تو بھلا اس کے مقابلہ میں ایک سجدہ کی کیا حقیقت ہے۔

حبیب اور کلیم کا موازنہ:

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرمایا انہوں نے خدا کی رضا چاہی وعجلت الیک رب لترضیٰ۔

نیز تمہاری ہر چیز کا علم دیا گیا ہے
تمام چیزوں کے اسماء کا علم دیا گیا ہوں جس طرح آدم کو سب چیزوں کے ناموں کا علم دیا گیا

Marfat.com

حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے بتایا کہ خداوند عالم نے ان کی رضا چاہی۔ فلنولینّک قبلۃً ترضٰھا ولسوف یعطیک ربک فترضٰی ہم آپ کا اس قبلہ کی جانب منہ پھیر دیں گے جس سے آپ راضی ہوں۔ عنقریب آپ کا رب آپ پر عطا کرے گا کہ آپ راضی ہو جائیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا خوف فرعون مصر سے تشریف لے جانا بایں الفاظ نقل فرمایا ففررت منکم لما خفتکم جب میں تم سے ڈرا تو بھاگ گیا۔ حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہجرت فرمانے کو باحسن عبارت ادا فرمایا۔ اذ یمکر بک الذین کفروا جبکہ کافر آپ کو قتل کرنے کے منصوبے بنا رہے تھے۔ موسیٰ علیہ السلام سے طور پر کلام کیا اور اسے سب پر ظاہر فرمایا۔ انا اخترتک فاستمع لما یوحیٰ انّنی انا اللّٰہ لا الٰہ الا انا فاعبدنی واقم الصلوٰۃ لذکری میں نے تجھ کو پسند کیا پس کان لگا کر وحی کو سن بیشک میں اللہ ہوں نہیں کوئی معبود مگر میں ہی۔ پس تو میری عبادت کر اور میری یاد کے لئے نماز قائم کر۔ حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فوق السمٰوات مکالمہ فرمایا اور اسے سب سے چھپایا فاوحیٰ الیٰ عبدہٖ ما اوحیٰ پس اس نے اپنے بندے (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف وحی کی جو وحی کی۔ ان سب امور کو بغور ملاحظہ فرمایا جائے تو آپ کو حبیب اور کلیم کا فرق معلوم ہو جائے گا۔ (انتہیٰ)

حضرت مولف قدس سرہ کا ادنیٰ غلام اور شاگرد اس کی تاویل و توجیہ یہ بھی بیان کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر صلوٰۃ بھیجنا نماز سے بھی تعبیر کیا گیا ہے چنانچہ مدارج النبوت میں لکھا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سدرۃ المنتہیٰ سے تجاوز کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے ندا آئی تھی ادن یا محمد اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم میرے قریب ہو اس ندا کی قوت سے آپ مسافت بعیدہ قطع فرماتے جا رہے تھے۔ یہاں تک کہ آپ اپنے مقام میں پہنچے تو حکم ہوا قف یا محمد فان ربک یصلی ٹھہر جائیں اے محمد کہ آپ کا رب نماز پڑھتا ہے۔ عرض کی اے مولا مخلوق تیری نماز پڑھتی ہے تو کس کی پڑھتا ہے۔ رب تعالیٰ نے فرمایا میں تیری نماز پڑھتا ہوں۔ یعنی ہر وقت تجھ پر صلوٰۃ بھیجتا رہتا ہوں۔

Marfat.com

فہرست عنوانات کتاب انوار مصطفیٰ

نمبر شمار	عنوانات	نمبر صفحہ
۱	مطلع انوار۔	۵
۲	خطبۂ کتاب۔	۱۱
۳	محبوب کے خاک پا کی قسم۔	۱۶
۴	حلیہ مبارک۔	۳۱
۵	سلام بحضور سید الانام۔	۳۳
۶	اللہ تعالیٰ نے آپ کو کوثر عطا کیا۔	۳۴
۷	یہودیوں کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پہچان۔	۳۵
۸	اللہ تعالیٰ نے آپ کو نور فرمایا۔	۳۹
۹	حضور کی شرح صدر۔	۴۳
۱۰	آپ تمام انبیاء و رسل سے افضل ہیں۔	۴۷
۱۱	آپ کی رسالت کو قسم کھا کر ثابت کیا۔	۵۵
۱۲	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے رسالت عامہ عطا کی۔	۵۸
۱۳	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اللہ تعالیٰ نے کلام فرمایا۔	۶۰
۱۴	اللہ اور اس کے فرشتے آپ پر درود شریف پڑھتے ہیں۔	۶۰
۱۵	صلوٰۃ کے معنی۔	۶۱
۱۶	درود شریف تمام عبادات سے افضل ہے۔	۶۷
۱۷	درود شریف کی برکت۔	۶۹
۱۸	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس کا علم ہوتا ہے۔	۷۰
۱۹	درود شریف کی وجہ سے ایک اعرابی کی عزت افزائی۔	۷۰
۲۰	درود شریف آپکی خدمت میں پلک جھپکنے سے پہلے پہنچ جاتا ہے۔	۷۱
۲۱	جبریلؑ نے دس ہزار سال درود شریف پڑھا۔	۷۳

Marfat.com

صفحہ نمبر		نمبر شمار
۷۹	شبلی رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ	۲۲
۷۹	درود شریف کی برکت سے عذاب قبر سے نجات ۔	۲۳
۸۰	درود شریف خضری ۔	۲۴
۸۱	حضورؐ کی خواب میں زیارت ۔	۲۵
۸۲	درود شریف کے بعض فوائد ۔	۲۶
۸۳	درود شریف شیخ کامل کا کام دیتا ہے ۔	۲۷
۸۴	درود شریف کے موانع ۔	۲۸
۸۵	حضور نبی اکرمؐ کی زیارت کے لئے ۔	۲۹
۸۷	سلام بحضور خیر الانام ادب سیمابی ۔	۳۰
۸۸	سلام بحضور خیر الانام حافظ مظہر الدین ۔	۳۱
۸۹	سلام از معین الملت پیر سید حیدر حسین شاہ علی پوری ۔	۳۲
۹۰	رسالت عامہ ۔	۳۳
۹۳	انبیاء سابقین سے حضورؐ کی نبوت و رسالت کا عہد لیا گیا	۳۴
۹۵	حضور پر نور صلے اللہ علیہ وسلم کا خون اور بول پاک تھا	۳۵
۹۷	حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ ۔	۳۶
۹۸	حضور پر نور کو کھانے کی حاجت نہ تھی ۔	۳۷
۹۹	صوم وصال ۔	۳۸
۱۰۰	شریعت و حقیقت کا علم دیا گیا ۔	۳۹
۱۰۱	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گھوڑے ۔	۴۰
۱۰۲	سیرت نبویؐ کی اہم ترین تاریخیں ۔	۴۱
۱۰۳	شب معراج میں آپ کا رب تعالیٰ کو دیکھنا ۔	۴۲
۱۰۶	حضورؐ تمام انبیاء سے زیادہ حسین تھے ۔	۴۳
۱۰۷	کھانا کھانے میں حضور کی سنت ۔	۴۴
۱۰۸	نسب شریف	۴۵

Marfat.com

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ
۴۶	نزول وحی کے بعد مکہ میں۔	
۴۷	آپؐ کی ازواج کی تعداد۔	
۴۸	آپؐ کی اولاد۔	۱۱۰
۴۹	امتی امتی کے معنے۔	۱۱۱
۵۰	حضور کی زندگی اور موت ہمارے لئے بہتر ہے۔	۱۱۴
۵۱	خلق عظیم۔	۱۱۴
۵۲	قیام تعظیمی۔	۱۱۷
۵۳	دست بوسی۔	۱۲۲
۵۴	آپ امین ہیں۔	۱۲۴
۵۵	آپ کا صدق۔	۱۲۶
۵۶	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عفت اور پارسائی۔	۱۲۸
۵۷	حدیث۔	۱۳۰
۵۸	حضور نبی اکرمؐ کی نشست۔	۱۳۳
۵۹	سرور کائناتؐ سے کوئی مخلوق افضل نہیں پیدا کی گئی۔	۱۳۵
۶۰	حضور پر نورؐ کی معاشرتی زندگی کا ایک نقشہ۔	۱۴۷
۶۱	ازواج مطہرات کے ساتھ حسن سلوک۔	۱۴۸
۶۲	حضور علیہ الصلوٰۃ کے بعض خواص۔	۱۵۵
۶۳	آپ کے نام پر نام رکھنا۔	۱۶۱
۶۴	اختیارات مصطفےٰؐ۔	۱۶۵
۶۵	حضور علیہ الصلوٰۃ اپنی قبر شریف میں ہیں۔	۱۶۷
۶۶	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تین چیزوں سے محبت تھی۔	۱۷۲
۶۷	خلیل اور حبیب کی حقیقت۔	۱۷۷
۶۸	تمام انبیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نائب ہیں۔	۱۸۹
۶۹	علم غیب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا	[illegible]

Marfat.com

نمبر شمار		صفحہ نمبر
۷۰	[illegible]	۱۸۹
۷۱	ایک بات عجیب	۱۹۲
۷۲	تحقیق لعنت کا ایک عجیب طریقہ۔	۱۹۵
۷۳	معجزات کا بیان۔	۱۹۶
۷۴	غارِ ثور کا واقعہ۔	۱۹۹
۷۵	سراقہ ابن مالک۔	۲۰۰
۷۶	عبداللہ بن سلام کا مسلمان ہونا۔	۲۰۱
۷۷	جنگ بدر میں ملائکہ کا نازل ہونا۔	۲۰۳
۷۸	جنگ بدر میں کفار کا قتل۔	۲۰۴
۷۹	تھوڑے کھانے کا بہتوں کیلئے کافی ہونا۔	۲۰۵
۸۰	یوم حدیبیہ۔	۲۰۷
۸۱	درخت آپ کے مطیع ہو گئے۔	۲۰۸
۸۲	ابوہریرہ کی ماں کا مسلمان ہونا۔	۲۰۹
۸۳	بت خانہ توڑنا۔	۲۱۰
۸۴	آسمانی مدد۔	۲۱۱
۸۵	عبداللہ بن عتیک۔	۲۱۲
۸۶	حضور ایک سفر میں تھے۔	۲۱۳
۸۷	آپ کی دعا سے بارش کا برسنا۔	۲۱۴
۸۸	کم رفتار والے گھوڑے کا تیز رفتار ہونا۔	۲۱۵
۸۹	درخت کا گواہی دینا۔	۲۱۶
۹۰	درخت کا حضور کی رسالت کی گواہی دینا۔	۲۱۷
۹۱	سنگریزوں کا تسبیح پڑھنا۔	۲۱۸
۹۲	ایک دیوانہ کا اچھا ہونا۔	۲۱۹
۹۳	معجزہ شق القمر۔	۲۲۰

Marfat.com

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ
۹۴	غیب کا بیان کرنا	[illegible]
۹۵	جہاد بحر کی اطلاع۔	۲۲۵
۹۶	فتوحات ممالک۔	۲۲۶
۹۷	شاہِ ایران کے کنگن۔	۲۲۷
۹۸	ایک چرواہے کا واقعہ۔	۲۲۹
۹۹	الملتقطات من فضائلہ صلے اللہ علیہ وسلم	۲۳۰
۱۰۰	تبع کا واقعہ۔	؍؍
۱۰۰	غلاف کس چیز کا پہنایا گیا۔	۲۳۵
۱۰۱	تبع کا ایمان۔	۲۳۶
۱۰۲	حضور علیہ الصلوٰۃ کا جن وانس کی طرف مبعوث ہوئے۔	۲۴۱
۱۰۳	جنات کا قرآن سننا۔	۲۴۲
۱۰۴	عموم رسالت۔	۲۴۵
۱۰۵	سایۂ دیوار۔	۲۴۶
۱۰۶	میم محمد۔	۲۴۹
۱۰۷	نام محمد کی شان	۲۵۰
۱۰۸	بشریت پر حضرت امیر ملت کا بیان۔	[illegible]
۱۰۹	آدم اور حبیب کا موازنہ۔	۲۵۳
۱۱۰	حبیب اور کلیم کا موازنہ۔	۲۵۴

ملنے کا پتہ

مکتبہ انوار المصطفیٰ کوٹ علی خان قصور

مکتبہ نبویہ۔ داتا گنج بخش روڈ۔ لاہور

Marfat.com